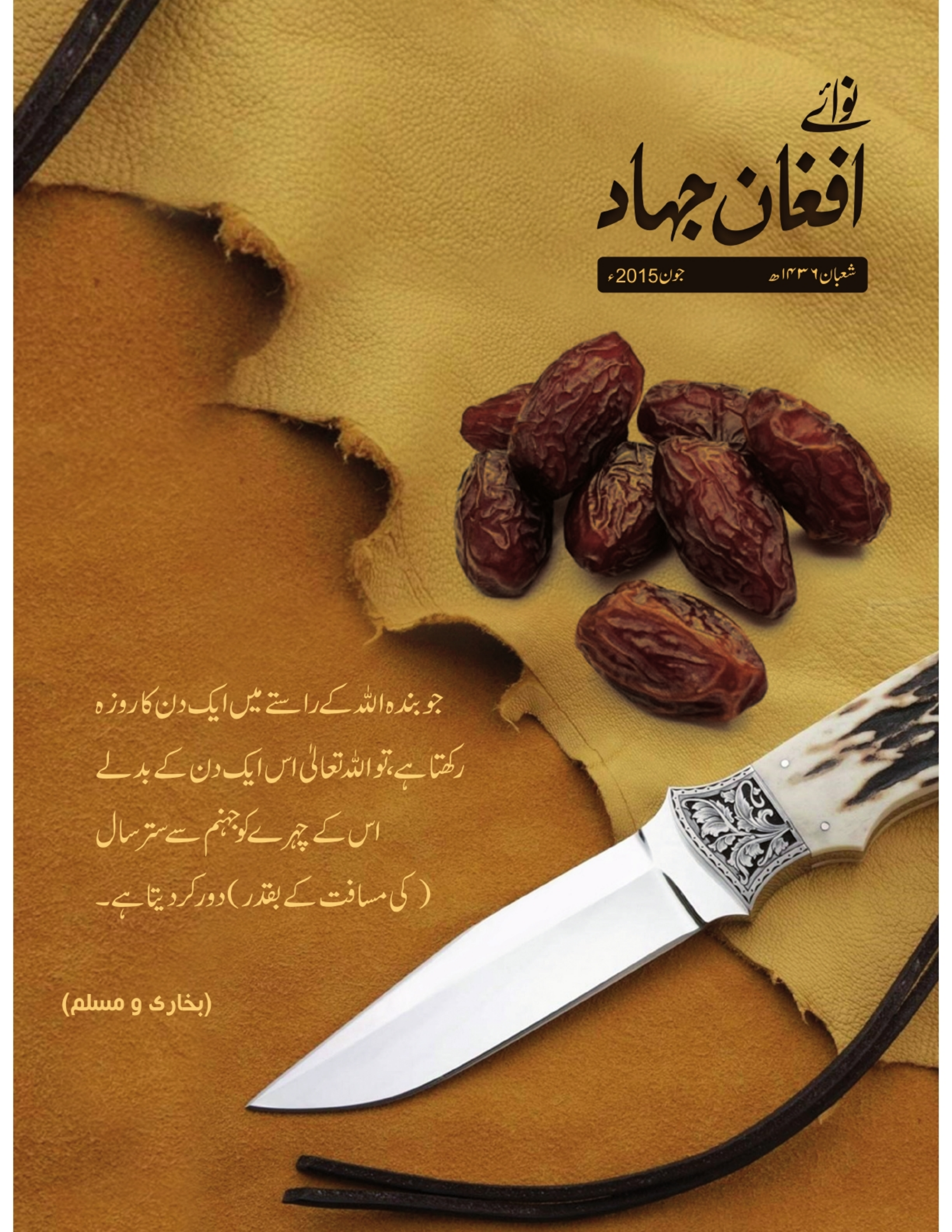


نوائے
افغان جہاد
شعبان ۱۴۳۶ھ
جون 2015ء
جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ
رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے بدلے
اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال
(کی مسافت کے بقدر) دور کر دیتا ہے۔
(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﷺ نے رمضان المبارک کی آمد کی بشارت سناتے ہوئے فرمایا:

أَتَاكُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللّٰهُ عَزّوَ جَلّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنّةِ، وَتُغْلَقُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْـجَـحِيْـمِ، وَتُـغَـلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشّيَاطِيْنِ، لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ،مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ(النسائی، صحيح الجامع الصغير للألبانی)

''تمہارے پاس ماہِ رمضان آ چکا جو کہ بابرکت مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور اس میں سرکش شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں اور اس میں اللہ کی ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے ،جو شخص اس کی خیر سے محروم رہ جائے وہی دراصل محروم ہوتا ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَـانَ أَوّلُ لَيْـلَةٍ مِـنْ شَهْـرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنّ، وَغُلّقَتْ أَبْوَابُ النّارِ، فَلَمْ يُفْتَحُ مِنْهَا بَـابٌ، وَفُتِـحَـتْ أَبْـوَابُ الْـجَـنّةِ فَـلَـمْ يُـغْـلَـقُ مِنْهَا بَابٌ ،وَيُنَادِی مُنَادٍ، يَا بَاغِیَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِیَ الشّرِّ أَقْصِرْ(الترمذی و ابن ماجه، صحيح الترغيب و الترهيب للألبانی)

''جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں چھوڑا جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں چھوڑا جاتا، اور ایک اعلان کرنے والا پکار کر کہتا ہے:

"اے خیر کے طلب گار!
آگے بڑھ،
اور اے شر کے طلب گار!
اب تو رُک جا!"



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

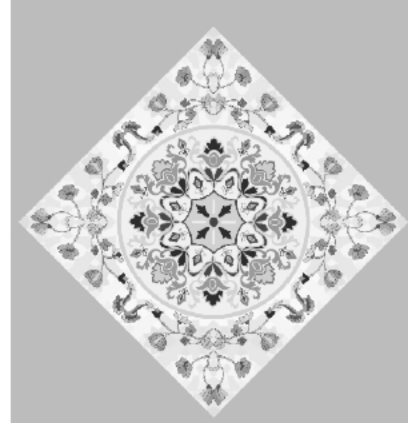


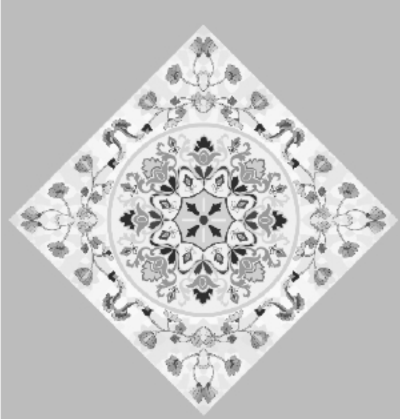
جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۶

شعبان ۱۴۳۶ھ — جون 2015ء

جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے بقدر) دور کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس شمارے میں





تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

NawaiAfghan.blogspot.com
NawaeAfghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ : ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

دعائے سحر سے پھر بجلیاں بھر دے سفینوں میں!

رمضان المبارک اپنی تمام برکتوں، فوز وفلاح، مغفرتوں اور جہنّم سے آزادی کے پروانوں کو لے کر ہم گناہ گاروں اور معاصی کے ماروں کے 'زخم' دھونے، دُکھوں کا مداوا کرنے، ہمارے رب کی بے پایاں رحمتوں کو نچھاور کرکے ہمارے زندگیوں سے معصیت کی گندگیوں کو دور کرنے، گناہوں کے آزار سے نجات دلانے، شیطان کے پھیلائے رنگین لیکن ایمان کُش جالوں سے خلاصی کروانے اور رب کا اور صرف رب کا بنا دینے کے لیے چلتا چلا آرہا ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے کہ اس ماہِ مبارک میں شیطان لعین زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ اللہ کے بندوں کے لیے اُس کی طاعت وفرماں برداری کے راستے سہل سے سہل تر ہو جائیں! دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ اس 'موسمِ بہار' میں جب نیکیوں کی طرف لپکنا آسان، بھلائیوں کے سامان کرنا سہل اور خیر کی راہوں پر سفر کرنا بلا دقت ممکن ہوتا ہے' وہیں اس نیکیوں کی 'لُوٹ سیل' میں ایسے بدنصیب اور بدبخت بھی ہوتے ہیں جو ذریتِ ابلیس میں شمار ہوتے ہوئے شیطانی منصوبوں پر عمل پیرا رہتے ہیں تاکہ مخلوق کو راہِ خدا سے روکنے، رب سے بغاوت پر اُکسانے اور اپنے کریم خالق ومالک کے خلاف ابھارنے کا کام رُکنے نہ پائے......اللہ تعالیٰ کے کلمے کو سرنگوں کرنے کے لیے سرگرداں ان ابلیس کے لشکروں کے مقابلے میں جنودِ ربانی پورے سال کی طرح رمضان المبارک میں بھی برسرِ پیکار رہتے ہیں......بلاشبہ اس سپاہِ الٰہی کے ایک لشکری سے لے کر سالارتک تمام کے تمام اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے، اُن کی گردیں اتارنے، اُنہیں ذلت وشکست سے دوچار کرنے اور پھر اپنی جان اس راہ میں قربان کردینے کی بنا پر ایسی عبادت میں مشغول ومصروف ہیں جس کا کوئی نعم البدل نہیں، یہ ایسا فرض عین نبھا رہے ہیں کہ جس کو مستقل طور پر نبھاتے چلے جانے ہی میں امت کے ایمان کی حفاظت بھی مضمر ہے، اُس کی عبادات، صوم وصلوٰۃ، حج وزکوٰۃ اور رکوع وسجود کا دوام وتمام بھی ممکن ہے اور اُس کی جانوں، اموال، عزت وعصمت اور وسائل کا تحفظ بھی ممکن ہے! الغرض جہاد وقتال فی سبیل اللہ کی کٹھن اور پُرصعوبت وادیوں سے گزرنے والے حقیقی معنوں میں اس امت کے محسن ہیں، اللہ کے یہ بندے اپنے مالک وخالق کی توفیق سے اس راستے پر استقامت نہ دکھائیں تو شیطانی لشکر اپنے آقا 'ملعون ابلیس کے ربِّ دوجہاں کو دیے گئے چیلنج فَبِعِزَّتِکَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ کو پورا کرنے کی خاطر امت کو جہنّم کے گڑھوں میں دھکیل کر ہی رہتے! مجاہدین فی سبیل اللہ' کفر کے سرداروں، اُن کے چیلوں اور شیطان کے حواریوں سے میدانِ مبارزت میں بھی برسرِ پیکار ہیں لیکن اُس کے ساتھ ساتھ وہ فریضۂ انذار ادا کرتے ہوئے اُنہیں رب کی طرف لوٹ آنے، اُس سے بغاوت کی راہ سے واپس آنے اور اُس کے عذاب کی بجائے اُس کی عفو ورحمت کا طلب گار وحق دار بننے کی طرف بلاتے رہتے ہیں!

یہ مجاہدین جنگی میدان کا پورا نقشہ اُن کے سامنے رکھ کر اور چودہ پندرہ سالہ صلیبی جنگ کی تصویر دکھا کر اُنہیں رحمٰن کے لشکروں کے مقابلے سے دست بردار ہونے کا پیغام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: سفاکانہ آپریشن، ظالمانہ بم باریاں، ڈرون حملے، گرفتاریاں اور تشدد وتعذیب، پھانسیاں اور جعلی مقابلے...... جو بن پاتا ہے کرلو، لیکن بھول جاؤ! واللہ! بھول جاؤ! کہ تم اس تحریک کو دبا یا مٹا پاؤ گے! اگر ایسا ہوا تو یہ ہمارے پروردگار کے وعدوں کے خلاف ہوگا، اور یہ ضعیف ترین ایمان کا حامل بھی جانتا ہے کہ ہمارا رب اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا......لہٰذا تم اپنا زور لگالو، ساری چالیں چل لو، کفر کی جتنی خدمت اور چاکری کرسکتے ہو' کرلو!!! ہم بھی اپنے رب کی توفیق اور رحمت سے اسی راہ پر ڈٹے ہوئے ہیں، ہمارے لیے جنتوں کے وعدے ہیں اور فتح کے نوید! اکتوبر ۲۰۰۱ء کے بعد سے افغانستان میں امریکہ نے اور جولائی ۲۰۰۷ء کے بعد سے پاکستان میں خاکی جرنیلوں نے کتنے دعوے کیے، اس عرصہ میں کون سا ایسا دن گزرا کہ جب اپنی ''کامیابیوں'' کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا گیا، ہر ہفتے ڈیڑھ درجن سے زائد بار ''کمر توڑنے'' کے دعوے کیے جاتے ہیں، لیکن تم نے اس سب کے باوجود آخر بگاڑ ہی کیا لیا ہے؟ یہ ''ٹوٹی کمر' والے آج بھی پورے قد سے کے ساتھ کھڑے ہیں! وہ پرسکون اور مطمئن زندگی گزارتے ہیں، وہ صحراؤں میں، پہاڑوں اور غاروں میں، وادیوں اور درّوں میں ڈرون طیاروں اور جنگی جہازوں کے سائے تلے، گن شپ ہیلی کاپٹروں اور بھاری توپ خانے کے بم باریوں کے نیچے، کئی کئی دن کے فاقوں کے باوجود بھی راحت وچین سے سوتے ہیں تو یہی سوچتے ہوئے کہ رات کے کسی پہر میزائل باری ہو بھی گئی تو کیا ہوگا؟ جنت میں آنکھ کھلے گی! اس سے بڑھ کر اور بھلا کیا سعادت وخوش بختی ہوگی؟ جب کہ تم! اپنے ضمیر سے پوچھو! تم میں سے ہر ایک کی زندگی کس قدر بے کیفی، بے سکونی اور ویرانی کا نمونہ ہے، تم میں سے کون ہے جو کنٹونمنٹس کے سیکورٹی حصاروں میں قائم اپنے محفوظ ترین محلات میں تمام تر سامانِ زندگی کی فراوانی اور تعیّشات کی بہتات میں بھی نیند کی درجن بھر گولیاں پھانکے بغیر سوسکتا ہو؟ کیا تمہارے شب وروز مستقل خوف اور وحشت سے عبارت نہیں ہیں؟ کیا ہمہ وقت سروں پر مسلط رہنے والے خطرے نے تمہاری زندگیاں اجیرن نہیں کررکھیں؟ لہٰذا خود ہی سوچ لو کہ فوز وفلاح اور کامیابی کس کو حاصل ہو رہی ہے......وہ تو اللہ کے ایسے بندے ہیں کہ تمہارے صلیبی آقاؤں اور تمہاری بم باریوں کے نتیجے میں یا پھانسیوں کے پھندوں پر جھولتے ہوئے جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو اُن کے مسکراتے اور بشاش چہرے غُرّ الْمُحَجَّلِيْنَ ہونے کی گواہیاں دیتے ہیں اور اپنے رب کے دربار میں جب وہ پیش کیے جائیں گے تو مقبول شہادت کے انعام کے طور پر وَفْدِ الْمُتَقَبَّلِيْنَ اور عِبَادَہ' الْمُنْتَخَبِيْنَ کے زمرے میں اٹھائے جائیں گے! لیکن تم اپنے مُرداروں کی حالت پر ہی غور کرلو تو نصیحت وعبرت کا وافر سامان وہیں سے مل سکتا ہے......لیکن آہ! کہ صلیب کے 'صف اول کے اتحادی' ہونے پر تمہارے دلوں سے تو ایمان ہی رخصت ہوا تو عبرت ونصیحت کہاں سے پکڑو گے!!!

اپنی محبوب امت سے یہ مجاہدین بس اتنا کہتے ہیں کہ ''میرے لوگو! تمہیں بھی غم ہمارا ہو!''۔ رمضان المبارک میں اپنے اُن بھائیوں کو نظر انداز اور فراموش مت کیجیے جو آپ کی دنیا وآخرت کی بھلائیوں کو کفر کی آندھیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ویرانوں، وادیوں اور سنگلاخ پہاڑوں میں جا بسے ہیں' جہاں وہ محض اپنے رب کی توفیق ورحمت سے کفر کے متحدہ لشکروں کے مقابلے میں بے سروسامانی کے عالم میں بھی پوری استقامت سے ڈٹے ہوئے ہیں......رمضان المبارک کی صورت میں جو رحمتوں بھرے لمحات امت کو میسر ہیں ان لمحات کے متعلق شَهْرُ الْبِرِّ وَالْمُوَاسَاةِ فرمایا گیا ہے، اس 'البر والمواساۃ' کے اولین حق دار آپ کے یہی بھائی ہیں......پس اپنے اموال میں سے اُن کا حصّہ اور حق نکالنے میں سستی مت کیجیے کہ جو امتِ توحید کے خلاف بھڑکائی گئی جنگ کے شعلوں کو اپنی جانیں وار کر اور اپنے جسم جلا کر بجھا رہے ہیں......اس ماہِ مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مبارکہ فَهُوَ اَجْوَدُ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ کو [تیز آندھی کی طرح سخی] اپنے اندر پیدا کرنے کی خوب خوب کوشش وسعی کیجیے......اور اس سب سے بڑھ کر، مجاہدین کے لیے اموال کے منہ کھول دینے سے بڑھ کر، اُن کے لیے ڈھیروں ڈھیر وسائل جمع کرنے سے بڑھ کر اور جہاد کے لیے صدقات مہیا کرنے سے بڑھ کر جو چیز مجاہدین کو اور تحریک جہاد کو آپ کی طرف سے مطلوب ہے وہ ہیں آپ کی دعائیں! اس امت کی دعائیں! اس امت کے صلحا، اس امت کے ضعفا، اس امت کی ماؤں، بیٹیوں، اس امت کے لاچار بزرگوں اور جوانوں کی دعائیں......رمضان المبارک کی قبولیت والی گھڑیوں میں رب کے سامنے گڑگڑا کر، ناک رگڑ کر، جسم وجاں بچھا کر اپنے مجاہد بھائیوں کے لیے دعائیں کیجیے! افطار کے وقت انواع واقسام کی نعمتوں کے بیچ بیٹھ کر اُن کے لیے دستِ دعا اٹھائیے کہ جنہیں سحر وافطار میں دو گھونٹ پانی، مٹھی بھر چنے اور چند کھجوریں ہی میسر ہوتی ہیں......راتوں کے آخری پہر میں جب رب کریم سے راز ونیاز ہو تو آنکھوں سے چند آنسو اور سینے سے چند ہچکیاں اُن کے لیے بھی نکلیں جو اپنے شہہ رگیں کٹوا کر اور خون بہا کر دفاعِ امت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں!

ہم رمضان کیسے گذاریں؟

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین منبر کے قریب ہو گئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین! جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین! جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین!...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے فرمایا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا: آمین! پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نہ کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین! جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائیں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ داخل ہو جائے، میں نے کہا: آمین!

رمضان مغفرت کا مہینہ ہے:

رمضان ایسا زرّیں موقع ہے کہ اس میں کوشش کرے تو ایک رمضان سارے گناہ بخشوانے کے لیے کافی ہے، جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور یہ یقین کر کے رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے سچّے ہیں اور وہ تمام اعمالِ حسنہ پر بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ

''جو شخص رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھے، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے''۔

ایمان واحتساب کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدوں پر یقین کامل ہو اور ہر عمل پر ثواب کی نیت کرے، اور اخلاص وللّٰہیت اور رضائے الٰہی کا حصول پیش نظر ہو، اور ہر عمل کے وقت مرضی الٰہی کو دیکھے، ایمان واحتساب ہی ہے جو انسان کے عمل کو فرش سے عرش پر پہنچا دیتا ہے، اصلاً اسی کا فقدان ہے، مسلمانوں کا اصل مرض بد نیتی نہیں بلکہ بے نیتی ہے، یعنی سرے سے وہ نیت ہی نہیں کرتے، ہم وضو کرتے ہیں مگر اس میں نیت نہیں کرتے، ہم دوسرے ارکانِ دین ادا کرتے ہیں مگر ایمان واحتساب ہمارے پیش نظر نہیں رہتا، جب بہت سے لوگ کسی کام کو کرتے ہیں تو وہ رسم بن جاتی ہے، روزہ کا ایک عام ماحول ہوتا ہے، ایسے میں کوئی اس اندیشہ سے روزہ رکھے کہ ہم روزہ نہ رکھیں گے تو چھپ کر کھانے پینے سے کیا فائدہ؟ یہ خیال آیا تو روزہ کی روح نکل گئی، بیماریوں میں بھی اکثر بھوکا رہنا پڑتا ہے، اسفار میں بھی اکثر کھانا نہیں ملتا، اس لیے روزہ کی خصوصیّت صرف بھوکا رہنا نہیں ہے، روزہ کی حقیقت ہے اللہ کے حکم کی تعمیل، جو چیزیں چھوڑنے کو کہی گئی ہیں ان کو چھوڑ دینا، پہلے ہم یہ کیفیت پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ برحق ہے، ثواب کی لو لگی ہو اور دل کو تسلی ہو کہ ثواب مل رہا ہے، اسی میں لطف آئے۔

اعمال کی مقبولیت کی علامات وآثار:

کسی عبادت کی خصوصیّت اور اس کی مقبولیت کی دلیل یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے دل کے اندر رقت، نرمی، تواضع اور انکساری کا جذبہ پیدا ہو، لیکن جب اس کے برعکس کبر وغرور اور عجب پیدا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری عبادت مقبول نہیں ہوئی، اس میں کمی رہ گئی ہے، اس لیے ان چیزوں کو دور کرنے کے لیے ایمان واحتساب کو پیش نظر رکھنا اور اس کا استحضار رہنا ضروری ہے، بے سوچے سمجھے بغیر نیت کے روزہ رکھ لینا، کوئی اور عبادت ادا کرنا بے معنی ہے، ایک صاحب فرمانے لگے: میں اس لیے روزہ رکھتا ہوں کہ جو مزہ افطار کے وقت آتا ہے وہ دنیا کی کسی نعمت میں نہیں، حالانکہ ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی نہیں تھا، ہمیں چاہیے کہ ہم دن میں کئی بار نیت کو تازہ کر لیا کریں، ہر وقت استحضار رکھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابن آدم کے ہر عمل پر اس کو دس سے سات سو گنا تک ثواب ملے گا، اللہ نے فرمایا سوائے روزہ کے، کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

یہ بندہ تمام محبوب چیزیں میرے لیے چھوڑتا ہے، اس لیے میں خود ہی بدلہ دوں گا۔

اعمال طاقت پیدا کرتے ہیں:

دوسری بات یہ ہے کہ دین کے جتنے ارکان ہیں وہ طاقت پیدا کرتے ہیں، یعنی ایک عبادت دوسری عبادت کے لیے معاون ثابت ہوتی ہے اور اس کے لیے تقویت کا باعث بنتی ہے، جس طرح سے ایک غذا دوسری غذا کے لیے معاون ثابت ہوتی ہے، اسی طرح ایک فرض کی ادائیگی دوسرے فرائض کی ادائیگی میں معاون ثابت ہوتی ہے اور

02 اپریل: صوبہ ہلمند.................ضلع سنگین.................مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے مابین شدید جھڑپیں.................متعدد بارودی سرنگ دھماکے.................10 افغان فوجی ہلاک

اس کو طاقت فراہم کرتی ہے، یہ بات نہیں ہے کہ ہر رکن الگ الگ ہے، ہر ایک کی فرضیت اور اس کی اہمیّت تو بہر حال اپنی جگہ ہے، مگر ایک دوسرے سے الگ نہیں ؛ بلکہ ایک دوسرے کی مدد کے لیے ہے، اسی طرح سے روزہ سال کے پورے گیارہ مہینے کی عبادت کے لیے طاقت پیدا کرتا ہے، روزہ کی وجہ سے دوسری عبادات کی ادائیگی میں ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور توانائی ملتی ہے۔

روزے کا مقصد نفس پر قابو پانا ھے :

تیسری بات یہ ہے کہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ نفس پر قابو پایا جائے اور روزہ کی وجہ سے نفس پر قابو پانا آسان ہوجائے، دین کا ذوق وشوق پیدا ہو، عبادت کی ادائیگی میں شوق ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

یعنی ہر کام کے کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی کا خیال رکھا جائے، تقویٰ کا ترجمہ بعض لوگوں نے 'لحاظ' سے کیا ہے، یعنی ہر کام کے کرتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے کہ یہ کام اللہ کی مرضی کے مطابق ہے یا نہیں، حلال وحرام کی تمیز ہوجائے، اس طرح سے مشق ہوجائے کہ فطرت بن جائے، جس طرح سے آپ عید کے دن کھانے پینے میں جھجک محسوس کرتے ہیں، اس وجہ سے آپ کو کھانا پینا خلافِ عادت معلوم ہوتا ہے، حالانکہ یہ عارضی چیز تھی؛ اسی طرح سے گناہوں سے اجتناب، معاصی سے پرہیز، غیبت وبدگوئی، غصہ وبغض سے پرہیز اس طرح ہو کہ آپ کی فطرت بن جائے، جو چیزیں دائمی طور پر حرام ہیں ان کو کرنے میں تو اور بھی زیادہ آپ کو چوکنا رہنا چاہیے، روزہ سے زندگی میں تبدیلی ہونی چاہیے۔ آپ روزہ رکھیں لیکن گالی دینا، غیبت کرنا، بدگوئی وغصہ وبغض کرنا نہ چھوڑیں تو روزہ سے کوئی فائدہ نہیں۔

اصل بات تو یہ ہے کہ روزہ آپ کی زندگی کے اندر واضح تبدیلی کردے، روزہ میں آپ نے معاصی سے اجتناب کیا ہے تو اس پر قائم رہیے، اور ان معاصی کا ارتکاب نہ کیجیے جن کو آپ نے روزہ کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا، اگر روزہ کے ختم ہوتے ہی تمام معاصی میں پھر مبتلا ہوگئے ہیں تو اس سے یہی بات سمجھ میں آئے گی کہ اس نے روزہ تو رکھا مگر روزہ مقبول نہیں ہوا، حج تو کیا مگر حج مقبول نہیں ہوا، آپ اس طرح سے روزہ رکھئے کہ کوئی غیر مسلم بھی دیکھے تو سمجھے کہ یہ واقعی روزہ رکھتے ہیں اور یہ رمضان کے دن ہیں، پورے احترام کو ملحوظ رکھا جائے اور تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص روزہ رکھے اور اس سے کوئی الجھنے لگے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں، نفس کی تمام کمزوریوں کو دور کرے، غصہ کم کردے، بغض وحسد کو دور کردے، روزہ اس طرح نہ رکھے کہ غصہ میں بھرا ہوا بیٹھا رہے اور لوگ اس سے محض اس وجہ سے گفتگو کرنے میں خوف محسوس کریں کہ بھائی! ان سے گفتگو نہ کرو، ورنہ یہ بگڑ جائیں گے، کھانے میں ذرّہ برابر نمک کی کمی ہو تو غصہ کی انتہا کردے۔ ان تمام معاصی سے پرہیز کرے، اگر روزہ کے تمام تقاضوں کا لحاظ رکھا گیا تو اس کا اثر گیارہ مہینوں پر پڑے گا، اور اس کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی ہوگی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ روزہ جن چیزوں سے معمور کیا گیا ہے اس کا لحاظ رکھیں، روزہ کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا جائے، نہ تلاوت کیا، نہ صدقہ، نہ خیرات کی، نہ تراویح پڑھی، صرف روزہ رکھ لیا، اس سے کوئی فائدہ نہیں، توبہ واستغفار کا اہتمام ہو، دعا کی طرف زیادہ توجہ ہو، آخر شب میں اہتمام سے اٹھیں، کیوں کہ اس کی زیادہ اہمیّت ہے، اللہ تعالیٰ اس وقت پکارتا ہے کہ ہے کوئی میرا دوست! جو مجھے پکارے اور میں اس کو سنوں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔

خیرات وصدقات کا مهینه:

اس مہینہ میں خیرات وصدقات بھی زیادہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہِ مبارک کو شَھْرُ الْبِرّ وَالْمُوَاسَاۃ فرمایا ہے یعنی نیکی اور غم خواری کا مہینہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف زیادہ توجہ ہو، اور صدقات وخیرات میں زیادہ حصّہ لے، لوگوں کے حالات کا سراغ لگا کر پتہ چلائے، ان کے یہاں تحائف اور ہدایا بھیجے، اللہ کے کتنے بندے ایسے ہیں جن کو صرف روزہ افطار کرنے کے لیے مسجد میں مل جاتا ہے، پھر وہ بھوکے رہتے ہیں، اس لیے ایسے ضرورت مند لوگوں کو پتا لگا کر ان کی مدد کی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بڑا ہی اہتمام فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلّق آتا ہے:

اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا

''لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے''۔

دوسرے موقع پر آتا ہے:

فَھُوَ اَجْوَدُ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ

''طوفان کی طرح سخاوت کرتے تھے اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے، اور دل کھول کر غریبوں، بیواوں اور یتیموں کی مدد کرتے تھے''۔

توبه واستغار کا مهینه:

انسان کو سمجھنا چاہیے کہ ہماری عبادت کیا، ہم تو اللہ تعالیٰ کے لائق کچھ بھی عبادت نہیں کرسکتے، ہم توبہ استغفار بھی اچھی طرح نہیں کرسکتے، اس لیے ہمیں بھوکوں، لاچاروں اور مسکینوں ہی کی مدد کرنی چاہیے، تاکہ ممکن ہے اللہ کے کسی بندے کا دل خوش ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اسی کو قبول فرمالے اور ہمارا مقصد پورا ہوجائے۔ ہماری عبادت،

2اپریل: مجاہدین..................صوبہ زابل..................مجاہدین کا کٹھ پتلی فوجوں.................. 6 فوجی ہلاک..................2 زخمی

ہماری تلاوت، ہماری نماز تو لائق قبولیت نہیں لیکن اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے سے ممکن ہے'اللہ تعالیٰ اسی کو قبول فرمالے، اس مہینہ میں ہمیں پوری طرح خیرات وصدقات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور ہم کمر کس لیں کہ اس مہینے سے پورا فائدہ اٹھائیں گے، حدیث شریف میں آتا ہے:

یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَدْبِرْ

''اے خیر کے طلب کرنے والے! آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب کرنے والے! پیچھے ہو''۔

دوسری جگہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے پوچھے گا کہ:

''اے بندے! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی، میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا بندہ جواباً عرض کرے گا اے خداوند قدوس! تو کیسے بیمار ہوسکتا ہے؟ تو کیسے بھوکا رہ سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار تھا، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں پاتا، میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے وہاں موجود پاتا''۔

غم گساری او رخیرخواہی کا مہینہ:

اس لیے یہ ضروری ہے کہ جو محتاج و بیوائیں جو فقرا و مساکین ہیں ان کی مدد کی جائے، غریبوں کی جولڑکیاں ہیں ان کی شادی کرادی جائے، اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے محاسبہ کرے گا اور سخت باز پرس کرے گا، یہ ہمارا مال نہیں جسے ہم خرچ کرتے ہیں، بلکہ یہ اللہ کی امانت ہے، ہم اگر اس کو تقریبات میں خرچ کرتے ہیں تو غلط کرتے ہیں، اگر اس کو بے محل صرف کرتے ہیں تو ناجائز کرتے ہیں، ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اس کو صرف کریں، ہمیں اس کی فکر ہونی چاہیے کہ کتنی بیوائیں اور یتیم ہیں، کتنے محتاج و مساکین ہیں جنہیں ضرورت ہے؟ ہمیں ان تمام جگہوں پر صرف کرنا چاہیے جہاں دوسروں کی مدد ہوسکے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

بھائی سنو! کلام پاک میں آج بھی وہی تاثیر ہے، مگر ہمارے پاس زبان نہیں، اور ہمارے سینوں میں وہ دل نہیں جس سے صحابہ کرامؓ اور اہل للہ تلاوت کرتے تھے، اس لیے پہلے اپنی زبان کو پاک کرو، اور دل کو صاف کرو، اس کے بعد جب کلام اللہ کی تلاوت کروگے تو اس کا اثر ہوگا، اللہ والوں کی زبان میں بھی اثر ہوتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ کے مواعظ میں یہ واقعہ میں نے پڑھا ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے صاحبزادے جب فارغ التحصیل ہوکر تشریف لائے تو ان کا وعظ ہوا اور بہت دیر تک بیان ہوا، بہت سی عمدہ عمدہ باتیں بیان فرمائیں، لیکن کسی پر کچھ اثر نہ ہوا، رمضان کا زمانہ تھا، ان کو یہ خیال ہوا کہ میں نے اتنا لمبا بیان کیا، قرآن کی آیتیں پڑھیں، حدیثیں پڑھیں، بزرگوں کے واقعات سنائے مگر کسی پر کچھ اثر نہ ہوا، آخر کیا بات ہے؟ پھر اس کے بعد حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ خود مجلس میں تشریف لائے، آپ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ بھائی میری سحری کے لیے دودھ رکھا ہوا تھا، رات میں بلی دودھ پی گئی، اس وجہ سے آج میں نے بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا، اتنا کہنا تھا کہ سارے مجمع پر گریہ طاری ہوگیا، سب لوگ رونے لگے، عجیب حال ہوگیا، گریہ وزاری کا ایک سماں بندھ گیا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں وہ اثر تھا جس سے سارا مجمع متاثر ہو گیا تو آخر کیا بات تھی، بات یہ تھی کہ آپ کے دل میں وہ دردوسوز تھا جس کا اثر لوگوں کے قلوب پر پڑتا تھا، حضرت شیخ المشائخ نے اپنے اس حال سے ظاہر فرمایا کہ علم اور چیز ہے اور باطنی دولت وکیفیت اور چیز ہے، اللہ والے جب بولتے ہیں تو اللہ ہی کے لیے بولتے ہیں اور قرآن وحدیث سے خود متاثر ہوکر بولتے ہیں، اس وجہ سے ان کے بولنے میں اثر ہوتا ہے، اور جس طرح اللہ والوں کی زبان میں اثر ہوتا ہے اسی طرح ان کی آنکھ میں بھی اثر ہوتا ہے، حق تعالیٰ ان کو نورِ فراست عطا فرماتے ہیں، جس سے حق وباطل میں تمیز کرتے ہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ہمارے پاس اس حال میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے تو یہ نورِ فراست ہی تھا۔ حدیث شریف میں بدنگاہی کو آنکھوں کا زنا فرمایا گیا ہے، اس کا اثر آنکھ میں رہتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں پر کبھی منکشف فرمادیتے ہیں، اللہ والوں کے پاس بہت سنبھل کر جانا چاہئے، بھائی! اخلاص ہی عمل کی روح ہے، میرا اپنا ہی ایک شعر یاد آیا:

عمل کی روح ہے اخلاص، جب تک یہ نہ حاصل ہو
نہیں آئے گی ایمان وعمل میں تیرے تابانی

☆☆☆☆☆

''اخلاص تنہا کافی نہیں۔ کوئی اس بات میں شک نہیں کرتا کہ خوارج مخلص نہیں تھے، لیکن اس بات پر بھی کوئی شک نہیں کرتا کہ خوارج بلاشبہ بھٹکے ہوئے اور گمراہ تھے۔ پس صرف اخلاص کافی نہیں، اخلاص کے ساتھ علم اور ثابت قدمی بھی بہت ضروری ہے۔ پس ایک شخص جہل میں اخلاص کے ساتھ بھی دین کے لیے موجبِ نقصان ہوسکتا ہے، ویسے ہی جیسے وہ لوگ جو افغان جہاد کو خراب کررہے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ دین کو نقصان پہنچا رہے ہیں، اور نا یہ جانتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اپنے اخلاص کے ساتھ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ کوئی شک نہیں کرتا، اور اللہ بہتر جانتا ہے ان کے اخلاص اور سچّائی کو''۔

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ

04 اپریل: صوبہ فراہ.............ضلع پشت رود.............2 چوکیوں پر مجاہدین کا کنٹرول.............6 ہلاک.............4 گرفتار

رمضان المبارک میں مجاہدین کے کرنے کے کام

ادارہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں وعظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لوگو تم پر عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، ایسا مہینہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیے ہیں اور اس کی رات کا قیام نفل ہے، جس نے بھی اس مہینے میں نیکی کی وہ ایسے ہے جس طرح عام دونوں میں فرض ادا کیا جائے، اور جس نے رمضان میں فرض ادا کیا گویا کہ اس نے رمضان کے علاوہ ستر فرض ادا کیے، یہ ایسا مہینہ ہے جس کا اول رحمت اور درمیان مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے''۔(الترغیب والترھیب)

رمضان المبارک ہمارے لیے اپنی انفرادی اصلاح کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ چنانچہ چند گزارشات پیش خدمت ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق سے نوازے، آمین۔

تجدید نیت:

سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم اپنی نیت خالص کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عہد باندھیں کہ صرف رمضان ہی نہیں بلکہ بقیہ سال بھر میں بھی اللہ کی اطاعت سے انحراف نہیں کریں گے۔ رمضان شروع ہونے سے پہلے نیت نہیں کر سکے تب بھی کوئی بات نہیں۔ اس وقت 'ایمان اور احتساب' کے ساتھ بقیہ دن گزارنے کی نیت کر لینی چاہیے۔

تزکیۂ نفس کا درست اسلوب:

تزکیۂ نفس کا صحیح اسلوب تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔ کیونکہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں تمام فلاح پوشیدہ ہے اور اس کا اچھا ذریعہ اہل اللہ کی صحبت ہے۔

اپنا محاسبہ کیجیے:

اللہ تعالیٰ تو علیم وبصیر ہے۔ وہ ہر کھلے اور چھپے راز سے واقف ہے، تاہم دنیا میں انسان کا سب سے بڑا محرم خود اس کی اپنی ذات ہی ہے۔ **بل الانسان علی نفسه بصيرة** لہٰذا اپنی خامیوں کی فہرست تیار کریں اور عزم مصمم کریں کہ ان شاء اللہ اسی رمضان کے اندر ان سے چھٹکارا پانا ہے۔ کیونکہ انسان کو گناہ پر مائل کرنے والی دو ہی چیزیں ہیں۔ ایک اس کا نفس امارہ اور دوسرا شیطان الرجیم......اور احادیث میں تصریح ہے کہ رمضان میں شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں لہٰذا اب صرف نفس کی تحریص ہی باقی رہ جاتی ہے......اسے بھی روزہ اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر قوت نہیں رہتی۔

لہٰذا اگر آپ رمضان میں اپنی خامیوں سے جان نہیں چھڑا سکے تو پھر کبھی بھی نہیں چھڑا سکیں گے، الا ان یشاء اللّٰہ۔ چنانچہ ابھی سے عزم کریں کہ اپنی خامیوں کو دور کرنا اور خوبیوں کو مزید بڑھانا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص غیبت جیسی قبیح عادت میں مبتلا ہے تو اس کے لیے سنہری موقع ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو کر سکے۔ یاد رہے کہ غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نیز اسے زنا سے بدتر ٹھہرایا گیا ہے۔ لہٰذا غیبت کرنے والا فرد اس گناہ کے گھناؤنے پن کا تصور کر کے اس کو چھوڑنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

ہم غیبت کیوں کرتے ہیں؟ بالعموم محض اپنی زبان کا چسکا پورا کرنے کے لیے......یا یوں سمجھ لیں کہ غیبت دراصل زبان کی شہوت ہے......بسا اوقات غیر ضروری اور لایعنی گفتگو کرتے رہنے کی عادت بھی غیبت میں ڈھل جاتی ہے۔ کیونکہ موضوعِ گفتگو تو بہر حال چلتے ہی رہنا چاہیے نا!!! بہتر یہ ہے کہ ہم رمضان میں اپنی یہ عادت بنائیں کہ کوئی لایعنی بات زبان سے نہیں نکالنی، دوسرے لفظوں میں ہمیں تقلیل کلام کو اپنانا ہوگا۔ غیبت' دوسرے مسلمان کی غیر موجودگی میں اُس کا ایسا ذکر ہے جو اس کے سامنے کیا جائے تو اسے برا لگے......غیبت سے بچنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر کیا ہی نہ جائے......نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری......آزمائش شرط ہے۔

غیبت تو خیر بہت بڑا گناہ ہے......ہمیں تو بحیثیت مسلمان، آفات اللسان کی ہر شکل سے خود کو بچانا چاہیے۔ اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ کم از کم رمضان کی حد تک' تو یہ طے کر ہی لیں کہ کم سے کم گفتگو کرنی ہے اور ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالنی جو آخرت کی میزان میں حسنات کے پلڑے میں نہ ڈالی جا سکے۔ غیبت ہی کی طرح ایک دوسری خطرناک بیماری جس کی طرف آج کل کے معاشرے میں بہت کم دھیان دیا جاتا ہے، وہ ہے......بدنظری......اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بری بلا سے بچائے! بدنظری چاہے دانستہ ہو رہی ہو یا نادانستہ طور پر......بہر حال بعض اوقات نیک لوگ بھی یا یوں کہہ لیں کہ بظاہر متشرع وضع رکھنے والے بھی اس روگ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس سے بچنے کا حقیقی نسخہ تو یہی ہے کہ آدمی محض اتنا تصور کر لے کہ جب میں بدنظری کے گناہ سے اپنی آنکھیں گندی کر رہا ہوں......تو کیا آخرت میں انہی آنکھوں سے دیدار الٰہی سے مشرف ہو سکوں گا......سبحان اللہ! کہاں یہ فانی حسن اور کہاں جمالِ الٰہی!

05 اپریل: صوبہ پکتیا.............ضلع احمد خیل.............امریکی ایجنٹ اور معروف جنگ جو کمانڈر کی گاڑی پر حملہ.............کمانڈر یار خان عرف سٹ دو محافظوں ہلاک

یہ بات تو شاید آپ نے کہیں پڑھی ہوگی کہ محرمات کی طرف دیکھنے سے اجتناب کرنے والے کو عبادات میں حلاوت نصیب ہوتی ہے۔کاش لوگ نگاہوں کی چوری کرتے ہوئے اتنا سوچ لیں کہ کیا وہ اپنے والدین کے سامنے ایسی حرکت کر سکتے ہیں؟ اور یقیناً کوئی حیادار آدمی ایسا نہیں کرسکتا......تو پھر اس رب کریم سے حیا کیوں نہیں آتی؟ بہرحال بدنظری سے بچا جاسکتا ہے، بازاروں میں اپنی آمدورفت کم سے کم کرکے اور غیر محرموں (ہر قسم کے) کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کرکے۔کوشش کریں کہ اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ اوقات مسجد میں گزاریں یا پھر اہل اللہ، بزرگ صالحین کی صحبت میں۔اور چونکہ رمضان، شھر قرآن ہے، لہٰذا اسے قرآن مجید ہی کی معیت میں گزارا جائے

یاد رکھیں! اس وقت دنیا میں دین حق پر حقیقتاً عمل کرنے والے آٹے میں نمک کے برابر ہیں اور حقیقی اہل ایمان ''غربا'' ہو چکے ہیں، ان میں سے بھی اَغْرَبُ الْغُرَبَا وہ ہیں جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر راہ جہاد میں گامزن ہیں......اور ہم یہی چاہ رہے ہیں کہ ہمارا شمار بھی اسی طائفہ منصورہ میں سے ہوجائے۔بنا بریں ہمارے لیے اشد ضروری ہے کہ اپنے شب و روز قرآن کے سائے میں گزاریں۔مسلمان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔اس لیے رمضان المبارک میں ہم اپنے معمولات کو بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں۔ایک ایسا مہینہ جب نوافل، فرض کے درجے میں اور فرائض کا اجر ستر گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے تو پھر کون بدنصیب ہے جو رحمت باری سے محروم ہونا چاہے گا

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

چنانچہ دن بھر کے معمولات کی ترتیب بنا کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔تفصیلی منصوبہ بندی تو ہر بھائی اور بہن اپنے حالات کی مناسبت سے کرسکتے ہیں لیکن ایک سرسری خاکہ پیش خدمت ہے:

قیام اللیل:

رمضان میں قیام اللیل' عام دنوں سے زیادہ آسان بھی ہے اور زیادہ فضیلت والا بھی۔اگر کوئی ہمت پاتا ہو تو رات کا تیسرا پہر......افضل وقت ہے۔لیکن کم از کم اتنا تو ہونا چاہیے کہ سحری سے کچھ دیر پہلے اٹھ کر آٹھ نوافل ادا کر لیے جائیں۔قیام اللیل میں قرآن کی تلاوت کا لطف تو وہی جانتا ہے جسے اس کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔جتنی سورتیں زبانی یاد ہیں پڑھ ڈالیے......جتنا پڑھیں، تدبر کے ساتھ اور اس احساس کے ساتھ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی نصیب ہو رہا ہے۔کیا خبر کہ اس عمل کی برکت سے ہم بھی '**وبالاسحار ھم یستغفرون**' والوں کی فہرست میں شامل ہوجائیں۔

لیکن قیام اللیل پر عامل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تراویح سے فارغ ہونے کے بعد بلا تاخیر سوجائیں۔اگر عام دنوں میں ہم عشاء کے بعد بھی تادیر جاگنے کے عادی ہیں......لیکن خدارا......کم از کم رمضان میں ہی اس ''خلافِ سنت'' عادت کو ترک کر دیا جائے۔اور اس طرح فجر کے بعد سونے کی عادت کو بھی جبراً چھوڑ دیا جائے......اور آرام کرنا ضروری ہو بھی تو......اشراق کے نوافل پڑھنے کے بعد کچھ دیر آرام کرلیا جائے۔

اذکار مسنونہ:

نماز فجر کے فوراً بعد اٹھ جانے کی بجائے اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے صبح کے مسنون اذکار کا ورد کرلیا جائے۔اس حوالے سے 'حصن المسلم' اور 'علیکم بسنتی' میں موجود اذکار کی ترتیب مفید پائی گئی ہے۔نیز اگر 'مناجات مقبول' کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل کرلیا جائے تو سونے پہ سہاگہ ہوگا۔

صبح کے اذکار کا وقت سورج نکلنے سے پہلے اور شام کے اذکار عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک مسنون ہیں۔اذکار مسنونہ کا ورد اپنی عادت بنالیں۔نیز رمضان چونکہ شھر قرآن ہے لہٰذا کم از کم ایک پارے کی تلاوت ضرور کریں۔ہوسکتا ہے کہ آغاز میں طبیعت کو آمادہ کرنے میں دشواری پیش آئے لیکن یاد رکھیں کہ 'اب نہیں تو کبھی نہیں'۔ہمارے اکابر اور اسلاف رمضان میں بہت زیادہ تلاوت فرماتے تھے۔اگر ممکن ہو تو کیسٹ وغیرہ سے اچھے قراء کی تلاوت اور اللہ والوں کے بیانات سننے کا بھی اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

سنن رواتب:

سورج طلوع ہونے کے بعد کم از کم دو رکعت اشراق کے نوافل ادا کریں۔اسی طرح کوشش کریں کہ وہ سنتیں جنہیں چھوٹے ایک مدت گزر گئی ہے، انہیں از سر نو زندہ کیا جائے، مثلاً تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور نماز عصر کی چار سنتیں۔

(نوٹ: نماز عصر کی چار سنتوں کے حوالے سے ایک فضیلت والی حدیث نظر سے گزری ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **رحم اللہ امرء اصلی قبل العصر اربعاء**۔اسی روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے حسن قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے رحم کی دعا کی ہے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں ادا کرتا ہے۔آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی فرد کے لیے دعا کر رہے ہیں تو وہ رد کیسے ہوسکتی ہے)۔

ذکر الٰہی:

ہماری سابقہ زندگی کی تعلیم و تربیت میں چونکہ ایک فرد میں خود اعتمادی پیدا کرنے پر بہت زور دیا جاتا رہا ہے لہٰذا اس کے اثرات یہ ہوئے ہیں کہ ہم دنیا بھر کے موضوعات پر بے تکان بولے چلے جاتے ہیں......تقلیل کلام کے ذریعے اس چیز پر قابو پایا جاسکتا ہے۔لیکن تقلیل کلام سے مقصود یہ نہیں کہ زبان پر تالہ لگا کر بیٹھ جائیں بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ ہماری زبان' ہمہ وقت، ذکر الٰہی سے تر رہے۔جتنی مسنون دعائیں منقول ہیں ان کا ورد اٹھتے بیٹھتے جاری رکھیں......ممکن ہے شروع میں تصنع کا خیال آئے لیکن اس وسوسۂ شیطانی کو دل سے جھٹک کر اپنا معمول جاری رکھیں......اگر کچھ تصنع ہوا بھی تو ان شاء اللہ خود

05 اپریل: صوبہ زابل......ضلع شہر صفا......افغان فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ......ایک فوجی ٹینک تباہ......متعدد فوجی ہلاک

بخو دڈھل جائے گا۔ البتہ یہ دھیان میں رہے کہ جہراً ذکر کی بجائے سراً ذکر بہتر ہے۔

سورہ کھف کی تلاوت:

جمعۃ المبارک کے دن سورہ کہف کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں اور جمعہ کے دن عصر کے بعد کی گھڑیاں قبولیت دعا کے لیے بہت اہم ہیں، حدیث میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے۔ لہٰذا ان اوقات کو غنیمت جانتے ہوئے اللہ کے حضور خوب دعائیں کریں۔

مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

تزکیہ نفس کے حوالے سے بنیادی بات یہ ہے کہ اپنے انفرادی اور اجتماعی اعمال' سیرت نبویؐ کے سانچے میں ڈھل جائیں لہٰذا اس غرض کے لیے کتب سیرت، مثلاً زاد المعاد، سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ شروع کردیں۔

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ سے استفادہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ مبارک اور خوش قسمت ہستیاں ہیں جن کی تربیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اُن کی زندگیوں کو اپنی زندگی میں اپنانے کی نیت سے 'حیاۃ الصحابہؓ' کی تعلیم اگر گھروں اور مراکز میں ہو سکے تو اُس کے بہت مفید اثرات عملی زندگی میں سامنے آتے ہیں۔

محاسبۂ نفس:

حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا۔ روزانہ سونے سے پہلے کچھ دیر کے لیے اپنے دن بھر کے معمولات کا محاسبہ کریں۔

کثرت دعا:

ان سارے معمولات کے باوجود، قبولیت اخلاص سے مشروط ہے لہٰذا اخلاص کی دعا ضرور کریں۔ ہم اپنی تمام حاجات میں اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں۔ ان مبارک ساعتوں میں بار بار اس کا در کھٹکھٹائیں۔ بالخصوص رات کے پچھلے پہر اور بوقت افطار کی جانے والی دعائیں مقبول ہوں گی۔ (ان شاء اللہ)

اللہ تعالیٰ سے اپنی، اپنے والدین، عزیز و اقارب اور امت مسلمہ کے لیے عفو و عافیت کا سوال کریں۔ سعادت مندی کی زندگی اور شہادت کی موت طلب کریں۔ مجاہدین اسلام کی نصرت اور کامیابی کے لیے خصوصی دعائیں کریں، یہ بھی ان کی مدد ہے۔ قنوت نازلہ پڑھیں اور بالخصوص اپنے قیدی بھائیوں اور بہنوں کی قید سے رہائی کے لیے نہایت الحاح وزاری سے دعائیں مانگیں۔ قیدیوں کو چھڑوانے میں تساہل کر کے ہم بحیثیت مجموعی جس گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اس پہ رو رو کر اللہ کے حضور معذرت پیش کریں۔ مجاہدین کی قیادت کے حق میں صبر و استقامت کی دعا کریں۔ امت مسلمہ کے سروں پر مسلط غاصب کفار اور طواغیت کی ہلاکت اور بربادی کی دعا کریں۔

انفاق فی سبیل اللہ:

مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے اپنی ذاتی جیب سے 'نصرت فنڈ' قائم کریں۔ اس سلسلے میں ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے گھروں میں ایک ڈبہ رکھ لیں اور روزانہ اس میں کچھ نہ کچھ ڈالتے رہیں۔ اسی طرح دیگر ساتھیوں اور اہل خیر کو بھی 'انفاق فی سبیل اللہ' پر ابھاریں۔ محاذوں پر موجود مجاہدین بھائیوں تک ضروری سامان پہنچانا ہمارا فرض ہے۔

ترک تعیش:

راہ جہاد اور تعیش میں باہم ضد واقع ہوئی ہے۔ عیش کوشی اور سہولیات کے عادی افراد' راہ جہاد کے مسافر نہیں بن سکتے۔ وہاں تو ایسے رجال کی ضرورت ہے جو رھبان باللیل اور فرسان بالنھار ہوں۔ چنانچہ رمضان کو غنیمت جان کر اپنی زندگی میں سے ان چیزوں کو آہستہ آہستہ خارج کرتے جائیں جو اگرچہ مباح ہی کیوں نہ ہوں لیکن ان سے آرام طلبی اور عیش پسندی کی بو آتی ہو۔ اس حوالے سے دو حدیثیں یاد رکھیں۔

کن فی الدنیا کانک غریب وعابر سبیل

دنیا میں اس طرح رہو گویا تم پردیسی ہو یا مسافر

اور

الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت

آخری عشرے کا اعتکاف:

آخری عشرے میں اعتکاف کی کوشش کریں۔ وگرنہ کم از کم طاق راتیں ضرور قیام اللیل میں گزاریں۔

نصاب برائے حفظ:

قرآن مجید کی بعض سورتیں جو بھول چکی ہوں از سرِ نو یاد کرنے کی کوشش کریں۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں ایک بار پھر رمضان کی برکات سے مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمادیا۔ چنانچہ اس کے ایک ایک لمحے کو غنیمت جان کر عبادت الٰہی میں وقف ہو جائیں۔

افطاری کے وقت بہت زیادہ کھانے سے پرہیز کریں۔ نفس تو یہ چاہے گا کہ پورا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بدلے چٹخارے دار کھانے ملیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ اپنے نفس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں یا قابو کر لیتے ہیں۔ افطار کے وقت' انواع و اقسام کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے وقت' گوانتاناموکے پنجروں میں قید اپنے بھائیوں کو ضرور یاد رکھیے گا...... اور اگر ان کی یاد سے آپ کی آنکھیں بھر آئیں تو امید رکھیں کہ ان شاء اللہ ہمارے لیے راہِ جہاد میں چلنا آسان ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

06 اپریل: صوبہ لغمان..............صدر مقام مہترلام شہر..............مقامی جنگ جوؤں اور فوجیوں پر مجاہدین کے حملے..............3 فوجی ہلاک..............ایک زخمی

علاجِ کبر

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

اس لیے حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ مجھے دو آدمیوں سے کبھی مناسبت نہیں ہوتی ایک متکبر اور ایک چالاک۔ میرے شیخ اول حضرت پھولپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ تکبر کی بیماری ہمیشہ احمقوں کی ہوتی ہے اور حماقت خدائی قہر ہے۔

مثنوی میں مولانا رومؒ نے یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیزی سے بھاگ رہے تھے ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اس طرح بھاگ کر تشریف لے جا رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں ایک احمق سے بھاگ رہا ہوں اور اس کی صحبت سے اپنے کو جلد از جلد خلاصی دینا چاہتا ہوں، آپ کے اس امتی نے عرض کیا کہ آپ تو اللہ کے رسول اور مسیحا ہیں، آپ کی برکت سے تو اندھے اور کوڑھ کی بیماری والے شفا پاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حماقت کی بیماری خدائی قہر ہے اور اندھا پن اور کوڑھ قہرِ خداوندی نہیں ابتلا ہے اور ابتلا ایسی بیماری ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت لاتی ہے اور حماقت ایسی بیماری ہے جو قہرِ الٰہی لاتی ہے لہٰذا احمق سے بچنا چاہیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ گریز امت کی تعلیم کے لیے تھا اپنے ضرر کے خوف سے نہ تھا کیونکہ نبی ہونے کی وجہ سے آپ تو معصوم اور محفوظ تھے۔

اسی طرح بعضے بڑے چالاک ہوتے ہیں، اپنے ہی مطلب کی ہر وقت سامنے رکھتے ہیں۔ مطلب ختم اور بس رفو چکر، چالاکی اسی کا نام ہے۔ چالاک آدمی مخلص نہیں ہوتا، وہ آپ کے ساتھ خلوص سے محبت نہیں کرتا اپنے مطلب کی محبت کرتا ہے۔ اسی لیے حضرت نے فرمایا کہ مجھے چالاک اور متکبر دونوں سے مناسبت نہیں ہوتی۔

تو دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تکبر کا مرض بہت خطرناک ہے اس کی فکر کیجیے۔ کیونکہ ساری نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بڑائی ہوگی۔ اگر گھر میں ایک کروڑ روپیہ رکھا ہو لیکن کسی نے ایک بم بھی رکھ دیا ہو تو کیا آپ کو چین آئے گا؟ جب تک بم ڈسپوزل اسکواڈ سے رابطہ نہ کریں۔ ہمارے دل میں کیا معلوم کہ کوئی ذرہ تکبر کا پڑا ہو یا ریا کا پڑا ہو لہٰذا بزرگانِ دین میں جن سے آپ کی مناسبت ہو ان سے تعلّق قائم کیجیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی شخص پسند کرے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو، مثلاً ایک شخص خوب اچھا دُھلا ہوا عمدہ لباس پہنتا ہے اور مان لو کہ جوتا بھی سلیم شاہی پہنتا ہے، ایک صحابی سوال کر رہے ہیں، مطلب یہ تھا کہ کہیں یہ تکبر تو نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، ان اللّٰہ جمیل یحب الجمال، اللہ تعالیٰ جمیل ہیں جمال کو پسند کرتے ہیں، میلا کچیلا رہنا کوئی اچھی بات نہیں انسان صاف ستھرا رہے، جتنا ہوسکے اچھے لباس میں رہے، یہ تکبر نہیں ہے کبر کی حقیقت اور اس کا مادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ تکبر کا بم دو جز سے بنتا ہے۔

۱۔ بَطَرُ الْحَقِّ:

حق بات کو قبول نہ کرنا، سارے علما کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ ایسا ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ ہم نہیں جانتے، ہم مفتیوں کو مانتے ہی نہیں، میں نے ایسے متکبر بھی دیکھے ہیں جو کہتے تھے کہ اگر ساری دنیا کے مفتی مل جائیں تو بھی ہم نہیں مانیں گے۔ ارے بھائی! ساری دنیا کے علما گمراہی پر کیسے جمع ہوسکتے ہیں؟ مگر متکبر کی سمجھ میں یہ بات کہاں آتی ہے۔ بس حق معلوم ہوجانے پر اس کو قبول نہ کرے یہی کبر ہے۔

ہماری مسجد کے ایک امام صاحب تھے، دورانِ جماعت اُن کا وضو ٹوٹ گیا۔ فوراً جماعت چھوڑ کر مسجد سے نکل گئے اور جا کر وضو کیا، اگر متکبر ہوگا تو مارے شرم کے بے وضو ہی نماز پڑھا دے گا۔ کیونکہ سوچے گا کہ اب نکلوں گا تو لوگ کہیں گے کہ جناب کی ہوا نکل گئی، لیکن اگر تکبر نہیں ہے تو سوچے گا کہ مسلمانوں کی نماز کو کیسے ضائع کردوں اور عذاب کا بار اپنی گردن پر کیسے لوں؟

۲۔ غَمْطُ النَّاسِ:

اور تکبر کا دوسرا جز ہے لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ کسی کو دیکھا تو اس کے سامنے آہاہا! آیئے، تشریف لایئے، چائے پیجیے، ایک پیالی چائے پلائی اور جب بے چارہ چلا گیا تو کہتے ہیں کہ بُدھو ہے، بےوقوف ہے، عقل نہیں ہے۔ آج کل لوگوں میں یہ عام مرض ہے، مخلص بندہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی اخلاص ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا بھی مخلص ہو۔ آپ خود سوچیے کہ جو شخص آپ کے بچوں کا مخلص نہیں ہوتا کیا آپ اسے دوست بنانے کے لیے تیار ہوں گے؟ ایک شخص باپ کی تو ہر وقت خدمت کر رہا ہے، اس کو شامی کباب اور بریانی کھلا رہا ہے، پیر بھی دبا رہا ہے لیکن اس کے بچوں کے ساتھ مخلص نہیں، ہر ایک کے ساتھ برائی سے پیش آ رہا ہے، ہر ایک کی غیبت کر رہا ہے۔ باپ ہرگز ایسے کو دوست نہیں بنائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

06 اپریل: صوبہ لغمان .... ضلع علیشنگ .... افغان فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ .... ایک فوجی زخمی

بزرگوں سے اصلاحی تعلّق قائم کیجیے

مفتی تنظیم عالم قاسمی صاحب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک مقصد قرآن کریم نے تزکیۂ قلب بیان کیا ہے، ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة:)

''وہی ہے وہ ذات جس نے ان پڑھوں میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کو پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

تزکیۂ قلب' دل کی پاکی کو کہا جاتا ہے یعنی انسان کے دل ودماغ کو بے حیائی اور دنیوی آلائشوں سے پاک کر کے اس میں خوفِ آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے، عام طور پر انسانی نفوس کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو شریعت کے خلاف ہیں، جن میں نفس کو لطف اور مزہ آتا ہے، ان رجحانات کو موڑ کر نفس کو رشد وہدایت اور خیر پر لگانے کی محنتوں کو تصوف وسلوک اور تزکیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شریعت میں تزکیے کی بڑی اہمیّت ہے، اس لیے کہ اگر انسان کا دل پاک ہوجائے، سوچ وفکر قرآنی اصول کے سانچے میں ڈھل جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرہ صالح اور نیک نہ ہو، زناکاری، شراب نوشی، ظلم وزیادتی، چوری، ڈاکہ زنی اور ہزار طرح کے جرائم اس لیے وجود میں آتے ہیں کہ دل میں اللہ کا خوف ہے اور نہ آخرت پر یقین، خدا کی قدرت اور وجود کا تصور بلاشبہ بڑے سے بڑے گناہ کے عادی انسان کے ہاتھوں غیر مرئی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں لگا دیتا ہے، پھر وہ اس طرح سنور جاتا ہے کہ رات کے سناٹے میں بھی اس کا ذہن کسی برائی کی طرف نہیں جاتا، دولت کے خزانے میں بھی رہ کر دل میں خیانت کا تصور نہیں آتا۔ بے حیائی کے تمام اسباب ووسائل موجود ہوں، پھر بھی طبیعت اس پر آمادہ نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ قرآن نے تزکیۂ قلب پر بڑا زور دیا ہے۔ سورہ الاعلیٰ میں ارشاد فرمایا گیا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى

''تحقیق کہ وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنا تزکیہ کیا''۔

یہی مفہوم سورۃ الشمس آیت میں ان کلمات میں بیان کیا گیا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا

''بلاشبہ وہ آدمی کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو سنوارا اور ناکام ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا یعنی خواہشات نفس کی پیروی کی''۔

ان دونوں آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی اور فوز وفلاح تزکیۂ قلب کے ساتھ مربوط ہے، دل پاک وصاف ہے تو اخروی نعمتیں استقبال کریں گی، دنیا میں سکون واطمینان، رعب ودبدبہ، عزت اور بلند مقام تو حاصل ہوگا ہی اسی کے ساتھ جنت کی ابدی راحت رساں چیزیں سامنے حاضر ہوں گی، وہ جب اور جس طرح چاہے گا کھائے گا اور مزے لے گا، اللہ کی رضامندی اس کو مکمل طور پر حاصل ہوگی۔

عرب قوم جس کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی، پلے، بڑھے اور جوان ہوئے یقیناً وہ ایک خوں خوار اور جنگ جُو قوم تھی، تہذیب وتمدن سے نابلد، برائیوں کے خوگر، معرفت الٰہی سے کوسوں دور اور طبیعت کے اعتبار سے انتہائی سخت اجڈ اور گنوار تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے ان کو ایسا بدلا کہ ساری دنیا کے لیے وہ ہدایت کے چراغ بن گئے، جو پہلے گنوار تھے مہذب بن گئے، مشرک تھے موحد ہوگئے، سخت تھے نرم ہوگئے، جو پہلے بے حیثیت تھے وہ دنیا کے امام بن گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیقیت کا مقام نہ ملتا اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب نہ ہوتی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غنی اور ذوالنورین (دو روشنی والے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیر خدا کا خطاب اور اعزاز رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور محبت کا اثر ہے، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عرب کے باہر سے تشریف لائے، کوئی تعارف اور شناسائی نہیں، پہلے غلام تھے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وصحبت نے انہیں وہ مقام عطا کیا کہ تمام مسلمانوں کے وہ چہیتے اور سردار بن گئے۔ بقول کسی شاعر

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور پھر اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مجالس اور صحبت میں وہ تاثیر پائی جاتی ہے جس سے سخت سے سخت انسان کا دل بھی موم بن جاتا ہے، اللہ کا خوف اور آخرت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے، انسانوں کے اندر تکبر ہے، حسد ہے، بغض ہے، حب دنیا ہے، آخرت سے بےفکری ہے، گناہوں سے دلچسپی ہے، اس طرح کے تمام گندے اوصاف شیطانوں کے مکر وفریب اور ان کے بہکاوے سے پیدا ہوتے ہیں، صلحا اور بزرگان دین مدتوں ریاضت سے جن کے نفوس

06اپریل: صوبہ قندہار..................ضلع شوراوک..................افغان فوجی قافلے پر حملہ..................3 رینجر گاڑیاں تباہ..................8 افغان فوجی ہلاک

منجھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ شیطان کے مکر وفریب کو اچھی طرح جانتے ہیں، ان بزرگوں کی صحبت جو اختیار کرتا ہے اوران کے توسط سے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے یہ نفوسِ قدسیہ ان کو شیطان اور نفس سے بچنے کی تدبیریں بتاتے ہیں، اگر ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے تو بہت جلد نفس کے عیوب اور رزائل کا ازالہ ہو جاتا ہے اور ان کی فیض صحبت سے انسان اخلاقِ فاضلہ، معرفت الٰہی، خوفِ خدا، آخرت کی طرف رغبت کی صفات سے متصف ہوتا ہے۔ پھر وہ کہیں بھی رہے اللہ کی قوتِ گرفت کا احساس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔

اس کو صوفیا کی اصطلاح میں تصوف وسلوک کہا جاتا ہے۔ تصوف وسلوک اور تزکیۂ قلب دونوں ایک چیز ہے، جب دل پاک ہوگا تو خود بخود اللہ کی طرف میلان بڑھے گا، خدا سے قرب دل کی صالحیت پر موقوف ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سے کسی نے پوچھا کہ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

''اس کی ابتدا انما الأعمال بالنیات (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) سے ہے اور انتہا أن تعبد اللّٰه كأنّک تراه (اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو) پر ہے''۔

بظاہر یہ صرف دو جملے ہیں مگر تصوف وسلوک کا خلاصہ اس میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی انسان ہزار عمل کرے، اگر نیت درست نہیں ہے تو کوئی بھی عمل مفید نہیں، اس لیے تصوف کے طالب علم کو سب سے پہلے تصحیح نیت کی ترغیب دی جاتی ہے، یہاں سے اس کے سفر کا آغاز ہوتا ہے، جب نیت درست ہوگئی تو اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے، معرفت الٰہی کا یہ راستہ انسان کو اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے کہ عبادت کرتے ہوئے معبُود کو گویا وہ اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہے، کسی کو جب یہ مقام حاصل ہو جائے تو پھر اس کی شرافت وسعادت کا کیا کہنا، تصوف کا مقصود اصلی شریعت پر چلنا ہے، شریعت کو چھوڑ کر طریقت کی کوئی حیثیت نہیں، حضرات مشائخ نے جو اصلاح نفس کے لیے کچھ تدبیریں اور طریقے تجویز کیے ہیں یہ مقاصد نہیں، وسائل ہیں، ان کی صحبت اور نظروں میں رہ کر آدمی کامل انسان بنتا ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور شریعت میں جو مطلوب ومقصود ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ پہلے کے مقابلے میں آج مصروفیت بڑھتی جارہی ہے، وقت تنگ ہو گیا ہے، لوگوں کو اتنی فرصت نہیں کہ از خود تصوف وسلوک کی راہ پر چل کر کامیابی حاصل کریں، یہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اہل دل علما صلحا اور اولیاء اللہ سے اصلاحی تعلّق قائم کیا جائے، ان کی رہ نمائی اور قرآن وسنت کی روشنی میں دیے گئے خطوط پر عمل آوری سے ایک شخص بہت جلد اس راہ کی مسافت کو طے کر سکتا ہے۔ جب بھی وقت ملے فرصت پا کر بزرگان دین کی مجالس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اللہ کے ولی کا اللہ سے بڑا قرب ہوتا ہے، ان کے مجاہدہ وریاضت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مجالس، صحبت اور نظروں میں تاثیر رکھی ہے، جو محض مطالعہ، وعظ وتقریر، مال وزر یا شخصی محنت سے حاصل نہیں ہوسکتی، مشہور شاعر اکبرالٰہ آبادی نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا ہے۔:

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

پاکستان کے مشہور عالم دین حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا:

''آج ہمارا حال مختلف ہے، اللہ والوں کی مجلس سے ہم بھاگتے ہیں، ہم جس ماحول میں رہتے ہیں وہ گناہ وعصیان کا ماحول ہے، گردوپیش سے عام انسان تو عام انسان ہے، ولی بھی متاثر ہو جاتا ہے، سنیما اور گانوں کی آواز، دنیا کی فحاشی یہ سب کچھ انسان کو متاثر کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کا عادوثمود کی بستی سے جب گزر رہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ چھپالیا اور صحابہ کرام کو جلدی سے گزر جانے کے لیے فرمایا، دیکھئے ماحول کا اثر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کس قدر اہمیّت کا حامل ہے، اگر اثر کا خوف نہ ہوتا تو جلدی سے کیوں گزرتے؟ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ برے ماحول سے کٹ کر اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھو، نورانیت پیدا ہوگی اور اچھے اثرات پڑیں گے''۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی از مولانا محمد رضوان القاسمی)

یہ واقعہ ہے کہ انسان جس طرح کی صحبت اختیار کرتا ہے، مزاج، طبیعت، رجحان ویسے ہی بن جاتے ہیں، بزرگوں کی صحبت میں اگر کوئی مکمل بزرگی اختیار نہ بھی کرے، پھر بھی کچھ دیر کے لیے ہی سہی ضرور اس کے دل میں آخرت کی فکر پیدا ہوگی، اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی محسوس ہوگی اور دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوگا، بزرگوں کی نظر میں وہ کیمیائی اثر ہے جو بہت جلد انسان کو متاثر کرتا ہے، گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکوکار کی رفتارِ عمل دوچند ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نے اس کی چار وجوہات بیان کی ہیں جو یقیناً پڑھنے کے قابل ہیں۔ ایک موقع پر فرمایا:

''اہل اللہ کی صحبت اختیار کیجیے ان کی صحبت بابرکت سے چار وجھوں سے فیض حاصل ہوتا ہے: پہلی وجہ نقل ہے، یعنی انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے نقال واقع ہوا ہے، جب آپ اہل اللہ کی صحبت میں رہیں گے اور شب وروز ان کے طریقۂ مناجات، ان کے طریقۂ فریاد، ان کے آداب واخلاق اور خدا کے حضور ان کے رونے اور گڑگڑانے اور نالۂ نیم شبی کو دیکھیں گے تو ممکن نہیں کہ آپ ان صفاتِ عالیہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کی نقال طبیعت یقیناً ان اعمال میں نقل کی سعی کرے گی۔

07اپریل: صوبہ زابل.................ضلع سیوریٔ.................افغان فوجیوں پر حملہ.................3فوجی اہل کار ہلاک................2زخمی

دوسری وجہ صحبت کی عام برکت ہے۔اگر کوئی اہل اللہ کی صحبت میں بغیر کسی خاص ذہن وفکر کے آئے اور کوئی غرض بھی ہو جب بھی وہ اس کی برکت محسوس کرے گا۔اور آہستہ آہستہ ان کی مقناطیسی شخصیت اپنی طرف کھینچتی رہے گی۔تیسری وجہ معرفت ہے۔یعنی ان کی صحبت سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔نفس اور شیطان سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے کس طرح مغلوب کیا جائے؟ان کی صحبت سے اس کا فن آتا ہے۔نفسانی اور شیطانی مکروفریب سے ایک انسان خوب واقف ہوجاتا اور ان سے بچنے کی تدبیروں سے اچھی طرح آگاہ ہوجاتا ہے۔چوتھی وجہ دعا ہے،یعنی یہ جہاں ساری اُمت کے لیے دعا کرتے ہیں وہاں خصوصیّت کے ساتھ اپنے متعلقین اور مریدوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں ان کی مخلصانہ دعا بہرحال قبولیت کی تاثیر رکھتی ہے۔ان چار وجوہ کے علاوہ مولانا رومی ایک اور وجہ بیان کرتے ہیں۔وہ یہ کہ دلوں میں سے دلوں میں خفیہ راستے ہوتے ہیں۔غیر مرئی طور پر اللہ والوں کے دلوں کی ایمانی طاقت ان کے ہم نشینوں پر اثر کرتی ہے۔اور ان کے طاقت وریقین کا نور ان کے جلیسوں کے ضعیف اور کمزور یقین کو توانائی بخشا اور نورانی بنا تا رہتا ہے۔ مولانا رومی اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیکھو،دو چراغ ہوتے ہیں،ان کا وجود اور جسم ایک دوسرے سے الگ ہوتا ہے مگر فضا میں دونوں کے نور ایک ہوتے ہیں،ان میں کوئی علیحدگی نہیں ہوتی اسی طرح اللہ والے کا جسم اور تمہارا جسم تو الگ الگ ہے مگر ان کے دل کا نور تمہارے ضعیف نور کو کامل کردے گا اور درمیان میں جسم حائل نہیں ہوسکے گا۔

[باتیں ان کی یاد رہیں گی]

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: علاجِ کبر

اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی یہی ہے۔ایک شخص خوب عبادت کرتا ہے،تہجد بھی، اشراق بھی،چاشت بھی لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حقیر سمجھتا ہے ان کی غیبت کرتا ہے،ان کو ستاتا ہے یا کسی کو بُری نگاہ سے دیکھتا ہے اور دل میں برے برے خیال پکاتا ہے،یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ مخلص نہیں تو ایسے کو اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا ولی نہیں بناتے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:الخلق عیال اللّٰہ،پوری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔فاحب الخلق الی اللّٰہ من احسن الی عیالہ(مشکوٰۃ)،اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرے،ان کا مخلص رہے،خیرخواہ رہے،دعا گو رہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اپنا حال بیان فرماتے ہیں۔کبھی کبھی اولیاء اللہ اپنا حال ظاہر کردیتے ہیں مخلوق کی ہدایت کے لیے۔حضرت فرماتے ہیں:میرا حال یہ ہے کہ میں مومنوں کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو تقویٰ دے،عافیت سے رہیں اور کافروں کے لیے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان دے دے،اور چیونٹیوں کے لیے بھی دعا کرتا ہوں کہ اے خدا!چیونٹیاں بھی بلوں میں آرام سے رہیں اور سمندر کی مچھلیوں کے لیے بھی دعا مانگتا ہوں اور ساری کائنات کے لیے رحمت کی درخواست کرتا ہوں۔ان کو کہتے ہیں اولیاء اللہ،جو اللہ تعالیٰ کی ساری کائنات پر رحم دل ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بھلائی چاہتے ہوں،ولایت اس کا نام ہے۔یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا کیا درجہ ہوگا!دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ذرۂ دردعطا فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

۱۹۹۶ء میں ملک کے ۱۲۰۰ بااثر علما اور مشائخ کی جانب سے جب ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کو امارت اسلامیہ کے امیر المومنین کا لقب دیا گیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اتنا روئے کہ ان کے کندھے پر موجود چادر آنسوؤں سے تر ہوگئی۔اور آخر میں انہوں وہاں موجود علما سے اپنے تاریخی خطاب میں کہا:''اے علمائے کرام!آپ اپنے شرعی علم کی بنا پر انبیاء کے وارث کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ لوگوں نے آج جو بھاری ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالی ہے،درحقیقت اس کی استقامت یا انحراف کی ساری ذمہ داری سب آپ پر ہے۔

اے ہمارے اساتذہ کرام اور قابل قدر علمائے حق!خدانخواستہ اگر ہم سے مسلمانوں کے اس بڑے امانت میں کوئی تقصیر یا انحراف ہوجائے اس کی درستگی اور اصلاح آپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔آپ لوگ اپنے شرعی علم کی روشنی میں طالبان مجاہدین کی استقامت اور انہیں راہ حق پر چلنے کی راہنمائی کریں گے۔اگر طالبان سے اسلامی احکام کے نفاذ کے حوالے سے کوئی کوتاہی یا انحراف کا ارتکاب ہوجائے اور آپ اسے دیکھ لو اور اصلاح کے لیے کچھ بھی نہ کہو تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری آپ پر ہوگی اور میں سوال وجواب کے دن آپ گریبان پکڑوں گا''۔

07 اپریل:صوبہ زابل.........ضلع شملزئی.........مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان لڑائی.........ایک فوجی گاڑی تباہ......... 2 فوجی زخمی

(آخری قسط)

محسن امت شیخ اسامہؒ کے کارہائے نمایاں

مصعب ابراہیم

حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ:

آج صلیبی ممالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت جیسے جرم عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ امت مسلمہ سے متعلق ہر فرد کا دل اس حوالے سے زخمی ہے۔ شیخؒ نے حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تحفظ کے لیے قراردادوں، جلسوں، مظاہروں اور نعروں کے پرفریب جال کی طرف دعوت دینے کی بجائے عملی اقدامات کرنے کی طرف توجہ دلائی اور کفار کو جری انداز میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔ یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالاں کہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتلِ عام کر رہے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور '' ویٹی کن '' میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبُوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب اب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔''

(یورپ کے عقل مندوں کے نام)

جہاد کو امریکہ اور اُس کے حواریوں کے اثرات سے پاک کرنا:

شیخؒ کا ایک بڑا کارنامہ موجودہ دور میں جہاد جیسے اہم فریضے کو تمام طواغیت کے اثرات سے پاک کرنا ہے۔ سوویت یونین کے خلاف جہاد کے آخری چند سالوں میں بعض مجاہد تنظیموں کی طرف سے امریکی امداد اور پاکستانی و سعودی نظام ہائے مملکت کے تعاون کو قبول کرنے کے نتیجے میں جہاد جیسے مقدس فریضے پر بھی طعنہ زنی کی جانے لگی۔ کفر کے ذرائع ابلاغ نے پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹا کہ سوویت یونین کو امریکی ڈالروں اور اسٹنگر میزائلوں کی مدد سے شکست دی گئی۔ وہ مجاہدین جنہوں نے روس کے خلاف جہاد شروع کیا اور بے سروسامانی اور فاقہ مستی کے عالم میں کامل ایک دہائی تک روسی افواج کا مقابلہ کرتے رہے اُن کی سعی و جہد کو منظرِ عام سے ہٹا دیا گیا۔ اب جہاد بھی 'امریکی برانڈ' مشہور ہونے لگا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ جہاد کشمیر کو پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی نے یرغمال بنالیا۔

شیخؒ اور اُن کے ساتھیوں نے جہادِ اسلامی کے پاکیزہ ماتھے سے امریکی بدنما داغ مکمل طور پر دھو ڈالا۔ آپؒ نے دنیا کو بتایا کہ جہاد افغانستان اول میں بھی عرب و عجم کے مجاہدین نے بے پناہ قربانیوں کے بعد محض اللہ تعالیٰ کی مدد، تائید اور نصرت کے سہارے دنیا کی عظیم ترین طاقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبُور کیا تھا اور پھر آپ نے بالفعل امریکہ کو دعوت مبارزت دے کر اس پروپیگنڈے کے غبارے سے بھی ہوا نکال دی کہ امریکی ڈالروں کے بغیر جہاد ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے تن تنہا، صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے امریکہ کے خلاف جہاد کیا۔ امریکہ اور نیٹو اتحاد کو آپؒ نے اللہ کی مدد و معیت سے شکست کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ ایک ایسا میدان جس میں ایک طرف امریکہ تھا، اُس کی ٹیکنالوجی تھی، اُس کے صلیبی اتحادی تھے، اُن کی افواجِ قاہرہ تھیں، امریکہ کے غلام، مسلم خطوں کے مرتد حکمرانوں کا ٹولہ تھا، اُن کی خفیہ ایجنسیاں اور ان کی افواج تھیں......لیکن دوسری طرف......غزوۂ احزاب کی یاد تازہ کرتے مجاہدین کا مختصر سا گروہ تھا، مٹھی بھر چنوں اور چند کھجوروں پر کئی کئی دن بِتانے والے فاقہ مست تھے، پرانی بندوقوں اور دیسی بموں سے ''لیس'' مجاہدین فی سبیل اللہ تھے، سخت ترین موسم کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مہاجرین تھے، اپنے جسموں کو بموں میں تبدیل کر لینے والی فدائی مجاہدین تھے......اور پھر چشمِ عالم نے دیکھا کہ جنھوں نے سوکھی روٹی قہوہ کے ساتھ کھا کر روس کو دریائے آمو کے پار دھکیل دیا تھا......آج وہی اللہ کے بندے امریکہ اور اُس کے پورے کفری اتحاد کو تگنی کا ناچ نچا رہے ہیں......شیخؒ نے دنیا کو کھلی آنکھوں سے وہ منظر دکھلا دیا، جس کے بارے میں شاعر نے کہا تھا

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

امیر المجاہدین شیخؒ نے بدر کی فضا پیدا کی، اُحد کے میدان کا نقشہ دہراتے ہوئے اپنے قریب ترین ساتھیوں کے جسموں کے پرخچے اڑتے دیکھے اور آیت قرآنی کے مصداق جب یہ معاملہ ہوا:

الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُواْ لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (ال عمران: ۱۷۳)

''وہ لوگ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے میں

لشکر جمع کر لیے ہیں۔تم ان سے خوف کھاؤ''۔

تو اُن کا حال آج بھی یہی تھا

فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ(ال عمران: ۱۷۳)

''تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے''

احزاب کی طرح جب اُن کی نظر کفار کے اتحادی لشکروں پر پڑی تو قرآنی الفاظ اُن پر صادق آئے

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَاناً وَتَسْلِيماً (الاحزاب: ۲۲)

''اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے! کہ انہی کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوہ فرماں برداری میں اور اضافہ کردیا''۔

اس کے نتیجے میں وہ فساق وفجار جو جہاد اور فلسفۂ جہاد پر چاند ماری کرتے تھے منہ میں انگلیاں دبائے، حیران وششدر امریکی اتحاد کی شکست خوردگی کو دیکھ رہے ہیں۔ شیخ ؒ نے ثابت کیا کہ سابقہ افغان جہاد میں بھی امریکی مدد وتعاون کے بغیر مجاہدین نے خالص اللہ کی نصرت سے فتح وکامرانی حاصل کی تھی اور موجودہ جہاد میں بھی فقط اللہ ہی کی طاقت،قوت، مدد اور بھروسے پر مجاہدین کامیابیاں سمیٹ رہے ہیں۔

الولاء والبراء کا مفہوم امت کو سمجھانا:

عقیدہ الولاء البراء کو جس قدر شیخؒ نے اپنی جہادی تحریک کی بدولت عام کیا، اس کی مثال سقوطِ خلافت کے بعد ملنا محال ہے۔الولاء والبراء کے عقیدے پر مصلحتوں، عیش کوشیوں اور ہوائے نفس کی دبیز تہہ جم چکی تھی۔اس قدر حساس عقیدہ عمومی طور پر عدم توجہی اور بے اعتنائی کا شکار تھا،آپؒ نے دوستی اور دشمنی کے معیار کے اسلامی فہم کو عام کیا۔اپنی گفتگوؤں،تقاریر اور پیغامات میں اس اہم ترین عقیدہ کی نزاکتوں اور جزیات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور امت مسلمہ کو اس جانب متوجہ کیا کہ وہ اپنی پسند وناپسند، دوستی و دشمنی،موالات و معادات اور ولایت وبرأت کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں۔آپؒ فرماتے ہیں:

''عقیدہ الولاء البراء اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔یعنی ہم اسی سے دوستی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہو اور اسی سے دشمنی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔لیکن منافق اور درہم و دینار کے بندے، ہر حق وباطل میں بادشاہ کی پیروی کرتے ہیں۔جس سے یہ (بادشاہ) دوستی کرے وہ ان کا دوست اور جو اس کا دشمن وہ ان کا دشمن ہوتا ہے۔کیا کسی انسان میں، یوں اپنے عقل وضمیر کے خلاف چل کر بھی کوئی انسانیت باقی رہ سکتی ہے؟ کیا ''ایک اچھا شہری'' بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دین سے ناطہ توڑ لیں اور اپنی عقلوں پر پردے ڈال لیں؟'' (اے اللہ صرف تیرے لیے)

ایک اور جگہ آپؒ فرماتے ہیں:

''میں اللہ رب العزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص بھی بش اور اس کے منصوبے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو رد کر دیا۔اور یہ حکم اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے واضح ترین احکامات میں سے ہے۔اور میں یہ نصیحت کرتا ہوں، جیسا کہ اس سے قبل میں نے اور بہت سے علما نے بھی یہ نصیحت کی ہے اور میرے اس دعوے کا ثبوت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے یہ الفاظ ہیں، جو اُس نے سچے مومنین کو خطاب کر کے فرمائے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ(المائدۃ: ۵۱)

''اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے''۔

علمائے حق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی کفار سے دوستی کرتا ہے، اُنہیں اپنا محافظ اور سردار بناتا ہے تو وہ کفر اختیار کرتا ہے۔اور اُن کے ساتھ دوستی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اُن کی جدوجہد کی حمایت منہ سے کی جائے یا بحث ومباحثہ سے اور تحریروں سے کی جائے۔پس جس کسی نے بھی مسلمانوں کے خلاف بش اور اُس کی مہم کا راستہ اختیار کیا تو اُس نے کفر کیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اور اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ اور مندرجہ بالا آیت کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَOوَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُواْ أَهَـؤُلاء الَّذِينَ أَقْسَمُواْ بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُواْ خَاسِرِينَO(المائدۃ ۵۲،۵۳)

''آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے، وہ دوڑ دوڑ کر ان میں

08اپریل: صوبہ قندہار.........ضلع شوراوک.........مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ.........2 رینجر گاڑیاں تباہ.........7 فوجی ہلاک ہوگئے

گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے اور ایماندار کہیں گے، کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہوئے اور یہ نا کام ہو گئے''۔

ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ ''بہت سارے صحابہؓ کو معلوم نہ تھا کہ منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبی کافر تھا۔ جب مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان بات بڑھتے بڑھتے بگڑ گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں سزا دینے کا فیصلہ کیا تو عبداللہ بن اُبی منافقین کا سردار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اور اُس نے یہودیوں کی حمایت کی۔ اس وجہ سے یہ آیات نازل ہوئیں''۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ کوئی مسلمان جب کفار کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرتا ہے تو وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو کر کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح وضو کے نواقض ہوتے ہیں اسی طرح ایمان کے بھی نواقض ہیں، جن کا مرتکب ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور کفار سے دوستی اور اہل اسلام کے خلاف ان کی مدد اسلام سے خارج کر دینے والے اعمال میں سے ایک ہے۔

لہٰذا جو لوگ کافروں کو اپنا سردار، دوست اور نجات دہندہ سمجھتے ہیں تو وہ بلا شک وشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہیں اور یہ آیت اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ جن لوگوں نے کفار کو اپنا امام بنایا وہ مرتد ہو گئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌO (المائدة: ۵۴)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے''۔

لہٰذا میں مسلمانوں پر واضح کرتا ہوں کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے نفرت کریں اور اس بارے میں نہایت محتاط رہیں اور جو کوئی بھی محض ایک لفظ سے اُن کی حمایت کا ارتکاب کرے وہ اللہ سے سچّی لگن ظاہر کرتے ہوئے توبہ کرے اور اپنی غلطیوں پر نادم ہوتے ہوئے اپنے ایمان کا از سر نو اقرار کرے''۔ (''جدید صلیبی جنگیں'')

اسلامی خطوں میں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی دعوت:

شیخ اسامہ بن لادنؒ نے اپنی پرسوز دعوت کے ذریعے اس پیغام کو عام کیا کہ اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان اپنے اپنے ملکوں اور خطوں میں دین کو بطور نظام نافذ کرنے کے لیے جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے میدانوں کا رخ کریں۔ مرتدین کے خلاف قتال کی شرعی حیثیت کو مکمل شرح وبسط سے واضح فرمایا۔ مسلمانوں پر مرتد حاکم کے مسلط ہونے جیسی مصیبتِ کبریٰ کی صورت میں عملی راہوں پر نکلنے اور اُس حاکم کا تخت الٹ دینے جیسے احکامات سے آگاہ کیا۔ آپؒ نے اجتماعی طور پر اس فرض کو ادا کرنے پر ابھارا اور ہر فرد کو انفرادی خطاب کر کے بھی اُس کا فرض یاد دلایا۔ آپؒ نے فرمایا:

''اے اللہ کے بندے! اگر تم اللہ کے دین کے خلاف لڑنے والوں کی خندق میں کھڑے پائے گئے تو کل کو اپنے رب کو کیا جواب دو گے؟ وہ تو طاغوت کی راہ میں قتال کر رہے ہیں اور تم اپنے ہتھیار اور زبان سے ان کی نصرت کر رہے ہو۔ آخر اس بات کا تمہارے پاس کیا جواب ہوگا کہ تم اللہ کے دشمنوں کو تو اچھا کہو اور مجاہدین پر الزام تراشی کرو؟ بالکل اسی طرح جیسے وائٹ ہاؤس میں بیٹھا اُس کا فرماں روا اُن پر دہشت گرد اور تخریب کار ہونے کا الزام لگاتا ہے۔ جب تم سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا دین کیا ہے تو کیا تم اس وقت جھوٹ بولو گے؟ حالاں کہ اس وقت جھوٹ تمہارے کچھ کام نہ آئے گا۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ میرا دین اسلام ہے لیکن آپ اس کے جھنڈے کی جگہ اس کے خلاف برسرِ پیکار اوباما اور زرداری کے جھنڈے تلے کھڑے پائے جائیں تو کیا آپ کا دعویٰ تسلیم کیا جائے گا؟ لوگ تو اپنے جھنڈوں اور ان گروہوں کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں جن سے ان کی دوستی اور محبت ہو۔ اب آپ خود دیکھ لیجیے کہ آپ کس کے جھنڈے تلے کھڑے ہیں۔ مجاہدین، روس اور اس کی آلہ کار افغان فوج کے ساتھ بیک وقت لڑتے تھے کیونکہ دونوں کا حکم ایک جیسا تھا۔ پاکستان اور دیگر ممالک کے علما نے ان کے خلاف قتال کے فتوے بھی دیے، چاہے وہ نماز پڑھتے رہیں، روزے رکھتے رہیں اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے رہیں۔ اہلِ بصیرت کے لیے اس میں عبرت کی بہت نشانیاں ہیں۔ آج پاکستانی فوج کا حال بالکل ویسا ہی ہے۔

08 اپریل: صوبہ ننگرہار.........ضلع خوگیانی.........مجاہدین کا کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ.........4 فوجی اہل کاروں ہلاک

یہ فوج اور امریکہ ایک ہی خندق میں کھڑے اسلام کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ ایمان کے سچے دعوے داروں پر فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف علَمِ قتال بلند کریں۔(پاکستانی قوم کے نام پیغام:''شریعت یا شہادت'')

آپؒ نے مزید فرمایا:

''مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے (گیارہ ستمبر کو) نیویارک پر ہونے والے مبارک حملوں کے بعد جاری کردہ اپنے مشہور فتوے میں لکھا ''اگر ایک اسلامی ملک کا حاکم بلادِ اسلامیہ پر حملے میں کسی کافر کی مدد کرے تو شریعت کی رو سے مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اسے حکومت سے بزور ہٹائیں اور اسے شرعاً اسلام اور مسلمانوں کا غدار گردانیں''۔

پس اے اسلامیانِ پاکستان! بلاشبہ مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے اپنے کاندھے پر موجود بھاری ذمہ داری کا حق ادا کر دیا تھا۔ آپؒ نے ڈنکے کی چوٹ پر کلمۂ حق کہا اور مخلوق کی ناراضی کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈالتے ہوئے پرویز کے بارے میں اللہ کا حکم پوری وضاحت سے بیان کر ڈالا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا غدار ہے اور اسے ہٹانا واجب ہے۔ یہی وہ فتویٰ ہے جس نے پرویز اور اس کے امریکی آقاؤں کو غصہ دلایا اور میرے خیال میں مفتی صاحبؒ کا قاتل بھی ان کے سوا کوئی نہیں۔ مفتی نظام الدین شامزئیؒ اپنا فرض ادا کر کے چلے گئے اور بہت سے علمائے سو کے رویے کے برعکس حق بات کو باطل سے نہیں بدلا۔ لیکن ہمارے حصّے کا فرض اب بھی ہم پر باقی ہے۔ اس فرض کی ادائیگی میں پہلے ہی ہم سے بہت تاخیر ہو چکی ہے کیونکہ یہ فتویٰ صادر ہوئے تو اب چھ سال گزر چکے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ اب ہم اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں امید ہے کہ یوں اللہ میری اور آپ کی کوتاہی معاف فرما دیں گے''۔(لال مسجد کی شہادت کے بعد بیان)

شیخؒ کے چند نمایاں کارناموں کا یہ مختصر بیان ہے وگرنہ شیخؒ کا شمار تاریخ انسانی کی اُن باوقار ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے اپنا سب کچھ وقف کیا اور پھر چاروں اطراف کی مخالفتوں کے باوجود اپنے لشکر کو فتح و کامرانی کے دروازوں پر چھوڑ کر اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ اسلام کا یہ شیر رب رحمٰن کی جنتوں میں پہنچ چکا ہے۔ اب وہاں اُس کی ضیافت کا انتظام خالق کائنات خود فرمائیں گے۔ اللہ کے اس غریب الوطن، غریب الدیار اور فی سبیل اللہ مہاجر کا ابدی ٹھکانہ کیسا ہو گا...... ہماری محدود سوچ اور ناقص عقل اُس کا تصور اور احاطہ کرنے سے قطعی قاصر ہے...... اور پھر اُس ٹھکانے پر پہنچنے سے بھی پہلے اُس کا استقبال کرنے کو کون کون موجود نہیں ہو گا۔ جسدِ خاکی سمندر میں بہا دیا گیا تو کیا غم ہے...... اُس کی پاکیزہ روح کو وصول کرنے کے لیے کس مرتبے کے فرشتے حاضر ہوئے ہوں گے۔ پھر عرشِ الٰہی کے سائے تلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس سچے محبّ کے اور دین کے لیے سب کچھ لُٹا دینے والے اسلام کے بیٹے کا استقبال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جلو میں کریں گے۔ ان شاء اللہ

میرے اللہ نے چاہا تو عنقریب ہمارے شیخؒ جنت کے بالا خانوں سے اپنے لشکر کی فتوحات کا نظارہ کریں گے اور اللہ رب العزت اُن کی سعی و جہد کی حتمی کامیابی، مجاہدین اسلام کی فتح یابی اور کفار کی ذلت و شکست کے مناظر دکھا کر اُن کی آنکھیں مزید ٹھنڈی فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

بہن عافیہ صدیقی (فک اللہ اسرھا) کا ایک مجرم واصلِ جہنّم

امت کی بیٹی اور ہم سب کی بہن عافیہ صدیقی کے اغوا اور صلیبیوں کے ہاتھوں فروخت کا ایک مجرم میجر جنرل (ر) احتشام ضمیر ہلاک ہو گیا...... ۳۰ مارچ ۲۰۰۳ء کو عافیہ بہن کو پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی نے اغوا کیا، اس 'آپریشن' کی کمان احتشام ضمیر ہی کے ہاتھ میں تھی جو اُس وقت آئی ایس آئی کا ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل اور ملعون مشرف کا انتہائی قریبی اور رازدار کارندہ تھا......

ہماری بہن کا یہ مجرم ۳ مئی کو راولپنڈی میں انجامِ بد سے دوچار ہوا...... یہ اپنی موت سے ۱۰ دن قبل' گالف کھیل کر شام ڈھلے اپنے عشرت کدے میں واپس آیا، جیسے ہی یہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوا تو وہاں گیس لیکج کی وجہ سے زوردار دھماکہ ہوا اور پورا کمرہ آگ کی لپٹوں میں آ گیا، اسی آگ نے احتشام ضمیر کے جسم کو اُس کے مردہ ضمیر کی طرح جلا ڈالا...... وہ سی ایم ایچ کھاریاں میں ۱۰ روز تک ایڑیاں رگڑتا اور دنیاوی آگ سے بھسم ہو جانے والے جسم سے اٹھتی ٹیسوں سے سسکتا رہا اور بالآخر ۳ مئی کو اُسے اخروی آگ کے عذاب کا مزہ چکھانے کے لیے ملک الموت آن حاضر ہوا......

یہ کھلی اور بیّن نشانیاں ہیں جو رب اپنے بندوں کو دکھاتا ہے لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَ لَا يَنْسَى...... نہ میرا رب چوکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے!...... وہ اپنے دین کے مجرموں کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب اُس کی پکڑ آ جاتی ہے تو محفوظ ترین قلعے بھی خود بخود یوں اُڑ جاتے ہیں جیسے اُنہیں ٹنوں بارودی مواد کا نشانہ بنایا گیا ہو! بس امت کا ہر خائن اور ہر مجرم انتظار کرے کہ یہ فانی لذتیں ختم ہونے کو ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا اُن پر برسنے کو ہے!

09 اپریل: صوبہ ہلمند............ ضلع سنگین............ بارودی سرنگ دھماکہ............ فوجی ٹینک تباہ............ ٹینک میں سوار تمام فوجی اہل کار ہلاک

قتلانا فی الجنة وقتلاکم فی النار

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ،اما بعد:

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَOإِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ(آل عمران ۱۳۹ ، ۱۴۰)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ:قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یدعیٰ الی الجنة الذین یحملون اللہ علی السراء والضراء

غزوۂ اُحد میں جب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ اُڑی، تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غم سے نڈھال ہو گئے اور کچھ بشدت غم سے میدان جنگ میں ہی بیٹھ گئے......حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیوں بیٹھ گئے؟ وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید ہو گئے،اس پر حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **فماذا تصنعون بالحیاۃ بعدہ؟** کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو پھر قتال چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو دشمن کی صفوں میں گھس جانا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جی کر کیا کرو گے! فرمایا: **قوموا، فموتوا علی مامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ،تو اٹھو اور اُسی مشن پر جانیں قربان کردو جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قربان ہو گئے! میدانِ اُحد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پاسبانوں کی بڑے پیمانے پر شہادتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مسلمانوں کو تسلی دی اور شریعت کے غلبہ کی خاطر مر مٹ جانے والوں کی نظریہ سازی کا انتظام فرمایا:

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ

اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے،زخموں اور شہادتوں کی صورت میں تو تمہارے دشمن کو بھی یہ تکلیف پہنچ چکی ہے......کیا تم دیکھتے نہیں اس وقت اس دین کے خلاف چھیڑی گئی عالمی جنگ میں تمہارے مقابلے وہ تمام بڑے مما لک شامل ہیں جو اقوام متحدہ کے چارٹر کو تسلیم کرتے ہیں،اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے تم نے اُن کو شکست سے دوچار کیا ہے کہ سب باری باری اپنے زخم چاٹ رہے ہیں!

وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

کہ جنگوں میں یہ حالات تو جنگ کا حصّہ ہیں......جنگوں میں جب دو قوتیں میدان میں اترتی ہیں تو کبھی کوئی فاتح بنتا ہے کبھی کوئی،لیکن آخری فتح حق والوں ہی کو نصیب ہوا کرتی ہے! چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی نظریہ سازی کی......کہ قتال فی سبیل اللہ کا نعرہ لگانے والے،شریعت یا شہادت کا نعرہ لگانے والوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس راستے میں ہمیشہ جنگِ بدر ہی نہیں ہوا کرتی،اور ہر کارروائی میں پینٹاگون یا ورلڈ ٹریڈ سنٹر تباہ نہیں ہوا کرتا، بلکہ اُحد جیسے حالات بھی لائے جاتے ہیں......وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں ہوا کرتی ہیں......فرمایا:

وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ

تاکہ اللہ تعالیٰ پرکھ لے اور دنیا پر ظاہر کردے کہ زبان سے پڑھے گئے کلمۂ توحید کی خاطر کون جان کی بازی لگاتا ہے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کی خاطر کون تختۂ دار کو چومتا ہوا پھانسی پر چڑھ جاتا ہے! اور کون ہے جو خود کو مسلمان کہنے کے باوجود امریکی جنگ لڑتے ہوئے مرنے کو شہادت کہتا ہے! اور اس ''شہادت'' پر پھر امریکہ سے ڈالر بھی لیتا ہے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے کے باوجود عالمی بنک کے سودی نظام کو بچانے کے لیے جنگ لڑتا ہے! آگے فرمایا

وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء

اور ایک حکمت یہ ہے کہ شریعت کے لیے قتال کرنے والوں میں سے بعض کو شہادت کے رتبے پر فائز کرے اور اُن کو اپنی وسیع جنتوں میں سیر کے لیے منتخب کرلے! کہ اپنوں اور غیروں کے تیر و نشتر کھانے کے بعد تھکاوٹ،رنج والم اور حادثات وصدمات جھیلنے کے بعد وہ اپنے رب کے پاس عیش وآرام سے رہیں،مزے کریں!

عَلَى سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍOمُتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ Oيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَOبِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍOلَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَOوَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَOوَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَOوَحُورٌ عِينٌOكَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ O

10 اپریل: کابل......ترہ خیل......فدائی مجاہد کا امریکی فوجی قافلے پر استشہادی حملہ......2 بکتر بند گاڑیاں مکمل طور پر تباہ......گاڑیوں میں سوار امریکی فوجی ہلاک

جَزَاء بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ Oجَزَاء بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ...... جَزَاء بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کی قربانیوں کا، اُن کی اِن تھکاوٹوں اور پریشانیوں کا بدلہ اپنے پاس، اپنی جانب سے عطا فرمادے! ان شہادتوں میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں ہیں! آگے فرمایا:

وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اُن ظالموں کو پسند نہیں کرتا جو جہاد چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، خواہ وہ شریعت کے دشمنوں کی قوت دیکھ کر جہاد چھوڑیں یا اپنے ساتھیوں کی شہادتیں دیکھ کر مایوس ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ایسوں کو پسند نہیں کرتا......

اے میرے مجاہد ساتھیو! آج پھر یہ شہادت کی بہاروں کا موسم آیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے کچھ کو رنج و الم، تکالیف و پریشانیوں کے بعد اپنی جنتوں میں آرام کے لیے منتخب فرمالے کہ راہِ حق کے مسافروں کا سفر ہی اس شام کے لیے ہوا کرتا ہے، شریعت یا شہادت کا نعرہ اسی دن کے لیے لگایا جاتا ہے! چنانچہ استاد احمد فاروق شہید رحمہ اللہ، نائب امیر القاعدہ برصغیر، مسئول شعبۂ دعوت و لجنۂ مالیہ، ایک دردمند داعی، ایک شفیق مربی، جامِ شہادت نوش کر گئے......استاد احمد فاروق! اس امت کے درد میں جس نے اپنی جوانی کو گھُلا کر رکھ دیا، تمام خوشیوں کو آگ لگا کر، دل سے سب کچھ نکال کر، اس امت کے غم ایسے دل میں سجائے کہ اُس کی مسکراہٹ میں بھی امت کا درد جھلکتا تھا......عجیب جوان تھا، بقول اقبال:

قیدِ موسم سے طبیعت رہی آزاد اُس کی
کاش! گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد اُس کی

اور جو یہی کہتے کہتے خود کو اس امت پر قربان کر گیا

لطف مرنے میں ہے باقی، نہ مزہ جینے میں
کچھ مزہ ہے تو یہی خونِ جگر پینے میں
کتنے بے تاب ہیں جوہر میرے آئینے میں
کس قدر جلوے تڑپتے ہیں میرے سینے میں
اس گلستاں میں مگر دیکھنے والے ہی نہیں
داغ جو سینے میں رکھتے ہوں وہ لالے ہی نہیں
چاک اس بلبلِ تنہا کی نوا سے دل ہوں
جاگنے والے اسی بانگِ درا سے دل ہوں
یعنی پھر زندہ نئے عہدِ وفا سے دل ہوں
پھر اسی بادۂ دیرینہ کے پیاسے دل ہوں
عجمی خُم ہے تو کیا، مئے تو حجازی ہے میری
نغمہ ہندی ہے تو کیا، لَے تو حجازی ہے میری

اسی طرح ہمارے پیارے ساتھی قاری عبید اللہ صاحب [ملتان] عرف قاری عمران شہید رحمہ اللہ، رکن شوریٰ القاعدہ برصغیر اور مسئول لجنہ خراسان القاعدہ بھی اپنا طویل جہادی سفر پورا کر کے جامِ شہادت نوش کر گئے......قاری عمران شہید رحمہ اللہ افغانستان، تاجکستان، کشمیر اور پھر پاکستان میں شریعت کے نفاذ کے لیے قتال میں شریک رہے اور بیس سال سے زیادہ کا یہ جہادی سفر شہادت کی تمنا پر مکمل ہوا! اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی شہادت کی موت عطا فرمائے! **نحسبهم كذالك و كان الله بكل شئى حسيبا......**

سوغربا کی جانب سے ہماری پیاری امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کو چند اور ہیروں کا اس امت پر قربان ہو جانا مبارک ہو! خصوصاً ان کے اہل خانہ کو اور اُس ماں کو بھی کہ اللہ نے جس کے ایک بیٹے کے بعد دوسرے بیٹے کو بھی شہادت کا جام عطا فرمایا......

لیکن ان تکلیفوں اور شہادتوں سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اور نہ کم ہمت ہو اور نہ غم کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے حق ہونے پر ایمان رکھتے ہو! اگر تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا قرآن ہی سب سے اچھا ہے، اس کا نظام سب سے اعلیٰ ہے، اسی کو دنیا میں نافذ ہونا چاہیے تو پھر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں!

اے توحید کے فرزندو! اے محمد صلی اللہ علیہ کے وعدوں کو سچّا ماننے والو! اپنے ذمہ داران اور اساتذہ کی شہادتوں کی خبر سن کر پریشان اور مایوس نہ ہو جانا......اللہ تعالیٰ تو اُنہی کو پسند کرتا ہے کہ اگر ان کے امیر، ان کے علما، ان کے ائمہ، حتیٰ کہ اُن کا نبی بھی شہید کر دیا جائے، وہ پھر بھی اسی مشن کے لیے، اسی شریعت کے لیے شریعت کے دشمنوں سے قتال کرتے رہتے ہیں جس پر اُن کے بڑوں نے جان قربان کی تھی......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُواْ لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَمَا ضَعُفُواْ وَمَا اسْتَكَانُواْ وَاللّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ(آل عمران: ۱۴۶)

اور کتنے ہی نبی ایسے گزرے کہ اُن کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے قتال کیا......جب کہ اس آیت کو اہلِ حجاز اور بصرہ کے قراء نے قُتِلَ مَعَهُ رِبِّيُّون

10 اپریل: صوبہ قندہار.............ضلع شوراوک.............افغان فوجی قافلے پر بارودی سرنگ حملہ.............فوجی رینجر گاڑی تباہ.............6 افغان فوجی ہلاک

کَثِیْرٌ پڑھا ہے، یعنی کتنے ہی نبی ایسے آئے جو اپنی جماعت کے ساتھ شہید کر دیے گئے تو اُن کے بعد والے اللہ کے راستے کی پریشانیاں دیکھ کر وہن کا شکار نہیں ہوئے اور نہ اپنے نبی کی شہادت کی وجہ سے کمزور پڑے اور نہ دشمن کے سامنے جھکے بلکہ اُسی نظریے اور مشن پر ڈٹے رہے جس پر اُن کے نبی نے جان قربان کی تھی......اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی ڈٹ جانے والوں سے محبت کرتا ہے، جو جان سے تو چلے جاتے ہیں لیکن شریعت کے دشمنوں کے سامنے جھکنے پر راضی نہیں ہوتے......

اللہ تعالیٰ نے نبی کی شہادت یا کسی بھی بڑے امیر کی شہادت پر اہل ایمان کو حوصلہ دینے کے لیے قرآن میں ایک عجیب آیت نازل فرمائی، اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کے پاسبانوں کے نظریے کو پختہ کرنے کے لیے اس موقع پر ایسی آیت اتاری جو اسلامی تحریک کے کارکنوں کے دلوں کو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط بناتی ہے......جو اُن کو سارے جہان اور ساری امت کے غم اس چھوٹے سے سینے میں سجا لینے کی ہمت عطا کرتی ہے کہ یہ غم اگر پہاڑوں پر ڈال دیے جائیں تو وہ بھی شدتِ غم سے کالے ہو جائیں، اور اگر سمندروں پہ ڈال دیے جائیں تو ان کی تپش سے سمندر بھی خشک ہو جائیں......اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو شریعت کی خاطر قتال کرنے والوں کے نظریے کو پختہ کرنے کے لیے نازل فرمایا......جب آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اُڑا دی گئی، فرمایا:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىَ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي اللّهُ الشَّاكِرِينَ (آل عمران: ۱۴۴)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اُن سے پہلے بھی رسول آئے، سو کیا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم اس دین سے ہی پھر جاؤ گے، جس کو دے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا تھا، اور جو دین سے پھر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی شریعت پر ڈٹ جانے والوں کو بہترین بدلہ دے گا''

نفاذِ شریعت کی راہ میں چلنے والوں کی نظریہ سازی کے لیے اس آیت سے بڑی آیت اور کوئی نہیں ہو سکتی! جن کو اُس عظیم ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر کے لیے بھی ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے، جن کی لمحہ بھر کی جدائی اُن کے جاں نثاروں کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہوا کرتی تھی، جن کی نظریں چہرہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لیے بے تاب رہا کرتی تھیں، لیکن ان شریعت کے پروانوں کو بھی بتا دیا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کی خاطر مسلح جہاد اُس وقت بھی جاری رہنا چاہیے جب تمہارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے درمیان میں نہ رہیں......

سوچو! کوئی ایک اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور یہ نظریہ رکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت آج چودہ سو سال بعد بھی قابل عمل ہے، اُس کو کسی قادیانی ملعون نے منسوخ نہیں کیا......جو یہ ایمان رکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام سے اچھا کوئی اور نظام نہیں، تو وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ جب تمہارے اوپر سخت حالات لاتا ہے تو یہ دلیل ہوتی ہے اس بات کی کہ تمہارا رب تمہیں اس جنگ کے اگلے مرحلے میں داخل فرما رہا ہے!

اس موجودہ جہاد کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے کہ افغانستان میں روس آیا، مسلمانوں پر سخت حالات آئے لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا کو جہاد کی کرامت دکھائی کہ کس طرح نہتے مجاہدین نے ایک سپر پاور کو صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے تباہ و برباد کر دیا! پھر روس کے نکل جانے کے بعد شریعت کے دشمنوں کی سازشیں ہوئیں اور افغانستان کو فساد زدہ بنانے کی کوشش کی گئی لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہاں شریعت کے نفاذ اور امیر المومنین کے تقرر کی صورت میں ایک نئی زندگی عطا کی! پھر امارت اسلامیہ کو ختم کرنے کے لیے اقوام متحدہ کے چارٹر کو تسلیم کرنے والے شریعت کے تمام دشمن جمع ہو گئے اور مجاہدین پر سخت حالات آئے لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا اور دنیا بھر میں جہاد کے دروازے کھول دیے اور آج دنیا میں کتنے ہی ملکوں میں مجاہدین کے پاس اپنی سرزمین موجود ہے!

لہٰذا ہر مجاہد کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس راہ میں قدم رکھنے والوں نے تو نعرہ ہی یہ لگایا ہے اور پھانسی کے پھندے کو گلے میں ڈالنے کے بعد بھی یہی نعرہ لگا رہے ہیں کہ شریعت یا شہادت! تو ہمارے پیارے ساتھیوں کا اس راستے میں شہید کر دیا جانا، قاری عمران صاحب اور استاد احمد فاروق کا بھی اپنے سینے پر شہادت کا تمغہ سجا لینا کسی مجاہد کو کمزور نہ کر دے! کسی کو پریشان نہ کر دے! چونکہ شریعت کے غلبہ کی خاطر شہادت کا جام پی جانے والے تو خود بھی خوش رہتے ہیں اور پیچھے والے اپنے ساتھیوں کے لیے بھی خوش خبریاں وصول کرتے ہیں، فرمایا:

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (آل عمران: ۱۷۰)

سوا ے مجاہدو! ہم سے اگر ہمارے پیارے بچھڑتے جا رہے ہیں تو کیا غم؟ شریعت کے نفاذ کے لیے اس راہ پر قدم ہی اس لیے رکھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ دو انعاموں میں سے ایک انعام ضرور عطا کرے گا! دو کامیابیوں میں سے اللہ تعالیٰ ایک کامیابی ضرور عطا

10 اپریل: صوبہ فاریاب.................ضلع جمعہ بازار.................رینجر گاڑی پر مجاہدین کا حملہ.................3 فوجی ہلاک.................2 زخمی

کرے گا!فمنھم من قضیٰ نحبه،تو کوئی پہلے یہ کامیابی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا حق دار بن گیا اور کامیاب قرار پایا......ومنھم من ینتظر،اور کسی کو انتظار کروایا جاتا ہے!شرط یہ ہے کہ وما بدلو تبدیلاً کہ شریعت یا شہادت کا جو نعرہ لگا اس میں تبدیلی نہیں آنی چاہیے!شہادت کو تو اللہ تعالیٰ بڑی کامیابی قرار دے رہا ہے!باقی رہا جنگ میں نفع اور نقصان تو یہ تو جنگ کا حصّہ ہے......وتلک الایام نداولھا بین الناس......جب جنگ اُحد کے بعد ابوسفیان نے شریعت کے پاسبانوں کو چیلنج کیا اور کہا:یوم بیوم بدر......کہ آج جنگِ بدر کا حساب کتاب برابر ہوا!آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا:قم یا عمر فاجبه،لا سواء قتلنافی الجنةو قتلاکم فی النار......نہیں حساب کتاب کیسے برابر ہو گیا؟اللہ تعالیٰ کی شریعت کی خاطر لڑنے والے اور دارالندوہ یا پارلیمنٹ کی رِٹ کو قائم کرنے کے لیے لڑنے والے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے نظام کی خاطر جان دینے والے اور عالمی سودی نظام کے لیے جان ضائع کرنے والے کیوں کر ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟قتلنافی الجنةو قتلاکم فی النار......جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کی خاطر قتل کر دیے گئے وہ جنت میں ہیں اور جو شریعت کے خلاف لڑتے ہوئے مردار ہوئے وہ جہنّم میں ہیں!پھر حساب کتاب کیسے برابر ہو گیا؟اللہ تعالیٰ کی شریعت کی خاطر لڑنے والے ہر حال میں کامیاب رہے،ناکامی اور نامرادی تو اُن کے حصّے میں آئی جنہوں نے اپنی تنخواہوں اور ترقی کی خاطر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیا،آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے وفاداری کی،رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کی......سوائے مجاہدو!تم بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس نعرے کو در و دیوار پر لکھ دو قتلنافی الجنة و قتلاکم فی النار......چوکوں،چوراہوں،بسوں اور طیاروں میں پمفلٹ بنا کر تقسیم کرو قتلنافی الجنةو قتلاکم فی النار......

اے امت مسلمہ کے نوجوانو!دجالی میڈیا کے کسی امریکی فوجی کو شہید کہہ دینے سے،اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی شہید نہیں بن جاتا!امریکی جنگ کا ایندھن بننے والے فوجیوں کو اخبارات کی جانب سے شہادت کا اعزاز بخش دینا ملک الموت کو دھوکے میں نہیں ڈال سکتا!جب وہ پوچھیں گے:فِیمَ کُنتُمْ ؟ کہ کس کے لیے جان دے کر آئے ہو؟ کتنے ڈالر میں اپنے دین اور ایمان اور غیرت دینی کا سودا کر کے آئے؟ یہ فوجی وہاں بھی یہی کہیں گے کہ ہم مجبور تھے...... کُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ......فرشتے کہیں گے:قَالُوٓاْ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيهَا......کہ کیا مجبوری تھی؟دین و ایمان بچانا تو فرض تھا!کہیں ایسی جگہ ہجرت کر جاتے جہاں اور اللہ کے بندے بھی اپنا دین و ایمان بچانے کے لیے اپنے بال بچوں کو لیے بھاگے بھاگے پھرتے تھے!!!پھر کوئی عذر اور کوئی مجبوری کام نہیں آئے گی!اس دن کوئی سرکاری مفتی ملک الموت کے سامنے آ کر تمہاری سفارش نہیں کرے گا!فَأُوْلَـٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کو روکنے کے لیے لڑے،جو امریکی جنگ کو اپنی جنگ سمجھے،جو سودی بنکوں اور سودی نظام کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھے،اور اسی نظریے پر مارا جائے فَأُوْلَـٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ایسوں کا ٹھکانہ جہنّم ہی ہے!

سرکاری مفتیوں کے افغانستان اور پاکستان کی ملی فوج کو شہید کہنے سے ملک الموت دھوکہ نہیں کھاتے!اور نہ ہی منکر نکیر کے ہاں مفتیانِ امریکہ و کینیڈا کی سفارش چلتی ہے!ورنہ یہ تو وہ ہیں جو بھارتی فوجیوں کو بھی شہید کہنے میں ذرا شرم محسوس نہ کریں!نہیں نہیں!اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں!وہ قرآن کی آیات بیچ کر ڈالر اور پلاٹ کمانے والے ظالموں سے غافل نہیں!لاسواء......ابھی حساب کتاب کہاں برابر ہو گیا؟ابھی تو جنگ بھی باقی ہے اور آخرت کا حساب بھی باقی ہے!ابھی ہمارا اللہ اور اُس کا دین بھی باقی ہے اور تمہارا امریکہ اور اقوام متحدہ بھی باقی ہے!ابھی خیر بھی باقی اور شر بھی باقی!یہ جنگ ایک کے خاتمے تک جاری رہے گی!اور کائنات کے رب نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایمان والوں کو یہ خوش خبری سنا دی ہے کہ اس جنگ میں بالآخر شر اور شر کی تمام قوتیں شکست کی ذلت اٹھائیں گی!اس پورے برصغیر میں بھارت اور امریکہ کی بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت غالب ہو گی!بلکہ نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر،بلکہ مراکش کے ساحل سے لے کر جکارتہ کے پانیوں تک عالمی متحدہ کفر کی سرحدوں میں بٹے اور بکھرے مسلمان ایک امت بنیں گے!صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت!صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام!

یہی شہدا کا پیغام ہے!یہی اُن کا راستہ ہے!کہ اس راستے پر چلنے والوں کے لیے نہ کوئی خوف ہو گا نہ کوئی حزن و ملال ہو گا!اللہ تعالیٰ ان تمام ساتھیوں کی شہادتوں پر ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے......آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول من یدعیٰ الی الجنةالذین یحمدون اللّٰہ علی السراء الضراء

''جنت کی طرف سب سے پہلے اُن لوگوں کو بلایا جائے گا جو خوشی اور تنگی میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہیں''۔

ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں!اور اُسی کی تعریف بیان کرتے ہیں!اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں فردوسِ اعلیٰ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جمع فرمائے،آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

10 اپریل:صوبہ فاریاب..................ضلع المار..................بارودی سرنگ دھماکہ..................فوجی ٹینک تباہ..................9 فوجی ہلاک

ابھی تو برصغیر کے مجاہدین نے تمہارے خلاف جنگ کا آغاز کیا ہے!

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

القاعدہ برصغیر کے رکنِ شوریٰ، جناب عمران صدیقی (حاجی ولی اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے موقع پر تعزیتی بیان

موجودہ صلیبی جنگ میں امت نے اپنے قیمتی ترین لعل و گہر قربان کیے ہیں......امریکی ڈرون حملوں میں خاص طور پر ایسے ایسے رجال اپنی منزل مراد کو پا گئے ہیں کہ جن میں قرونِ اولیٰ کے اصحاب خیر کی بیشتر صفات پوری طرح موجود تھیں......استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ حرم کے ان بیٹوں کی شہادتوں پر امت کے نام بیانات جاری کرتے، جن میں اُن شہدا کی پاکیزہ سیرت کا بیان بھی ہوتا، اُن کی قربانیوں کا تذکرہ بھی ہوتا، مجاہدین کے حوصلوں کو مہمیز دینے کا سامان بھی ہوتا، صبر و ثبات کی تلقین کے ساتھ ساتھ علم و حکمت کے رموز و جواہر بھی ہوتے، اللہ تعالیٰ کی نصرتوں اور اُس کے وعدوں پر تقین و اعتماد اور اُس کی ذات پر کامل توکل کرنے کے اسباق بھی ہوتے، کفر اور اُس کے حواریوں کی شکست و ریخت کے مظاہر بھی ہوتے اور اُن کے انجامِ بد کی نبوی پیشین گوئیوں کا استحضار بھی ہوتا......آپ نے اپنی شہادت سے چند ہی دن قبل جماعت القاعدہ برصغیر کے رکنِ شوریٰ حاجی ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ کی شہادت پر تعزیتی بیان جاری کیا......استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کے متعلق یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ آپ ایک طویل عرصہ تک صلیبی کفار اور اُن کے حواریوں کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹکتے رہے، گلے کی پھانس بن کر اُن کی زندگیوں کو عذاب کیے رکھا اور ان ان دشمنانِ خدا کے دلوں میں تیر بن کر پیوست رہے......صلیبی جنگ میں کفر کے خلاف اپنے رب کی عطا کردہ توفیق سے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو کھپا دینے، اپنا سب کچھ اس راہ میں لُٹا دینے اور مجاہدانہ وقائدانہ کردار ادا کرنے کے بعد آپ بھی مکینِ فردوس ہوئے......مذکورہ تعزیتی بیان جاری کرنے کے چند ہی دن بعد ہی آپ بھی اپنے ان ساتھیوں کے پاس فردوسِ اعلیٰ کی پاکیزہ اور ابدی نشاط انگیز محفلوں میں جا شریک ہوئے......نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ......آپ اس حال میں اپنے رب سے ملے کہ ۴ ماہ سے سخت محاصرے میں تھے اور آخری ایام میں تو خورد و نوش کے تمام سامان اور خوراک کے مکمل ختم ہو جانے کی وجہ سے فاقہ کیے ہوئے تھے......گویا مرتبۂ شہادت پر بھی یوں فائز ہوئے کہ خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی متابعت میں بھوک و پیاس کی آزمائش کو جھیل رہے تھے......اللہ تعالیٰ ہمارے ان تمام بھائیوں اور قائدین کو زمرہ شہدا میں قبول فرمائے، ہم سب کو اپنی رضا سے نوازتے ہوئے مقبول شہادت کی موت سے نوازے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ان بھائیوں کے ہمراہ جنات الخلد میں جمع فرما دے، آمین یا رب العالمین......

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ، وبعد،

شرق و غرب میں پھیلی میری محبوب مسلم امت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج تیرا ایک اور فرزند، ایک اور محسن، تیرے غم میں جینے مرنے والا ایک اور قائد، تجھے خوشیاں دینے کی خاطر طویل قید و بند کی صعوبتیں اور ہجرت و رباط کی کٹھن تکالیف جھیلنے والا ایک اور بندہ مجاہد، ایک قلبِ صافی، ایک زاہد و عابد، ایک مصلح و داعی، اخلاص و وفا کا اِک مجسم پیکر، ایک شفیق بزرگ اور ایک حکیم مربی شہادت کے رتبے سے سرفراز ہو گیا، **نحسبہ کذلک واللہ حسیبہ ولا نزکی علی اللہ احدًا۔**

جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کے قیام کے اعلان کے محض دو ہفتے بعد ہی جماعت کی مجلسِ شوریٰ کے رکن اور اس کی عسکری تربیت کے نظام کے مسئول، ہمارے محترم بزرگ جناب عمران صدیقی صاحب چھ دیگر قیمتی ساتھیوں سمیت ظالمانہ امریکی بم باری میں شہادت پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی شہادت قبول فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، ان کو انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کا ساتھ نصیب فرمائے، ان کے اہلِ خانہ اور بچوں کو صبر و سکینت، ہمت و حوصلہ اور دین سے مزید مضبوط وابستگی نصیب فرمائے، ان کے ساتھیوں اور احباب کو راہِ جہاد پر پہلے سے بھی زیادہ استقامت سے جمنے کی توفیق بخشے اور سب کو اللہ اپنی رضا والا خاتمہ نصیب فرما دے، آمین!

اس شہادت کے ساتھ ہی ہمارے ان محترم بزرگ کا، جنہیں ہم اختصار سے حاجی صاحب کے نام سے پکارا کرتے تھے، کم و بیش ۲۵ سالہ طویل جہادی سفر ایک حسین اختتام کو پہنچا۔ حاجی صاحب کراچی کے ایک معروف سیاسی خاندان سے تعلّق رکھتے تھے اور دنیاوی پیمانوں سے ترقی کے سارے دروازے آپ کے سامنے کھلے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ رب العزت نے آپ کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ اور دین کے دفاع کی ایسی دیوانی محبت انڈیل دی کہ آپ دنیا کی رعنائیوں سے منہ موڑ کر جوانی ہی میں اشتراکیت کے خلاف جہاد میں شرکت کے لیے افغانستان کے محاذوں پر جا پہنچے۔ پھر آپ طویل عرصہ جہادِ کشمیر سے بھی وابستہ رہے۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے قیام کے بعد آپ نے امارت کی مضبوطی و تقویت میں بھی اپنی بھرپور جہد کھپائی۔ اسی عرصے میں آپ کا تعلّق محسنِ امت شہید شیخ اسامہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں سے جڑا اور آپ نے پاکستانی ایجنسیوں کے سائے تلے چلنے والی تنظیمات سے مکمل علیحدگی اختیار کر لی۔ اس کے بعد

سے آپ نے پاکستان میں شریعت کی صدا عام کرنے اور یہاں ایک آزاد جہادی تحریک برپا کرنے کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ آپ نے ایک ایسے وقت میں پاکستان میں دعوتی و عسکری کام کی بنیادیں ڈالنے کا بیڑا اٹھایا جب خال خال ہی کوئی اس نظام کے اصل چہرے کو پہچان سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صفائے قلب کی بدولت آپ کو ایسی ایمانی بصیرت سے نوازا کہ آپ ''ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ'' کی نام لیوا فوج کی حقیقت پہچان گئے اور ملک کو لادینیت کے قبضے اور امریکی تسلط سے آزاد کرانے کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔ اسی عرصے میں ایک عسکری کارروائی ترتیب دینے کے دوران آپ اپنے کئی قریبی ساتھیوں سمیت گرفتار ہو گئے اور کم و بیش ۱۰ سالہ طویل عرصہ جیل میں گزارا، جن میں سے تین سال پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کے اذیت خانوں میں گزرے، جب کہ سات سال عمومی جیلوں میں۔ مگر اس باطل نظام کا یہ ظلم و جبر آپ کے عزم میں کوئی کمی نہیں لا سکا۔ آپ جیل سے بھی بندہ فقیر سمیت بہت سے مجاہد ساتھیوں سے خط و کتابت کرتے رہے، ان کی ہمت بندھاتے رہے اور ان کو اپنی نصائح اور مفید آرا ارسال کرتے رہے۔ ۱۰ سالہ طویل قید کے بعد جب آپ کو رہائی ملی تو آپ نے دنیا کی طرف ذرا التفات نہیں کیا بلکہ سیدھا سرزمینِ خراسان کا رخ کیا۔ جس شجرِ جہاد کے بیج ڈالنے کا کام آپ نے دس سال قبل شروع کیا تھا اب وہ اللہ کے فضل سے ایک توانا درخت بن چکا تھا اور جہاد فی سبیل اللہ اور نفاذِ شریعت کی صدائیں بھی ہزاروں نوجوانوں کے سینوں میں گھر کر چکی تھیں۔ آپ نے اسی مبارک قافلے میں پھر سے شمولیت اختیار کر لی اور شیخ اسامہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر کے اپنا جہادی سفر پہلے سے زیادہ عزم و ہمت کے ساتھ جاری رکھا۔

آپ دین کے درد سے معمور ایک صاف دل کے حامل تھے۔ میدان میں واپسی کے ساتھ ہی آپ نے مجاہدین کے درمیان وحدت بڑھانے، ان کا تعلق باللہ مضبوط تر کرنے اور ان کو اتباعِ شریعت پر مزید مضبوطی سے جمانے کے لیے دن رات ایک کر دیے۔ نیز ساتھ ہی ساتھ آپ مجاہدین کی عسکری تربیت کے نظام میں جدت و بہتری پیدا کرنے کے لیے بھی کوشاں رہے۔ یہ آپ اور کچھ دیگر مخلصین کی ان تھک کوششوں اور قربانیوں ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے مختلف جہادی مجموعات نے متحد ہو کر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کا روپ دھارا اور اتحاد و اتفاق کی ایک عملی مثال قائم کی۔ اس جماعت کے قیام سے قبل ہی ہم سب بخوبی واقف تھے کہ یہ اتحاد امریکہ، بھارت اور ان کی آلۂ کار پاکستانی فوج پر بہت بھاری گزرے گا اور وہ اس کا وجود مٹانے کی سر توڑ کوششیں کریں گے۔ لیکن یہی چیز اس اتحاد کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا جذبہ بھی بڑھاتی تھی کہ اللہ کے دشمنوں کو غصہ دلانا تو خود ایک عبادت ہے! پھر یہ بھی اللہ ہی کا فضل تھا کہ قیامِ جماعت کے ساتھ ہی اللہ رب العزت نے اس جماعت سے وابستہ کچھ غیور مجاہد ساتھیوں کو امریکہ و بھارت کی بحری قوت پر ضرب لگانے کے منصوبے پر عمل کی توفیق بخشی؛ نیز خود پاکستان نیوی کے ان بحری جہازوں پر ضرب لگانے کی توفیق بھی دی جو افغانستان پر حملہ آور صلیبی فوجوں کی رسد کو محفوظ بنانے کی مکروہ ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ اس کارروائی کے منصوبے پر کام آگے بڑھاتے ہوئے بھی ہمیں بخوبی معلوم تھا کہ متکبر امریکہ کی سونڈ پر لگنے والی یہ ضرب یقیناً اسے اور اس کے آلۂ کاروں کو خوب طیش دلائے گی اور وہ جوشِ انتقام میں اندھے ہو کر اپنا ردِ عمل ظاہر کریں گے۔ اسی لیے ہم نے اپنے مجاہد ساتھیوں کی حفاظت کے لیے بیشتر ضروری اقدامات الحمدللہ کارروائی سے قبل ہی مکمل کر لیے تھے۔ اس مشکل مرحلے میں حاجی ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اپنے ذمہ یہ کٹھن کام لیا کہ سب ذمہ داران کے محفوظ مقامات پر منتقل ہونے کے بعد بھی وہ آخر تک جماعت کے کاموں اور وسائل کو سمیٹنے، ساتھیوں کو محفوظ بنانے اور ناگزیر جہادی اعمال پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری مکمل کریں گے اور یہ کام مکمل ہونے تک خطرات کے درمیان ہی موجود رہیں گے۔ اللہ آپ پر اپنی لاکھوں رحمتیں فرمائے، آپ نے اپنی یہ کٹھن ذمہ داری خوش اسلوبی اور نہایت بے خوفی سے مکمل کی۔ پاکستانی جیٹ طیاروں، توپوں اور ہیلی کاپٹروں، نیز امریکی ڈرون و جیٹ طیاروں کی بم باریوں کے بیچا بیچ آپ نے اپنے کام جاری رکھے اور تقریباً تمام ساتھیوں کو محفوظ مقامات تک پہنچایا، بکھرے ہوئے وسائل کو سمیٹا، دیگر جہادی مجموعات کے ساتھ رابطے بحال رکھے، فوجی آپریشن کے سبب مشکلات کا شکار دیگر مجاہد جماعتوں کی معاونت کرتے رہے اور اپنے کام مکمل کرنے کے بعد ہماری طرف اپنا آخری خط لکھ کر مکمل کارگزاری بھیجی اور اس کے بعد ابدی جنتوں کی سمت سفر پر روانہ ہو گئے، اللہ اُن سے راضی ہو!

اگرچہ امریکہ نے ایک سوچی سمجھی مذموم میڈیا پالیسی کے تحت طے کر رکھا ہے کہ اس مرحلے میں اس نے القاعدہ کے بارے میں یہی تاثر دینا ہے کہ وہ ایک قصۂ پارینہ ہے، اس سے مغرب کی جنگ کب کی ختم ہو چکی ہے اور اس کے مکمل خاتمے کا ہدف پوری طرح حاصل ہو چکا ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ عین اسی مرحلے میں امریکہ کے متکبر چہرے پر دو زوردار طمانچے رسید ہوئے۔ پہلا اس وقت جب اللہ کی توفیق سے القاعدہ کی نئی شاخ، القاعدہ برصغیر کا قیام ہوا، اور دوسرا اس وقت جب ربِ کریم نے اپنے ان ناتواں مجاہد بندوں کا رخ امریکی و بھارتی بحری قوت کی سمت پھیر دیا۔ ان مبارک واقعات کے بعد اگرچہ امریکہ نے میڈیا میں خاموشی کی پالیسی برقرار رکھی، لیکن عملی طور پہ اس سے خاموش نہ بیٹھا گیا۔ ۶ ستمبر کو بحرِ ہند میں مبارک کارروائی ہوئی، اور ۱۰ ستمبر کو امریکہ کی طرف سے پہلا ردِ عمل آیا۔ افغانستان کے صوبے پکتیکا کے ضلع گیان میں امریکی ڈرون طیاروں اور امریکی جیٹ طیاروں کے چار گھنٹے طویل مشترکہ حملے میں ہماری دو گاڑیوں کو نشانہ بنایا گیا، جن میں کل سات ساتھی شہید ہوئے۔ ان شہدا میں سرِ فہرست شہید عمران صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ دیگر شہدا میں دو مہاجرین اور چار انصار ساتھی تھے۔ مہاجرین کا تعلق کراچی سے، جب

11 اپریل: صوبہ غزنی.................... ضلع مقر.................... مقامی جنگ جوؤں اور افغان فوجیوں فوجوں پر حملہ.................... 6 اہل کار ہلاک.................... 2 زخمی

کہ انصار میں سے ایک کا تعلّق افغانستان کی ولایت پکتیکا سے، ایک کا صوبۂ سرحد سے اور دو کا تعلّق قبائلی علاقے شمالی وزیرستان سے تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی شہادت قبول و منظور فرمائے اور ان کے لہو کو امت کی بیداری کا ذریعہ بنا دے، آمین!

یہاں اس ایمان افروز واقعے کا ذکر فائدے سے خالی نہیں ہو گا کہ شہید ہونے والے افغانی ساتھی کی لاش کو باقی لاشوں سمیت موقع پر ہی دفن کر دیا گیا تھا، لیکن چند دن بعد شہید کے ورثا ان کا جسد لینے آئے اور ان کے مطالبے پر قبر کشائی کی گئی۔ سبھی لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جو جسد بم باری میں بری طرح جھلس چکا تھا، جب اس کو قبر کھود کر نکالا گیا تو اس پر جھلسنے کا کوئی نشان باقی نہیں بچا تھا اور جسم بالکل تر و تازہ تھا۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لیے!

میرے عزیز بھائیو!

یہاں میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ امریکی مظالم کا یہ سلسلہ اس ایک واقعے تک ہی محدود نہیں، بلکہ اس سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل شمالی وزیرستان میں امریکی ڈرون طیاروں کے ایک حملے میں القاعدہ برصغیر کے شعبۂ بارود کے ذمہ دار، انجینئر محمد عادل (یعنی استاد سہیل) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھ دیگر ساتھیوں سمیت جامِ شہادت نوش کیا۔ پھر امریکی بم باریوں کے اس سلسلے نے بحر ہند میں کارروائی کے بعد مزید زور پکڑا اور حاجی ولی اللہ صاحب کی شہادت کے بعد شمالی وزیرستان میں دو مختلف ڈرون حملوں میں ہمارے متعدد ساتھی شہید و زخمی ہوئے۔ اسی عرصے میں امریکی فوجی دستوں نے ہیلی کاپٹروں کی مدد سے پاک افغان سرحد پر واقع ہمارے ایک مرکز پر چھاپہ مارا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں تمام ساتھی محفوظ رہے اور امریکی کچھ سامان تباہ کر کے واپس لوٹ گئے۔ نیز اس سلسلے کے آخری حملے میں تو امریکی جیٹ طیاروں نے بھی پاکستانی سرحد میں گھس کر بم باری کی اور پاکستان کی پہلے سے نیم جاں نام نہاد خود مختاری و قومی سلامتی پر ایک اور ضرب لگائی۔ عید الاضحیٰ کے چند دن بعد ہی امریکی جیٹ طیاروں نے شمالی وزیرستان کے علاقے لواڑا میں ایک گھر پر بم باری کر کے دو ساتھیوں کو شہید کیا۔ نیز شمالی وزیرستان میں جاری پاک امریکہ مشترکہ فوجی آپریشن کے دوران میں دیگر برادر جہادی جماعتوں کے شہید ہونے والے ساتھیوں کی فہرست اس کے علاوہ ہے، جن میں معصوم بچے، سفید ریش بزرگ اور عفت مآب خواتین تک شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب شہدا سے راضی ہو جائے، ان کے اہلِ خانہ کو اجرِ عظیم اور صبرِ جمیل سے نوازے اور امتِ مسلمہ کو ان کا بہترین متبادل نصیب فرمائے، آمین! اللہ کا فضل و احسان ہے جس نے ہمیں کفر اور اس کے آلۂ کاروں کی آنکھوں کا کانٹا بنایا اور ہمارے بھائیوں کو جدید صلیبی جنگ کے فیصلہ کن معرکوں میں شہادت جیسی اعلیٰ موت نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی خاتمہ بالخیر نصیب فرما دیں، آمین!

اس موقع کی مناسبت سے میں امریکہ کو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ تمہارے یہ جرائم و مظالم محض آنسو بہا کر برداشت نہیں کیے جائیں گے، بلکہ خراسان سے لے کر شام تک بہنے والے مسلم لہو کے ہر ہر قطرے کا تمہیں حساب دینا ہو گا۔ تمہارا خیال تھا کہ تم ۲۰۱۴ء کے اختتام تک اس خطے میں اپنے اہداف مکمل کر کے اپنی جنگ سمیٹ لو گے، ہرگز نہیں! ابھی تو برصغیر کے مجاہدین نے تمہارے خلاف جنگ کا آغاز کیا ہے! اللہ رب العزت کی توفیق سے جلد ہی خراسان کے پہاڑوں سے لے کر برما و بنگال کے ساحلوں تک پھیلے مسلمانوں کو تم امارتِ اسلامیہ افغانستان کے جھنڈے تلے اپنے خلاف صف آرا پاؤ گے اور تم اور تمہارے اتحادی اور ٹوڈی سبھی میدان سے بھاگنے پر مجبور ہوں گے۔ اللہ کے اذن سے نہ تو برصغیر کی زمین پر اور نہ بحرِ ہند کے پانیوں میں تمہیں جگہ ملے گی، بلکہ وہ وقت بھی باذن اللہ اب دور نہیں جب تمہارے یہودی آقاؤں کو غرقد کے درخت کے سوا کوئی شے پناہ نہیں دے گی اور درخت و پتھر تک پکار اٹھیں گے کہ: اے مسلم، اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے، آؤ اور اسے قتل کرو!

یہاں میں اپنے امیر، امیر جماعتِ قاعدۃ الجہاد برصغیر، مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ سے ان شہادتوں پر تعزیت کرنا چاہوں گا اور انہیں یہ تسلی دینا چاہوں گا کہ الحمدللہ ان شہادتوں سے ہمارے حوصلے اور بھی بلند ہوئے ہیں اور امریکہ، بھارت اور ان کے آلۂ کاروں کے خلاف یہ جنگ مزید تیز کرنے کے عزم پختہ تر ہو گئے ہیں۔ پس آپ اللہ پر توکل کیجیے اور اس قافلے کو ساتھ لے کر اپنے عالی اہداف کی طرف بڑھتے جائیے! بڑھتے جائیے! اللہ کی نصرتیں آپ کی ہم رکاب ہوں! رب خود آپ کی رہ نمائی فرمائے، آپ کے فیصلوں میں برکت دے، آپ کو اپنی ناپسند والے ہر قدم سے محفوظ رکھے اور اہلِ ایمان کے قلوب کو آپ کے لیے کھول دے۔ آمین!

میں مجاہدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک، امیر جماعتِ قاعدۃ الجہاد، شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور امیر المومنین اور قائدِ مجاہدین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کو بھی یہ یقین دلانا چاہوں گا کہ الحمدللہ ہم رب ہی کی توفیق سے اس سے کیے وعدوں پر قائم ہیں اور مشکلات کے باوجود اس راہ پر آگے بڑھتے رہنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں جس پر آپ حضرات دہائیوں سے چٹان کی سی مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ ان شاء اللہ آپ ہمارے بارے میں ایسی خبریں ہی سنیں گے جو آپ کا اور تمام اہلِ ایمان کا سینہ ٹھنڈا کرنے کا باعث بنیں گی!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے قول و عمل میں سچّا کر دکھائے، ہمارے ظاہر و باطن دونوں کو ایمان کے نور سے منور کر دے، جہاد کی محبت ہماری رگ و پے میں بسا دے اور ہمیں موت دے تو اس حال میں وہ ہم سے راضی ہو، آمین!

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

(محرم ۱۴۳۶ ہجری)

☆☆☆☆☆

11 اپریل: صوبہ قندھار............صدر مقام قندھار شہر............ پولیس اہل کاروں کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ............گاڑی تباہ............8 اہل کار ہلاک

فرانس سے بنگال......شاتمین رسول کا تعاقب

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ،اما بعد:

جنگِ اُحد میں جب شریعت کے دشمنوں نے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرطرف سے گھیر لیا.....آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی ''من رجل یشری لنا نفسہ''......کوئی ہے جواں مرد جو آج ہمارے لیے اپنی جان کا سودا کردے؟ حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ انصار صحابہ کے ہمراہ کھڑے ہوگئے کہ آج ناموسِ رسالت پر قربان ہونے کا دن تھا، آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے کا دن تھا، آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت پر جان کے بدلے اللہ تعالیٰ کی جنتیں حاصل کر لینے کا دن تھا......ایک کے بعد ایک شمعِ رسالت کا پروانہ قربان ہوتا رہا، آخر میں زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے، زخموں سے چُور کر دیے گئے لیکن جب تک پاؤں میں کھڑا ہونے کی سکت رہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے، یہاں تک کہ زخموں سے چُور ہو کر گر پڑے، صحابہؓ نے آ کر اٹھایا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زیاد کو میرے قریب کرو''......صحابہؓ نے اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں کر دیا، اُن کے گال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر تھے کہ شہید ہوگئے......

یہ امِ عمارہؓ ہیں، جو عورت ذات ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر خود کو قربان کرنے کے لیے لہولہان ہو رہی ہیں......کبھی دائیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتی ہیں، کبھی بائیں سے، اپنے جسم کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے لیے ڈھال بنا دیا ہے، بپھری ہوئی شیرنی کی طرح اِن شریعت کے دشمنوں پر یلغاریں کر رہی ہیں، جو شمعِ رسالت کو بُجھانا چاہتے ہیں......

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا، ان کے جسم پر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے ستر سے زیادہ زخم تھے......آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے ان زخموں کو سہلاتے جاتے اور اللہ کے حکم سے یہ زخم اس طرح ٹھیک ہوتے جاتے جیسے کچھ تھا ہی نہیں!

اور ابودجانہؓ کو تو دیکھئے! کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو اپنے جسم سے ڈھانپ لیا ہے کہ کوئی تیر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو نہ لگ جائے، کوئی زخم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو نہ لگ جائے......سارے تیر اپنے جسم میں پیوست کرا رہے ہیں!

اسی جنگِ اُحد میں آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر شیطان نے اُڑا دی......چنانچہ یہ خبر مدینہ بھی پہنچ گئی، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آئے، ایک صحابیہ کو بتایا گیا کہ تمہارا والد شہید ہوگیا! اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اُنہیں بتایا گیا کہ تمہارا بھائی شہید ہوگیا! اُنہوں نے بے تاب ہو کر پوچھا کہ میرے آقا کا حال سناؤ! پھر اُنہیں بتایا گیا کہ تمہارا شوہر بھی شہید ہوگیا! کہنے لگیں: آقا کی خبر دو! بتایا گیا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں! ان صحابیہ نے کہا: مجھے دکھاؤ! اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا......تو فرمایا:

کل مصیبۃ بعدک جلل یارسول اللّٰہ!

''آپ کو ٹھیک دیکھ لینے کے بعد، آپ کو خیر سے دیکھ لینے کے بعد ہر مصیبت آسان ہے، اب کوئی مصیبت، مصیبت نہیں!!!''

تمام تعریفوں کے لائق ایک اللہ ہی ہے! جس نے آج بھی امت محمدیہ علی صاحبھا السلام میں ایسے عاشقانِ رسول پیدا کیے ہیں، جو اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کر رہے ہیں! فرانس، ڈنمارک، بنگلہ دیش اور پاکستان وغیرہ میں گستاخانِ دین اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عبرت ناک انجام سے دوچار کر رہے ہیں......جس کی خبر سن کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سینے ٹھنڈے ہوتے ہیں اور منافقین کے دل جلتے ہیں!

اللہ تعالیٰ کی مدد سے القاعدہ برصغیر کے مجاہدین نے اپنے یمنی بھائیوں کی طرح کئی گستاخانِ رسول اور گستاخانِ شریعت کو واصلِ جہنّم کیا ہے......کراچی میں ڈاکٹر شکیل اوج، انیقہ ناز اور بنگلہ دیش میں احمد رجب حیدر، راج شاہی یونی ورسٹی کا زندیق پروفیسر اجیت رائے کو القاعدہ برصغیر کے مجاہد نے گوشت کے ٹوکے سے ہی کاٹ کر رکھ دیا اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس عالمی قوتوں کو ایک بار پھر بتا دیا کہ

ع مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

الحمدللہ! یہ کارروائیوں کا ایک سلسلہ ہے جو القاعدہ کی مختلف شاخوں نے امیر محترم شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی ہدایت پر اور شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کی پسند کو پورا کرنے کی غرض سے شروع کیا ہے......اسی طرح رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت پر القاعدہ برصغیر کے ایک اور بنگلہ دیشی نوجوان برادرم سلمان بھی اپنی جان قربان کر گئے......

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

نظریۂ جہاد اور فتح وشکست کے پیمانے

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

''کیا جہاد کے ذریعہ عالمی کفریہ نظام کو شکست دی جا سکتی ہے؟ کیا جہاد کے ذریعہ اسلام کو غالب کیا جا سکتا ہے؟ یہ کیسا جہاد ہے، جس میں مجاہدین کو فتح ہی نہیں ملتی، حالانکہ صحابہ کو تو فوراً فتح مل جاتی تھی؟ چنانچہ احیائے اسلام یا اسلام کی حاکمیت قائم کرنے کا یہ طریقہ صحیح نہیں ہے یا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے''۔

یہ وہ اعتراضات ہیں جو جہاد کو ناپسند کرنے والوں کی جانب سے مجاہدین کے جہاد پر کیے جاتے ہیں۔ ہمیں اعتراض کرنے والوں کے بارے میں تو کوئی شبہ نہیں کہ اس طرح کے اعتراضات کرنا ان کی نوکری بچائے رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ البتہ سادہ لوح مسلمانوں کے ذہن کو صاف کرنے کے لیے ہم یہاں اس اعتراض کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

سب سے پہلے اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جنگوں میں فتح وشکست کس کو کہا جاتا ہے؟

جب لوگ مجاہدین پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو فتح نہیں ملتی تو ان کے ذہن میں فتح سے مراد یہ ہوتا ہے کہ ہر معرکے میں کوئی شہر، ملک یا علاقہ فتح ہونا چاہیے۔ حالانکہ ہر معرکہ میں علاقہ فتح نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ ہر جنگ کے اہداف پہلے سے طے ہوتے ہیں ان اہداف کو حاصل کر لینے کا نام فتح ہوتا ہے۔ اس کی مختلف مثالیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایہ میں آپ کو مل سکتی ہیں۔ ہر جنگ میں ایسا نہیں ہوا کہ صحابہ کرام یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاقے فتح کیے ہوں۔ اور نہ ہی ایسا ہوا کہ مدینہ ہجرت کرتے ہی اور جہاد کا حکم نازل ہوتے ہی مکہ فتح ہو گیا ہو۔

بلکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاد کو فرض قرار دیا اور قتال کے ذریعہ کفار کا غلبہ ختم کر کے اسلامی نظام نافذ کرنے کا حکم فرمایا۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّه

''اور ان (شریعت کے دشمنوں) سے لڑو۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور سارا کا سارا دین اللہ کا ہو جائے''۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ مقصد مکہ کی فتح کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا تھا، کیونکہ مکہ جزیرۃ العرب کا سیاسی و مذہبی مرکز تھا نیز کفارِ مکہ اس علاقے کی سپر پاور تھے۔ عرب کی سیاسی، مذہبی اور عسکری قیادت ان کے ہاتھ میں تھی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے قرآن میں یوں بیان فرمایا:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (النصر ۱۔۲)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب سے پہلا ہدف کفارِ مکہ کی عسکری قوت وشوکت کو توڑ کر جزیرۃ العرب میں کلمہ توحید کو غالب کرنا تھا۔

کیا مدینہ ہجرت کرتے ہی، پہلے سال ہی مکہ فتح ہو گیا؟ نہیں بلکہ سن ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو فتح مکہ کی منزل تک پہنچنے کے لیے جنگ کی کتنی بھٹیوں سے گذروایا، کتنے شریعت کے پروانے اس راستے میں شہید ہوئے!

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کا آغاز کیا۔ اور کفر واسلام کا پہلا بڑا معرکہ غزوہ بدر ہوا۔ جنگِ بدر میں کوئی علاقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح نہیں کیا بلکہ اپنے دشمن کے اس غرور وتکبر کو توڑا جس میں وہ مبتلا تھا کہ وہ جب چاہے مدینہ پر حملہ کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثاروں کو ختم کر کے اس دنیا سے نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹا کر رکھ دے گا۔ چنانچہ اس کو فتح کہا گیا ہے۔

ایک مقصد جس کو اللہ تعالیٰ نے خود بیان کیا وہ یہ تھا:

وَيُرِيدُ اللَّـهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ (الأنفال:۷)

''اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کا حق ہونا ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے''۔

کہ مسلمانوں کے کم تعداد اور کم وسائل ہونے کے باوجود ان کو فتح حاصل ہوئی جو ہر صاحبِ بصیرت کے لیے بہت غور وفکر کا مقام تھا۔ یہ اسلام کے حق پر ہونے کی دلیل تھی۔

کبھی اس کو بھی فتح کہا جاتا ہے کہ مادی نقصان اٹھانے کے باوجود کوئی قوت اپنے عزم وحوصلے اور نظریہ کو برقرار رکھ کر پھر سے فاتح کے خلاف لڑنے کے لیے تیار ہو جائے۔

جیسا کہ جنگِ اُحد میں سخت نقصان اٹھانے کے بعد اگلے دن غزوہ حمراء الاسد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زخمی صحابہ کو لے کر کفارِ مکہ کا پیچھا کرنے کے لیے نکل

13 اپریل: صوبہ لغمان.........ضلع قرغئی.........امریکی فوجیوں پر امارت اسلامیہ کے رابط اہل کار کا حملہ.........11 امریکی فوجی ہلاک

کھڑے ہوئے۔جس کی وجہ سے کفارِ مکہ پر رعب طاری ہوگیا اور یوں فاتح، مفتوح اور مفتوح فاتح بن گئے۔حالانکہ اس جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کا کوئی علاقہ فتح نہیں کیا۔

کبھی اپنے علاقے کو بچالینا ہی فتح کہلاتا ہے۔جیسا کہ جنگِ خندق میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے فتح دی، لیکن اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی علاقہ نہیں ملا۔بلکہ مدینہ منورہ کو بچالینا ہی فتح کہلایا۔

کبھی اس کو بھی فتح کہا جاتا ہے کہ آپ طاقت ور دشمن کے مقابلے اپنی قوت کو محفوظ بچا کر نکالنے میں کامیاب ہوجائیں۔تاکہ دوبارہ پلٹ کر حملہ کرسکیں۔جیسا کہ جنگِ موتہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کیا۔اس جنگ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ دشمن کے گھیرے میں آئے مجاہدین کو منظم انداز میں پسپائی کے ذریعہ واپس نکال لائے تھے جس پر بارگاہِ نبوت سے ان کو ''اللہ کی تلوار'' کا خطاب ملا۔اس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کوئی علاقہ فتح نہیں کیا تھا۔بلکہ کئی نامور جرنیل صحابہ اس میں شہید ہوگئے تھے۔معلوم ہوا کہ ہر معرکہ میں علاقے فتح نہیں ہوا کرتے اور نہ ہی فتح صرف علاقے قبضے میں لے لینے کا نام ہے۔بلکہ ہر معرکے کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین اور آج کی جنگوں میں فرق:

نظامی جنگ میں فتح:

اب ایک فنی اور عسکری فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔وہ ہے ماضی اور حال کی جنگوں کا فرق! صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں جو جنگیں تھیں وہ زیادہ تر نظامی جنگیں تھیں جن کو اصطلاح حرب میں Conventional War کہا جاتا ہے۔ان جنگوں میں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ معرکے میں فتح کے بعد دشمن کا علاقہ ہاتھ آجاتا تھا۔لیکن ان میں بھی ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا تھا جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا۔

جب کہ مجاہدین جو جنگیں لڑ رہے ہیں وہ نظامی نہیں ہیں بلکہ چھاپہ مار جنگ ہے۔جس کو عربی میں حرب العصابات یا عرف میں گوریلا جنگ کہا جاتا ہے۔یہ جنگ اس وقت لڑی جاتی ہے جب دو متحارب فریقوں میں طاقت کا تناسب بہت غیر متوازن ہو، جیسا کہ مجاہدین اور ان کے دشمن میں ہے۔کہ ایک طرف وہ تمام ممالک (براہ راست یا بالواسطہ) ہیں جو اقوامِ متحدہ کے دین (چارٹر) کو اپنے ملکوں میں نافذ کیے ہوئے ہیں۔جب کہ دوسری جانب ان کے مقابلے مٹھی بھر وہ شریعت کے پاسبان ہیں جو ان کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

حرب العصابات میں فتح:

حرب العصابات میں مجاہدین کی کارروائی کا ہدف دشمن کے لڑنے کے جذبے کو کمزور کرنے اور اس کے نظام کو مفلوج کرنا ہوتا ہے۔اس جنگ میں علاقے فتح کرنے سے پہلے دشمن کے لڑنے کے حوصلے کو شکست دینے کی جنگ ہوتی ہے۔چھوٹی چھوٹی کارروائیوں کے ذریعہ دشمن کو نفسیاتی طور پر پریشان کیا جاتا ہے، دشمن دھیرے دھیرے اپنا پورا زور اس چھوٹی قوت کو ختم کرنے پر لگاتا ہے۔لیکن یہ اس کے واروں سے بچتے ہوئے اپنا کام جاری رکھتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ بہادر سے بہادر اور طاقت ور سے طاقت ور فوج ذہنی طور پر اتنی مفلوج ہوجاتی ہے کہ اس کے لڑنے کے حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں۔یہی گوریلا کی فتح ہوتی ہے۔جیسا کہ روس کے خلاف مجاہدین افغانستان نے کیا، عراق میں امریکہ کے خلاف القاعدہ نے کیا، صومالیہ میں مجاہدین کئی قوتوں کا ایسا ہی حشر کرچکے ہیں، اور اب الحمدللہ امریکہ اور اس کے اگلے پچھلے تمام اتحادیوں کا یہی حشر طالبان نے کیا ہے۔

ماضی اور حال کا فرق دشمن کے اعتبار سے:

ماضی کی جنگوں اور اس دور کی مجاہدین کی جنگ میں ایک اور فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔وہ یہ کہ ماضی میں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں، ان کا دشمن الگ الگ تھا۔اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں تین بڑی عسکری قوتیں تھیں:

☆مشرکینِ عرب ☆روم ☆فارس

(ملاحظہ: ہم نے یہاں یہود اور بعض قبائلِ عرب کو مشرکینِ عرب ہی ساتھ شامل کردیا ہے۔)

یہ تینوں قوتیں الگ الگ تھیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکینِ عرب کو الگ مارا، روم یا فارس نے ان کی عسکری مدد نہیں کی۔پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے دور میں روم و فارس سے الگ الگ لڑائی کا آغاز ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات تک ایسا ہی رہا، یہ دونوں مسلمانوں کے خلاف متحد ہوکر میدان میں نہیں آئے۔

اس کے برخلاف آج مجاہدین کو جس دشمن کا سامنا ہے وہ الگ الگ نہیں ہے، بلکہ ایک عالمی شیطانی دجالی حکومت ہے جو اقوامِ متحدہ کی شکل میں ہے۔یہ ایک دجالی دین ہے، جس کو یہود نے خلافت توڑنے کے بعد نافذ کیا ہے۔اس اقوامِ متحدہ کے دین کو اپنے ملکوں میں نافذ کرنا اور اس کی حفاظت کرنا اس کے تمام رکن ممالک پر فرض ہے۔چنانچہ اس میں صرف کفریہ ممالک شامل نہیں بلکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ نام نہاد مسلم فوجیں بھی اسی اخلاص و تندہی کے ساتھ اس کی حفاظت کے لیے دنیا بھر میں بھاگی پھرتی اور اس کے لیے جانیں قربان کرنے کو نیازمندی و سعادت سمجھتی ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

13 اپریل: صوبہ جوزجان...... ضلع خم آب...... بارودی سرنگ دھماکہ...... فوجی ٹینک تباہ...... 2 افغان فوجی ہلاک

(آخری قسط)

ایمان کے ڈاکو

مولانا محمد حذیفہ وستانوی

مرحلة الاستعمار:

اب جب اہل کتاب نے دیکھا کہ مت مسلمہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور مسلمانوں کا اتحاد پاش پاش ہو چکا ہے، تو اس نے مسلمانوں کی کمزوری کا فائدہ اٹھانا چاہا، انگریز، فرانسیسی، پرتگالی، یہ سب اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ صنعتی انقلاب کے بعد اسلامی ممالک میں داخل ہو ہی چکے تھے، اب آہستہ آہستہ انہوں نے اپنے قدم جمانے کے بعد ان اسلامی ملکوں پر قبضہ شروع کر دیا، پہلے حکومت میں دخیل ہوئے اور بعد میں موقعہ پا کر قابض ہو گئے، اس طرح بڑی تعداد میں اسلامی ممالک ان کے شکنجے میں آ گئے۔

اسلامی ممالک پر تسلط کے بعد سب سے پہلے انہوں نے مقبوضہ ممالک میں اسلامی قوانین کو ختم کر کے مغربی قوانین کو نافذ کر دیا اور اس کے بعد نصاب تعلیم کو سیکولر بنا دیا، جس سے مسلمانوں پر بڑے بدترین اثرات مرتب ہوئے، مسلمان جہاد سے دور ہو گئے، اسلامی غیرت وحمیت رخصت ہو گئی، نصاب تعلیم میں ''مادیت'' کو رائج کر دیا گیا اور دوسری جانب اپنے ایجنٹوں کو کھڑا کیا، کہیں قادیانی کو، کہیں باب اللہ کو، کہیں بہاؤاللہ کو۔ اور ان کا مکمل مالی وقانونی تعاون کیا، کہیں جمال الدین افغانی، محمد عبدہ رفاعہ، احمد امین، طٰہٰ حسین کو، کہیں سرسید، چراغ علی، غلام احمد پرویز، تمنا عمادی، عبداللہ چکڑالوی، عبداللہ جیسے راجپوری، محمد ابوریہ، عبدالرزاق وغیرہ کو کھڑا کیا اور ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، کسی نے الوہیت کا دعویٰ کیا، کسی نے معجزات کا انکار کیا، کسی نے غیبیات کا انکار کیا، کسی نے حجیت حدیث کا انکار کیا، کسی نے جمہوریت کو خلافت پر ترجیح دی، کسی نے سرمایہ داریت کو اسلامی معیشت پر ترجیح دی، کسی نے اشتراکیت کو عین اسلام قرار دیا، کسی نے نظریۂ ارتقا کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ یہ سب کچھ انیسویں صدی کے اواخر سے لے کر بیسویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ گو ہر چہار جانب سے اسلام پر زوردار حملے ہوئے، ایک طرف میدان سیاست میں خلافت کے مقابلہ میں جمہوریت سے، دوسری جانب اسلامی نظامِ معیشت کے مقابلہ میں سرمایہ داریت سے، تیسری جانب تعلیم کے میدان میں علم دنیا سے، چوتھی جانب عقائد اور مذہب کے باب میں توحید وشریعت کے مقابلے میں الحاد، سیکولر ازم، لادینیت، لبرل ازم، ہیومنزم، ملیٹرل ازم (ایمپیریل ازم)، فرائڈزم، ڈارون ازم ڈیمو کریسی وغیرہ سے حملے ہوئے۔ یہ سب درحقیقت ایمان ویقین میں تزلزل پیدا کرنے والے افکار ونظریات ہیں، قرآن وحدیث، فقہ، اصول، قواعد فقہ، تفسیر وغیرہ کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو اس جانب جانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، مگر ایک ماسٹر پلان کے ذریعہ تعلیم، تحقیق، ریسرچ، تہذیب وثقافت، کلچر کے نام پر اسے میڈیا کے ذریعہ خوب عام کیا گیا، یہاں تک کہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی مغربی افکار ونظریات کو مسلّم قرار دیا جانے لگا اور اسلامی عقائد کو مسلمان بھی شک کی نگاہ سے دیکھنے لگا، فقہ بھی اس کے نزدیک دریابرد کرنے کے قابل قرار پایا اور ہر میدان میں مغرب کی غلامی، فاسد افکار ریڈیو، ٹیلی ویژن، سینما، کالج اور اخبارات وجرائد کے ذریعہ عام کیے جانے لگے...... اس طرح ان افکار نے ایمان واسلام کو وائرس اور دیمک کی طرح عام مسلمانوں کے دلوں میں کھوکھلا کر دیا۔

قادیانی، بہائی، بابی، نیچری، قرآنی جیسے فرقے کھڑے ہوئے، ان کی کوشش فریضۂ جہاد کے انکار کی رہی...... یہ بات ان عام فرقوں میں قدرِ مشترک طور پر پائی جاتی ہے...... اس لیے کہ یہ سب ایک ہی گروہ کے پروردہ تھے اور عقائد میں شکوک وشبہات کے بعد اور غیبیات کے انکار کے بعد، اس کا انکار کوئی بڑی بات نہ رہی، اس کے بعد آج بھی گوہر شاہی، وحید الدین خان، جاوید غامدی وغیرہ ہمیشہ اسی کوشش میں سرگرداں ہیں کہ امت جہاد کے لیے کھڑی نہ ہونے پائے۔

مرحلہ ما بعد استعمار:

اب ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، یہ وہ دور ہے جس میں اگرچہ اسلامی ممالک آزاد ہوئے، ۶۰ سے متجاوز ہو چکے، مگر اب تک فکری غلامی سے آزادی حاصل نہیں ہوئی، کیوں کہ مغرب ان اسلامی ممالک میں ایسی حکومتیں قائم کرتا ہے جو پورے طور پر مغرب کی باج گزار ہوتی ہیں، مثلاً کمال (زوال) اتاترک، انور سادات، جمال عبدالناصر، اسد البشار، حسنی مبارک، بے نظیر بھٹو، حسینہ واجد، محمود عباس وغیرہ...... یہ سب مغرب کے تعلیم یافتہ ہیں...... یہ برائے نام مسلمان ہوئے ہیں...... حقیقت کے اعتبار سے، کمیونزم وغیرہ کے حامی اور پرزور مؤید ہوئے ہیں...... ان کو اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

کس طرح ایمان کو کمزور کیا گیا؟

مغرب نے اپنے دورِ اقتدار میں عالم اسلام کے چپہ چپہ پر اپنے طرز کے اسکول کا نظام عام کر دیا، جس میں سائنس کے نام پر غیر مصدقہ سائنسی نظریات کی تعلیم پرائمری سے لے کر گریجویشن تک دی گئی اور اب بھی دی جا رہی ہے، مثلاً ''نظریۂ ڈارون''، ''نظریۂ فرائیڈ'' وغیرہ...... ان نظریات کو تسلیم کرنے کے بعد مسلمان، مسلمان باقی نہیں رہتا، ایمان واسلام سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اسے اس کا احساس تک نہیں ہوتا، یہی ایمان کے لیے دیمک اور مہلک وائرس کے ہم معنی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

13 اپریل: صوبہ کاپیسا......ضلع تگاب......افغان فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ......4 فوجی ہلاک......3 زخمی

دجال کا فتنہ

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ

خدائے ذوالجلال نے دنیا کو وجود بخشا۔ پھر اس میں حیوان و بشر کو بسایا اور پھر بشر کو حیوان سے ممتاز کرنے کے لیے تہذیب اور علم کی دولت سے سرفراز کیا۔ دنیا کا اصول ہے کہ جس طرح کوئی انسان جب تک کسی استاذ سے کوئی کتاب نہ پڑھے کما حقہ اسے اس کتاب پر عبور حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح آسمانی کتاب بغیر نبی کے کوئی از خود نہیں سمجھ سکتا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بشر کی سہولت کے لیے دنیا میں جب بھی اپنی کوئی کتاب بھیجی تو اس کے استاذ یعنی پیغمبر کو سمجھانے کے لیے اس کتاب کے ساتھ ضرور بھیجا۔ چنانچہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ ان تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو اپنی اپنی کتابوں سے آگاہی دی اور آنے والے فتنوں سے بھی باخبر کیا...... ان میں سے ایک فتنہ دجال بھی ہے۔ چونکہ قرآن کریم کے آنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بطور آخری نبی مبعوث کرنے کے بعد گذشتہ تمام ادیان کو منسوخ کر کے انسانیت کو دین اسلام پر چلنے کی تلقین فرمائی گئی۔ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ بھی خدائے وحدہ کی ذات عالی نے اپنے اوپر لے لیا۔ گذشتہ تمام کتابوں میں کافی حد تک ردوبدل کی جا چکی ہے مگر قرآن کریم واحد کتاب ہے جو آسمان سے جس طرح نازل ہوئی۔ اسی طرح اپنی مکمل باقیات کے ساتھ آسمان پر دوبارہ جائے گی۔ قرآن کریم میں دجال کا مختصر سا تذکرہ کیا گیا مگر جس تفصیل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ تمام پیغمبروں اور ان کی تحریف کردہ کتابوں میں اس کا کوئی عشر عشیر نہیں ملتا۔ شاید اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام فتنوں خصوصاً دجال کے فتنہ سے آگاہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا کہ: دجال کا فتنہ آئے گا تو ایمان کو اتنا بڑا خطرہ لاحق ہوگا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ صرف وہی لوگ ایمان بچا سکیں گے جن پر اللہ کی رحمت ہوگی۔ اس وقت قیامت نزدیک ہوگی۔ جب آخری دور کی نشانیاں ظاہر ہوں تو اہل ایمان اللہ کی ڈوری کو مضبوطی سے تھام لیں۔ کیونکہ لغزش کرنے والے کو پتہ بھی نہیں چلے گا وہ سمجھے گا کہ میں اب بھی ایمان پر ہوں۔

ابلیس شیطان مردود نے دجال کو اپنا ساتھی بنایا تا کہ روز قیامت امت محمدیہ کو ناکام ثابت کر کے دکھائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

> ''دجال کے نکلنے سے پہلے پہلے حق اور باطل کے لشکر الگ الگ ہو جائیں گے۔ دنیا کی ہوس رکھنے والے دجال کو اپنا خدا تسلیم کر لیں گے۔ اور اسلام پر جان قربان کرنے والے امام مہدی کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے''۔

آج کے دور میں جان بوجھ کر ایسے ایسے فتنے پھیلائے جا رہے ہیں جن کے ذریعہ مسلمان الگ اور منافقین الگ نظر آئیں۔ حضرت عمر بن ہانی نے فرمایا کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کو بیان فرمایا اور تفصیل سے بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ احلاس کے فتنہ کو بیان کیا۔ کسی نے پوچھا: یہ احلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''یہ فتنہ گھر بار اور مال کے لٹ جانے کا ہوگا۔ پھر خوش حالی و آسودگی کا فتنہ ہوگا۔ اس کا دھواں ایسے شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مجھ میں سے ہے۔ حالانکہ وہ مجھ میں سے نہیں۔ بلاشبہ میرے اولیا تو متقی ہیں، پھر لوگ ایک نااہل شخص پر متفق ہو جائیں گے پھر تاریک فتنہ ہوگا۔ یہ فتنہ ایسا ہوگا کہ امت کا کوئی فرد نہ بچے گا جس کے تھپیڑے اس کو نہ لگیں۔ جب بھی کہا جائے گا یہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ اور لمبا ہو جائے گا۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ لوگ اسی حالت پر رہیں گے یہاں تک کہ دو خیموں میں بٹ جائیں گے۔ ایک ایمان والوں کا خیمہ جس میں نفاق بالکل نہ ہوگا اور دوسرا نفاق والوں کا خیمہ جس میں ایمان بالکل نہ ہوگا۔ تو جب تم لوگ اس طرح تقسیم ہو جاؤ تو بس دجال کا انتظار کرنا آج آئے یا کل آئے''۔

دجال کے خروج کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایخرج الدجال حتی یذھل الناس عن ذکرہ وحتی تترک الائمة علی المنابر۔

> ''دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک لوگ اس کے تذکرہ سے غافل نہ ہو جائیں یہاں تک کہ ائمہ بھی منبروں پر اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں۔

آج کسی بھی مسجد میں جا کر دیکھ لیجیے۔ عوام الناس کی باتیں سن کر اندازہ کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کس قدر سچائی کی مظہر اور ہمارے حالات پر کس قدر مصداق آتی ہے۔ آج منبروں پر سیاست کی باتیں تو چل رہی ہیں۔ مگر آنے والے یقینی فتنوں کا تذکرہ کسی مسجد میں نہیں ہو رہا ہے۔ ایک دوسرے کے مسلک کے خلاف تو بڑھ۔ چڑھ کر

14 اپریل: صوبہ لوگر...............ضلع چرخ...............امریکی اور افغان فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ...............10 افغان فوجی ہلاک...............3 زخمی

تقاریر کی جا رہی ہیں۔مگر موجودہ یا آنے والے فتنوں سے بچنے کی تلقین نہیں کی جا رہی ہے اور ان سے تحفظ کے طریقے نہیں بتائے جا رہے۔ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا ۔خدا کی تعریف وثنا بیان کی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔اور فرمایا:''اے لوگو: مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھ کو کھو بیٹھو''۔یہ بات تین بار فرمائی۔چنانچہ صعصعۃ ابن صوحان العبدیؒ کھڑے ہوئے اور پوچھا: دجال کب نکلے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''اے صعصہ!اللہ نے آپ کا مقام جان لیا اور آپ کی بات سن لی۔اس بارے میں مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔البتہ دجال کے خروج کی کچھ نشانیاں۔اسباب اور فتنے ہیں۔وہ ایک دوسرے کے نقش قدم پر چلیں گے ۔جس نے اس کو جھوٹا کہا وہ کامیاب ہوا۔اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ نامراد ہوا۔آگاہ رہو وہ کھاتا پیتا ہوگا، بازار جاتا ہوگا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بے نیاز ہے۔سو دجال کی سواری کی لمبائی پہلے ہاتھ سے لے کر چالیس ہاتھ تک ہوگی، اس کے نیچے چمک دار گدھا ہوگا، ہر کان کی لمبائی تیس گز ہوگی، اس کے ایک قدم سے دوسرے قدم کے مابین ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا فاصلہ ہوگا، اس کے لیے زمین لپیٹ دی جائے گی، وہ اپنے دائیں ہاتھ سے بادل کو پکڑ لے گا اور سورج سے پہلے آگے غروب ہونے کی جگہ تک پہنچ جائے گا، سمندر میں پنڈلیوں تک گھس جائے گا، اس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ ہوگا اور پیچھے سبز پہاڑ ہوگا، ایسی آواز لگائے گا جس کو مشرق اور مغرب میں سنا جائے گا۔کہے گا:''میرے دوستو!میرے پاس آؤ۔مجھ سے محبت کرنے والو!میرے پاس آؤ۔میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا پس برابر کیا اور جس نے اندازہ کیا۔پس ہدایت دی۔اور میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں''......

بے شک اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا۔وہ تمہارا رب نہیں ہے۔جان لو کہ اس کے اکثر ماننے والے یہودی اور زانیوں کی اولاد ہوں گے۔جب دجال کا فتنہ مکمل طور پر ظاہر ہو جائے گا۔تو اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارہ پر اتار دیں گے۔جس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے لشکر کو جمع فرمائیں گے اور دجال کے خاتمہ کے لیے نکلیں گے۔مسلمانوں میں سے بعض تو ایسے ہوں گے جو وہاں پہنچ کر دجال کے کئی گنا بڑے لشکر کو دیکھ کر ڈر جائیں گے اور بھاگ جائیں گے۔ان کے بارے میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ان کا ٹھکانہ جہنّم ہوگا۔اور بعض مسلمان دجال کے لشکر سے مل جائیں گے۔اور باقی بچے کھچے مسلمان مقابلہ کرکے دجال کو اس کے لشکر سمیت جہنّم واصل کر دیں گے''۔

اے اللہ ہمیں دجال کے فتنے سے بچائیے!جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیے!

بقیہ: فرانس سے بنگال.....شاتمین رسول کا تعاقب

سلمان بھائی کو سرزمین خراسان میں اُنہی قوتوں نے ڈرون میں شہید کیا، جنھوں نے فرانسیسی رسالے کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے پیرس میں لانگ مارچ کیا تاکہ دلوں کے نابینا اس جنگ کی حقیقت کو سمجھ جائیں کہ یہ جنگ وزیرستان تا چارلی ایبڈو ایک ہی جنگ ہے!خواہ یہ ڈرون سے لڑی جائے یا چارلی ایبڈو کے قلم سے!آئی ایم ایف اور عالمی بنک کی پالیسیوں کے ذریعے لڑی جائے یا اقوام متحدہ کے کفریہ چارٹر کو مسلم ممالک پر مسلط کرکے، کیری لوگر بل کے ذریعے لڑی جائے یا سرکاری مفتیوں کے سیاہی اگلتے قلم کے ذریعے، نریندر مودی کی خون ٹپکاتی زبان کے ذریعے لڑی جائے یا مسلمانوں کو زندہ جلا دیے جانے کے ذریعے سے، یہ ایک ہی جنگ ہے!!!جس کی ڈوریں پردے کے پیچھے بیٹھے عالمی جادوگر، عالمی ساہوکار، عالمی بنک کار یہودی ہلا رہے ہیں!

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو!آج پھر کفارِ عالم نے تمہارے نبی کی ناموس کو للکارا ہے!امریکہ اور یورپ میں بیٹھے یہودیوں نے جو تکلیف تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی ہے اور تمام اتحادیوں نے اکٹھے ہو کر اس رسالے کی حمایت میں مارچ کرکے یہ بتا دیا ہے کہ اس نظام کا ہر حکمران بالواسطہ یا بلاواسطہ اس میں شریک ہے!

اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دَم بھرنے والو!آج بھی اگر دل کے کانوں سے سنو تو اُحد سے آوازیں آ رہی ہیں:من رجل یشری لنا نفسہ کہ کون ہے جو ہماری ناموس کی خاطر اپنی جان کا سودا کر دے!تو کیا کوئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر خود کو قربان کر دے؟ کہاں ہیں امت کی وہ مائیں جو اپنے بیٹے کو اپنے نبی پر قربان ہونے کے لیے جہاد پر روانہ کریں؟ کہاں ہیں وہ بہنیں جو اپنے آقا کی عزت پر اپنے بھائیوں کو غیرت دلائیں؟ جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی خاطر فرانس اور امریکہ کے گستاخوں پر فدائی کے لیے خود کو پیش کریں!ان گستاخوں کو جہاں پائیں قتل کریں، خواہ کسی خنجر یا چھری ہی سے کیوں نہ ہو!اور قیامت کے دن اُن عاشقان رسول میں اپنا نام لکھوالیں جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جان قربان کرکے دنیا کو بتا گئے کہ

جب عشقِ نبی میں دیوانے ہر عہد میں قرباں ہوتے ہیں
کوثر سے ضیافت ہوتی ہے، فردوس میں مہماں ہوتے ہیں
احساس خوشی کے دھاروں کا، کیا کہیے عشق کے ماروں کا
کچھ اور لذائذ ملتے ہیں، جب خون میں غلطاں ہوتے ہیں
کچھ تیر جگر پہ لگتے ہیں، کچھ آگ سے چشمے بہتے ہیں
تب جا کے تقرب ملتا ہے، وہ ہم پہ مہرباں ہوتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

14 اپریل: صوبہ بامیان.........ضلع شبر.........مجاہدین کا افغان فوجی چوکی اور قافلے پر حملہ.........ایک فوجی ٹینک اور دو رینجر گاڑیاں تباہ.........10 فوجی ہلاک اور زخمی

جہاد کے لیے صدقہ کرنے کے فضائل

مولانا سید ولی شاہ بخاری

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک درہم ایک لاکھ درہم سے آگے نکل گیا!'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تعجب سے فرمایا: ''یارسول اللہ! یہ کیسے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص کے پاس دو ہی درہم تھے اور اس نے ان میں سے ایک صدقہ کر دیا، جب کہ ایک دوسرا شخص اپنے کُل مال کے ایک چھوٹے سے حصّے کی طرف بڑھا اور اس میں سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ کر دیے (چنانچہ پہلا شخص کم دینے کے باوجود آگے نکل گیا)۔ (نسائی: **کتاب الزکاة باب جهد المقل**)

مسند احمد اور ابوداوٗد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: **ای الصدقة افضل** ''سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **جهد المقل**...... ''وہ صدقہ جو کم مال والا تکلیف اٹھا کر دے''۔ (ابو **داؤد کتاب الزکاة، باب فی الرخصة فی ذلک**)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہار والی اونٹنی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: **هذه فی سبیل اللّٰه** ''یہ اللہ کی راہ میں (صدقہ) ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لک بها یوم القیامة سبع مائة ناقة کلها مخطومة** ''تیرے لیے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام کی تمام مہار والی ہوں گی''۔ (مسلم: **کتاب الامارة، باب فضل الصدقة فی سبیل الله وتضعیفها**)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من انفق زوجین فی سبیل اللّٰه دعاه خزنة الجنة، کل خزنة باب: ای فل هلم** ''جس شخص نے اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی دو چیزیں) خرچ کیں، اسے جنت کے دربان بلائیں گے، ہر دروازے کے دربان کہیں کہ کہ اے فلاں! ادھر آؤ''۔ (بخاری: **کتاب الجهاد والسیر، باب فضل النفقة فی سبیل اللّٰه**)

صحیح مسلم کی ایک حدیث کے آخری ٹکڑے میں ایک صحابیؓ اپنی اہلیہ کو ایک مجاہد کی ضروریات پر مال خرچ کرنے پر ابھارتے ہیں اور فرماتے ہیں...... **لاتحسبی عنه شیئا فواللّٰه لاتحسبی منه شیئا فیبارک لک فیه** ''اس (مجاہد) کو دینے سے کوئی مال بچا کر نہ رکھنا، اللہ کی قسم اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا تا کہ تمہارے اس مال میں برکت ڈال دی جائے''۔ (مسلم: **باب فضل اعانة الغازی فی سبیل اللّٰه بمرکوب**)

اسی طرح ابن ماجہ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس شخص نے اللہ کی راہ میں مال بھیجا اور خود گھر میں رُکا رہا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ اور جس شخص نے خود اللہ کی راہ میں جنگ کی اور اسی راہ میں مال بھی خرچ کیا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: **واللّٰه یضاعف لمن یشاء** ''اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے (اجر) دو چند کیے دیتا ہے''۔ (ابن ماجہ: ۹۲۲/۲، حدیث رقم: ۲۷۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **من جهز غازیا فی سبیل اللّٰه فقد غزا** ''جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا ساز و سامان پورا کر دیا تو گویا وہ خود لڑا''۔ (بخاری: **کتاب الجهاد والسیر، باب فضل من جهز غازیا أو خلفه بخیر**)

اس طرح ایک اور حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ **من جهز غازیا فی سبیل اللّٰه کان له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجر الغازی شیئا** ''جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا ساز و سامان پورا کر دیا اسے بھی لڑنے والے کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس لڑنے والے کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو''۔ (ابن ماجہ **کتاب الجهاد، باب من جهز غازیا**)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جنت کی بشارت سناتے ہیں جو مجاہد کو وسائلِ جہاد فراہم کرے: **ان اللّٰه عزوجل یدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة؛ صانعه الذی یحتسب فی صنعته الخیر، والذی یجهز به فی سبیل اللّٰه، والذی یرمی به فی سبیل اللّٰه** ''بے شک اللہ عزوجل ایک تیر سے تین بندوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ تیر بنانے والا جو اسے بنانے میں بھلائی کی نیت رکھتا ہو، اللہ کی راہ میں (کسی مجاہد کو) تیر فراہم کرنے والا، اور اللہ کی راہ میں وہ تیر چلانے والا''۔ (مسند احمد: **حدیث عقبه بن عامر الجهنی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم**)

حضرت ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں نے غزوہ تبوک کے موقع پر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کپڑا بچھا ہوا ہے جس پر کنگن، بازوبند، پازیب، بالیاں، انگوٹھیاں اور بہت سے زیورات

14 اپریل: صوبہ زابل............ضلع شہرصفا............افغان فوجی قافلے پر حملہ............ایک ٹینک تباہ............افغان فوجی کمانڈر فقیر محمد اپنے نائب اور 4 دیگر اہلکاروں سمیت ہلاک

رکھے ہوئے ہیں''۔(ابن عساکر: ج1لد الأول)

اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو کسی طرح بھی مجاہدین کی مدد نہیں کرتا۔ایسا شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سخت وعید کا نشانہ بنتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جس گھرانے کا کوئی فرد بھی قتال میں شرکت کے لیے نہ نکلے ،نہ ہی دھاگے یا سوئی یا اس کے برابر چاندی سے کسی مجاہد کی تیاری میں مدد کرے اور نہ کسی مجاہد(کی غیر موجودگی میں اس) کے گھر والوں کی اچھی خبر گیری کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے(دنیا ہی میں)اس پر سخت مصیبت مسلط فرمادیتے ہیں''(**المعجم الأوسط للطبرانی:باب من بقیة من أول اسمه میم من موسیٰ**)

اسی طرح وہ شخص جو خود صاحبِ مال نہ ہو،وہ بھی اہلِ ثروت حضرات سے مال جمع کرکے یا انہیں جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے پر ابھار کر یہ اجر وثواب سمیٹ سکتا ہے۔ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:**ان الدال علی الخیر کفاعله**''بے شک نیکی کی طرف رہ نمائی کرنے والا بھی خود نیکی کرنے والے کی طرح ہے''۔(**ترمذی: کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم،باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعله**)

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں اپنے جان و مال کے ساتھ شرکت کرنے اور صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ:ایمان کے ڈاکو

مغرب نے الحاد، بے دینی یا عیسائیت کو عالم اسلام میں فروغ دینے کے لیے رفاہی امداد کا سہارا لیا، مالی امداد وخرچ وغیرہ دے کر غریبوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی گئی اور کی جارہی ہے۔

ذہین اور مال دار مسلمان نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے مغرب کے کالجوں مثلاً آکسفورڈ،کیمبرج وغیرہ لے جانا اور پھر وہاں ان کی ذہن سازی کرنا اور انہیں عیش کا عادی بنا کر اپنا ہم نوا کرنے کے بعد اپنے ملک کی سربراہی پر بیٹھا دینا، پھر انہیں اپنا آلۂ کار بنا کر اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ان سے کام لینا۔

عالم اسلام کے نظام تعلیم پر خاص طور پر اور پورے عالم کے نظام تعلیم پر عام طور پر کڑی نگاہ رکھنا اور تعلیمی نصاب ایسا تجویز کرنا کہ طالب علم دین سے متنفر ہوجائے اور بے دینی کو ترجیح دے کر مذہب کی تاریخی توجیہ کرنا کہ پہلے مذہب نہیں، مذہب بعد کی پیداوار ہے، آخرت کوئی چیز نہیں، اصل دنیا ہے اور مذہب ایک نجی مسئلہ ہے، اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں، تعلیم کو خدمت کی بجائے کاروبار کے طور پر متعارف کروایا، کھیل کود تعلیم کا جزو لاینفک قرار دینا، وحی کا انکار اور عقل اور تجربہ کو حق وصداقت کے لیے معیار قرار دینا، دین کو دنیا کی ترقی کے لیے روڑا سمجھنا، اسلامی نظریات' کو مغربی نظریات کے تابع کرنا، آزادی کے نام پر دین میں نااہل ہونے کے باوجود دخل اندازی کرنا، علما اور دین پر عمل کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور یہ تصور کروانا کہ اسلام عصر حاضر کے مطابق نہیں، سود کو ترقی کے لیے لازم تصور کرنا، سنتوں کو قدیم عربی رسم ورواج کا نام دینا، اہل مغرب کو مہذب اور مسلمانوں کو غیر مہذب ثابت کرنا اور یہ باور کروانا کہ ترقی کا پورا مدار سائنس اور ٹیکنالوجی پر ہے......نماز کے لیے وقت نکالنا العیاذ باللہ تضیع اوقات کے مترادف ہے، زکوٰۃ اور ٹیکس کو ایک سمجھنا، قربانی، حج اور عمرہ میں خرچ کی جانے والی رقم کو بیکار سمجھنا، اس کے بجائے غریب، بیوہ کو رقم دینے کو صحیح سمجھنا، سیاست اور دین کو الگ الگ ثابت کرنا، پارلیمنٹ کو حلال وحرام کی اجازت دینا، الٰہی قانون کے بجائے وضعی اور خود ساختہ قانون کو ترجیح دینا، فیشن پرستی میں مبتلا کرنا، فوٹوگرافی کو معمولی تصور کروانا، ایسا لباس عام کرنا جس سے بدن کی ساخت ظاہر ہوجائے، عورت کو آزادی کے نام پر بے پردہ کرنا، کلچر کے نام پر مختلف ایام کو رواج دینا، جیسے ویلنٹائن ڈے، برتھ ڈے وغیرہ، میوزک کو راحت روح تصور کروانا...... یہ سب کچھ ہمارے معاشرے میں مابعد استعمار عام ہوا ہے، جس کو ہم روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، بلکہ مغرب اور حکومت کو خوش کرنے کے لیے، اب اگر کوئی ان مذکورہ امور کے خلاف لکھتا ہے تو جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو چھوڑیے، دنیا پرست علما بھی اس کو سیکولرازم کے خلاف تصور کرتے ہیں اور ہمارے مخلص علما بھی دبی دبی بات کرتے ہیں اور عین اسلام کے مطابق احکام کے بارے میں تاویلات شروع کردیتے ہیں۔یہ سب ایمان کو برباد کرنے کے راستے ہیں۔

میڈیا کے ذریعہ فحاشی، عریانی اور بے دینی کو عام کرنا، ایسی ایسی فلمیں بنانا جس میں دین داروں کا مزاق اڑایا گیا ہو اور دین کے پرخچے کردیے گئے ہوں، اسی میڈیا نے تخریب اخلاق و بے دینی کے عام کرنے میں سب سے بڑا رول ادا کیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تعلیم، تہذیب اور میڈیا گویا نام ہے اب دین کو برباد کرنے کا۔ اب بھی مسلمان بیدار ہوجائیں اور جان لیں کہ اصل آخرت ہے دنیا نہیں، اصل رضائے الٰہی ہے منصب نہیں، اصل دین ہے بے دینی نہیں...... ان تمام مذکورہ راستوں سے اجتناب ایمان کو بچانے کے لیے لازم ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں ایمان کے ساتھ موت عطا فرمائے اور ہمارا حشر، قیامت کے دن، ابرار، انبیاء اور صلحا کے ساتھ کرے۔آمین یارب العالمین!

☆☆☆☆☆

15 اپریل: صوبہ سرپل......صدر مقام سرپل شہر......افغان فوج کی چوکیوں پر مجاہدین کا حملہ......چوکیاں فتح......4 فوجی ہلاک، باقی فرار

(آخری قسط)

طاغوتی ایجنسیوں کے حربے اوران کا سدّ باب

استاذ عبدالحق

دوران تفتیش سوالات:

مقصد: مختصر معلومات تک فوری رسائی، دیر ہونے پر معلومات بے کار ثابت ہوسکتی ہیں۔

تفتیش کی تعریف: یہ ایک مہارت ہے جس کے لیے عموماً خصوصی تربیت بھی دی جاتی ہے۔اس طریقے کے ذریعے خفیہ معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔

قیدی کی خواہش: ایک مجاہد فی سبیل اللہ کو چاہیے کہ وہ صلیبی تفتیشیوں کو یہ یقین دہانی کرانے کی کوشش کرے گا کہ وہ ایک عام آدمی ہے جو اہم نوعیت کی حساس معلومات نہیں رکھتا نہ اس تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔

عام طور پر ایک مکار تفتیشی افسر کے خدوخال

- سب سے اہم چیز لمبا تجربہ ہے۔
- تفتیش کا رخ متعین کرتا ہے، قیدی کی عسکری حیثیت کا اندازہ لگا کر اس چیز کا فیصلہ کرتا ہے کہ اس سے کون سا راز اگلوانا ہے۔
- نفسیاتی حربوں کا استعمال ،موقع محل کے مطابق نفسیاتی چوٹ لگانے پر عبور حاصل کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔
- ہر کام کو ٹھہر ٹھہر کر اور انتظار کر کے کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ تشدد میں اپنے غصّے کو قابو رکھے۔
- صدمے والی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر جلد از جلد مفید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ بروقت ردِعمل ہو سکے۔

تفتیشی طریقے:۔

۱ قیدی کو گفتگو پر آمادہ کرنا

- قیدی سے غیر عسکری اور غیر اہم سوالات کرنا۔
- اسے احساس دلانا کہ اس کا واسطہ ایک بھولے اور کم چالاک تفتیشی آفیسر سے پڑا ہے، جسے وہ آسانی سے دھوکہ دے سکتا ہے۔
- قیدی سے متعلقہ سامان کے بارے میں پوچھنا، مثلاً ہتھیار، بٹوا، شناختی کارڈ، رومال، عینک وغیرہ۔

۲ قیدِ تنہائی کا استعمال

- سادہ تنہائی، اکیلے بند رکھنا
- تنہائی معہ مکمل خاموشی، تاریکی اور کمرے میں قیدی کی کسی بھی طرح کی دلچسپی کے سامان کی عدم دستیابی۔کمرے کی فضا اور دیواریں بوسیدہ رکھنا
- کمزور قیدی کو باقی لوگوں سے الگ کر کے اس سے اچھا برتاؤ کرنا

۳ قیدی کو بور کرنا

- دوران تفتیش گھنٹوں سوال نہ کرنا
- دوران تفتیش مسلسل کھڑا رکھنا (تھکانا)
- دوران تفتیش سوالات کو بار بار دہرانا اور جواب میں تضاد تلاش کرنا

۴ حسیات کو عارضی طور پر ختم کرنا

- آنکھوں پر پٹی باندھنا یا روشنی کی فراہمی یکسر ختم کر دینا
- کانوں کو بند کرنا
- پھیکا کھانا مہیا کرنا
- چھونے کی حس ختم کرنے کے لیے مسلسل باندھے رکھنا
- ناک بند کر دینا اور منہ سے سانس لینے پر مجبور کر دینا
- جگہ اور وقت (تاریخ، دن، صبح شام) کا تعیّن ناممکن بنانا۔یہاں تک کہ دینی تہواروں کا بھی پتہ نہ چل سکے

۵ سختی کے بعد خوش اخلاقی کا مظاہرہ

- ایک تفتیشی کا تشدد کرنا، پھر دوسرے کا اسے روکنا اور خوش اخلاقی اور ہمدردی کا اظہار کرنا۔کھانے پینے کی کوئی چیز دینا یا کسی اذیت مثلاً بیڑیوں وغیرہ سے رہائی دلوانا پھر راز بتانے پر اسے رہائی کی یقین دہانی کرانا وغیرہ

۶ تشدد کا طریقہ کار

- ہلکا تشدد جیسے کھانے پینے کی تنگی، غسل استنجے کی تنگی، سردی گرمی
- گالیاں، دھمکیاں، تھپڑ، لاتیں اور گھونسے مارنا
- ایسا تشدد جس سے زخم نہ آئے
- زیادہ تر تشدد لیکن ایک حد تک کیونکہ اس سے قیدی کا مارے جانے کا خوف، اس کا گنگ ہو جانے جیسے نقصانات کا احتمال رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بے پناہ تشدد سے درد کے احساس کے ختم ہونے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔مرنے کا خدشہ الگ ہے اور مار سے بچنے کے لیے قیدی کا ہر الزام قبول کرسکتا ہے

۷ ہتک آمیز رویہ

یہ بڑے کمانداروں کے لیے بہت موثر ہے جن کا عزت واحترام زیادہ ہو مثلاً

15 اپریل: صوبہ کاپیسا..................ضلع آلہ سائی..................بارودی سرنگ دھماکہ..................رینجر گاڑی تباہ..................6 اہل کار ہلاک

O جُزوی طور پر کپڑے اتروانا

O مکمل طور پر کپڑے اتروانا

O عام لوگوں کے سامنے ڈنڈے مارنے (سرعام تشدد)

تفتیش کے بعد قید خانے یا جیل خانے میں :۔ لمبے عرصے کے لیے ہیں تو باقی لوگوں کے ساتھ اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ خوراک کو بہتر بنائیں۔ کچھ سبزی اور پتے مقامی درختوں سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ پانی پئیں اور ورزش کریں۔ کام ڈھونڈیں مثلاً تلاوت، نماز، لکھنا، تاثرات، کہانی وغیرہ۔ نکما بیٹھنے سے انسان میں مایوسی پھیلتی ہے۔ کیمپ کی تفریحی سرگرمیوں میں حصّہ لیں۔ ایک کیمپ کا اخبار جو ہاتھ سے لکھا ہوا ہو' بھی دائرے میں لگایا جا سکتا ہے۔ اس طرح ڈاک کا نظام بھی بنایا جا سکتا ہے۔ جہاں جایا جاتا ہے مثلاً لیٹرین وغیرہ، ساتھیوں سے اشاروں سے پہلے سے طے کر کے گفتگو کی جا سکتی ہے۔ چھینکنا، کھانسنا، سیٹی بجانا، ناک صاف کرنا، گنگنانا وغیرہ کو مختلف اشارات کی صورت میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یونہی کندھے اچکانا، سر کے بالوں کو سیدھا کرنا، آنکھوں گھمانا، مختلف صورتوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دیوار سے پرے بات بھی کی جا سکتی ہے۔

فرار : اگر عمومی طور پر پکڑے جائیں تو پکڑے جانے کے فوراً بعد فرار کے مواقع سب سے زیادہ ہوتے ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا جائے تو زیادہ خصوصی اور ماہر لوگوں کی سپردگی اور معروف جگہ سے دور ہو جانے کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یعنی سمت کا تعیّن مشکل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر پکڑے جاتے وقت آپ کی صحت اور ہمت اور قید میں رہنے کے بعد صحت اور ہمت میں زمین آسمان کا فرق ہو سکتا ہے۔ پکڑے جانے کے فوراً بعد خصوصاً میدان جنگ میں قیدیوں کو تفتیش کے لیے فوراً پیچھے بھیجا جاتا ہے۔ اکثر صورت میں دشمن کے پاس کم گاڑیاں اور لوگ ہوتے ہیں۔ قیدیوں کو پیدل ۵۔۷ میل بھیجا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں موڑوں یا اترائیوں یا ہوائی حملے، بم باری یا خراب موسم مثلاً بارش آندھی کی صورت میں آسانی سے محافظوں کی نظر سے نکل کر بھاگا جا سکتا ہے۔ چونکہ محافظ آگے اور پیچھے تعینات ہوتے ہیں اپنی چلنے کی رفتار سست رکھیں اور آرام کے لیے کہیں زیادہ لوگ اگر کسی جگہ آرام کریں تو وہاں بھی موقع بن سکتا ہے۔ اگر ٹرک میں سفر ہو تو خصوصاً رات کے وقت رفتار سست ہو جانے پر چھلانگ لگائی جا سکتی ہے۔ مثلاً موڑوں پر، چڑھائی پر یا خراب روڈ پر اس طرح ہوائی حملے کی صورت میں موقع آ سکتا ہے۔ کوشش کریں کہ گاڑی کے ایندھن میں ریت یا چینی ڈال دی جائے جس سے وہ خراب ہو جاتی ہے۔

ریل گاڑی یا کنٹینروں میں :۔ جنگی قیدیوں کو اگر لمبے عرصے اور زیادہ تعداد میں رکھنا ہو تو انہیں ریل گاڑیوں کے ذریعے منتقل کیا جاتا ہے۔ سردیوں یا گرمیوں کے عروج میں ایسا سفر قاتلانہ ہو سکتا ہے اور اس میں ممکن ہے کہ بوریوں کی طرح ٹھونس دیا گیا ہو۔ ایسی صورت میں کڑی نگرانی نہیں ہوتی۔ گاڑیوں کے فرش چھت یا روشن دان یا کھڑکی توڑنے کی کوشش کریں۔ اگر یہ مسافر گاڑی ہے تو پھر دوسرے ڈبے کے ساتھیوں کو کہلوا کر وہاں دنگا فساد کرنے کی کوشش کریں تا کہ محافظ اس طرف متوجہ ہوں اور باقی لوگ فرار ہو سکیں۔

جیل خانہ: منظّم جیل خانوں یا قید خانوں سے رہا ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس میں نگرانی آپ کو قید کے اندر رکھنے کے بارے میں واضح اور سخت ہوتی ہے مثلاً برقی نگہداری، مشاہدہ کرنا، کتے، خاردار تاریں اور حرارتی خاکہ بنانے والے آلات تا کہ سرنگوں کی نشاندہی ہو سکے۔ جیل خانوں میں قیدیوں کی ایک خفیہ تحریک ''فرار کی شوریٰ'' ہو، یہ لوگ آلات جمع کریں، نقشے بنائیں، جعلی کاغذات تیار کریں، راستے تلاش کریں اور خود بھی آپ کے ساتھ عام چیزیں جمع کریں' میخیں، ہتھوڑی، پلاس وغیرہ۔ اجتماعی کوششوں کے ساتھ انفرادی کوشش بھی لوگ کریں اگر موقع لگے۔ اگر آپ جیل سے فرار ہو گئے تو آپ کو دوستوں تک پہنچنے کے لیے دو صورتوں میں سفر کرنا ہو گا۔ پہلی صورت خفیہ طور پر سفر کرنا، جس میں آپ کو تحفظ زندگی کی تربیت کام آئے گی اور آپ پورے اعتماد سے یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ دوسرے اگر عام طریقے سے سفر کے لیے جائیں تو اس کے لیے باہر نکلنے کے بعد کپڑے، کاغذ اور پیسے وغیرہ چاہئے ہوں گے اور تھوڑا بہت زبان کی مہارت، جعلی کاغذات بنانے کے لیے کاغذ، خصوصی سیاہی، پن اور مہریں وغیرہ ضرورت ہوں گی۔ اب چونکہ مقناطیسی شناخت (مثلاً نئے شناختی کارڈ) زیادہ عام ہو گئے ہیں تو جعلی کاغذات بنانا قدرے مشکل ہو جائے گا۔

اجتماعی طور پر اگر قیدی منظّم ہوں تو فرار کی شوریٰ باہمت ساتھیوں کو بہت مدد دے سکتی ہے۔ اگر آپ کی مدد سے کسی کو چھٹکارا میں مدد ملتی ہے تو لازمی کریں، چاہے قید میں آپ کو سزا بھگتنی پڑے۔ اگر آپ قید خانہ سے باہر مزدوروں کے ساتھ جاتے ہیں تو فرار کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔ جیل خانے کے باہر بڑا دروازہ جو عموماً گاڑیوں سے چھپا رہتا ہے، باہر نکلنے کی بہتر جگہ ہے۔ دھوکہ دہی' مزدور یا مالی کی صورت میں کی جا سکتی ہے۔ خاردار تاروں سے نکلنا پڑ سکتا ہے لیکن بارودی سرنگوں یا برقی نشاندہی سے محتاط رہیں۔ سرنگ باہر کی طرف کھودی جا سکتی ہے لیکن کھودنے سے زیادہ مشکل اس کا نکلتا ہوا ملبہ ہے جس کو چھپانا ضروری ہے۔ سرنگ ایک کمرے یا سیکشن سے دوسرے سیکشن یا خوراک کے ذخیرے تک اپنی جگہ میں کپڑے کے نیچے بنائیں تا کہ دیکھنے والے کو شک نہ ہو۔ مستقبل کی جنگوں میں قیدی بننا مشکل متبادل اختیار ہے، بجائے فرار کی کوشش کرنا بہتر متبادل اختیار ہے کیونکہ نت نئے اسلحہ کی وجہ سے ہتھیار ڈالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جنگی قیدی بننے کے فوراً بعد فرار جتنا جلد ہو سکے ہوا جائے کیونکہ جیسے جیسے وقت گزرتا ہے آپ کے آلات اور ہتھیار لے لیے جاتے ہیں اور مزید اجنبی زمین کی طرف سفر شروع ہو جاتا ہے۔ فرار کی تیاری ضروری ہے اور اس تیاری کے سامان کی فہرست کے مطابق جمع آپ کے پاس ہر وقت ہونے چاہیے۔ بغیر ہتھیار کے لڑائی میں مہارت ضروری ہے، جس میں جیت نفسیاتی مزاحمت کی ہوتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۵ پر)

15 اپریل: صوبہ کاپیسا...........ضلع تگاب...........مجاہدین کو حملہ...........افغان فوجی ٹینک تباہ...........5 فوجی اہل کار ہلاک

ابلیسی چالیں مات کھاتے ہوئے......اللہ کی تدبیر غالب ہوتے ہوئے!

حمزہ عبدالرحمٰن

پاکستانی فوج کی جانب سے ''شدت پسندی'' کے خلاف ''فیصلہ کن'' اور سب سے بڑی فوجی کاروائی کو شروع ہوئے پورا ایک سال مکمل ہو گیا ہے۔ دیکھا جائے تو طاغوتی نظام نے اپنی ساری قوت اس کارروائی میں جھونک دی ہے۔ سال بھر کے میڈیا کی شہ سرخیوں کا جائزہ لیں تو ہر روز سیاسی و عسکری سرپنچ ایک ہی راگ الاپتے نظر آتے ہیں کہ ہم ''ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے...... ہر جگہ ان کا پیچھا کریں گے...... ان کے سہولت کاروں کو بھی نہیں چھوڑیں گے......آپریشن کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے...... بہت کامیابیاں مل رہی ہیں......'' وغیرہ وغیرہ۔ آپریشن کے نتائج کو دیرپا بنانے اور ''شدت پسندی'' کو ختم کرنے کے لیے ''نیشنل ایکشن پلان'' تشکیل دیا گیا، جس کے تحت ہر شعبے میں نئی قانون سازی کی گئی ہے، پھانسیوں پر سے پابندیاں اٹھائی لی گئی ہیں اور دھڑا دھڑ پھانسیوں کا سلسلہ جاری ہے، ماورائے عدالت قتل اور جعلی مقابلوں میں مجاہدین کی شہادتوں کا سلسلہ بھی زوروں پر ہیں، چھ ماہ میں تیرہ ہزار سے زائد کاروائیوں میں پینتیس ہزار افراد گرفتار کیے گئے ہیں، ائمہ و علما کی پکڑ دھکڑ اس کے علاوہ ہے...... ہر طرح کے جہادی لٹریچر پر پابندی لگائی گئی ہے، چھاپنے اور پھیلانے والوں کے خلاف کارروائی جاری ہے، کروڑوں موبائل سموں کی بائیو میٹرک تصدیق کی گئی ہے، انٹرنیٹ کے بارے میں نئے قانون کی تجاویز زیرِ غور ہیں......اور اس طرح کے اقدامات کی ایک طویل فہرست......

حالات کے اس منظر نامے کے تناظر میں عقلی طور پر زمینی صورت حال کا نقشہ کیا ہونا چاہیے؟؟؟ یہی کہ معاشرے میں جہاد کا لفظ ناپید ہو جانا چاہیے، نظام کی بربریت کو دیکھ کر لوگ دُبک کر گھروں میں بیٹھ جائیں اور اپنی نجی مجلسوں میں بھی جہاد کا تذکرہ کرتے ہوئے خوف محسوس کریں، مجاہدین سے دور بھاگیں کہ کہیں ان کے ساتھ تعلّق کی وجہ سے دھر نہ لیے جائیں......لیکن یہ ایک دلچسپ تاریخی حقیقت ہے کہ ہر دور کے ظالم و جابر طواغیت نے حق کو دبانے کے لیے یہی ہتھکنڈے استعمال کیے اور یہی دھوکہ کھایا کہ اس طرح حق اور اہلِ حق کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جا بجا اس کی مثالیں بیان کیں کہ ہمیشہ ان کی چالیں ان کے اوپر ہی الٹ دی گئیں اور انہوں نے دین کو مٹانے کے لیے جو منصوبے تشکیل دیے اللہ پاک نے انہی کو دین کی دعوت پھیلانے کا ذریعہ بنا دیا۔ فرعون نے مصر کے ماہر ترین جادوگر اکٹھے کیے اور ان کے لیے اپنے قرب اور انعام و اکرام کا اعلان کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو شکست دے دیں گے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے وہ جادوگر ہی ایمان لے آئے اور ایسا ایمان لائے کہ فرعون کی سخت سے سخت سزا کی دھمکی بھی ان کو متزلزل نہ کر سکی۔ اسی طرح اصحاب الاخدود کے قصے میں بادشاہ نے حق کے داعی نوجوان کو جتنی عبرت ناک سزا دینے کی کوشش کی، اتنی حق کی دعوت پھیلتی گئی اور اس ایک نوجوان کی شہادت پوری قوم کے ایمان لانے کا ذریعہ بن گئی۔

کچھ یہی معاملہ ''شدت پسندی'' کے خلاف جنگ لڑنے والے منصوبہ سازوں کو درپیش ہے۔ سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان مجاہدین کے ایک مرکز میں بیٹھے ساٹھ سالہ ایک بزرگ نے ''نیشنل ایکشن پلان'' پر تبصرہ کرتے ہوئے بہت سادگی سے کہا:

> ''یہ تو وہی ابو جہل والا سلسلہ ہے جس طرح وہ حج کے موسم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے شور مچاتا پھرتا تھا کہ اس جادوگر کی بات مت سننا، جتنا وہ شور مچاتا اتنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کی توجہ اور اشتیاق بڑھتا جاتا''......

یہی کچھ ان کے ساتھ ہو رہا ہے۔ طواغیت کے یہ حربے اور ہتھکنڈے باذن اللہ خود ہی معاشرے کے مخلص اور سلیم الفطرت افراد کو جہاد کی دعوت کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ زمینی حقائق اور جہاد کے محاذوں کی تازہ ترین صورت حال اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس ضمن میں چند خبریں قارئین کے گوش گزار کرنا مقصود ہیں۔ یہ خبریں آئی ایس پی آر کے اس پریس ریلیز کی طرح نہیں ہیں جو ہر روز راولپنڈی سے جاری کر دیا جاتا ہے اور ''آزاد، خود مختار میڈیا'' سر جھکائے اسے بغیر کسی تحقیق و تصدیق کے نشر کر دیتا ہے، میڈیا کو نہ ہی ان خبروں کی تصدیق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور نہ سرکار کی طرف سے کسی کو اس علاقے میں جا کر حقیقت جاننے کی اجازت ہے۔ جب کہ مجاہدین کے مراکز اور محاذوں کی خبریں عینی شہادتوں اور مستند روایتوں پر مبنی ہیں اور ہر مخلص مسلمان کے لیے دعوتِ عام ہے کہ خود چل کر اللہ پاک کی نصرت کے ان مناظر کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے، اپنے ایمان کی آبیاری بھی کرے اور امت کو بھی خوش خبریاں سنائے۔

جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر جس کے عین قیام کے موقع پر اس آپریشن کا آغاز ہوا، اللہ پاک نے اس آزمائش کو جماعت کی تنظیم اور صف بندی کا ذریعہ بنا دیا۔ سنتِ الٰہی کے عین مطابق پچھلے سال میں لگنے والی بے پناہ قربانی جہادِ پاکستان کے ایک نئے مرحلے کا نقطہ آغاز بن گئی ہے۔ جماعت کے تمام شعبے الحمدللہ منظّم ہو چکے ہیں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے علاقے کے بدلے ایک طویل پٹی میں مجاہدین کو ٹھکانے عطا

16 اپریل: صوبہ جوزجان......ضلع آقچہ......مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ 2 فوجی ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ......19 فوجی ہلاک، متعدد زخمی

کر دیے ہیں۔جس کی بدولت تربیت کے مواقع اور ماحول بھی پہلے سے کہیں بہتر اور پختہ ہے اور حفاظت بھی بہت بہتر ہے۔امارتِ اسلامی کی قیادت میں جماعت کے مجاہدین کو جتنا زیادہ جنگی تجربات حاصل کرنے کا موقع اس سال مل رہا ہے پہلے شاید کبھی نہیں مل سکا۔

اسی طرح جیسے ہم نے اوپر بیان کیا،مجاہدین کی رسد اور کمک کاٹنے کے لیے جتنے زیادہ جتن اس سال دشمن نے کیے ہیں اس کے برعکس اس موسم بہار کی ''عزم'' کارروائیوں کا حجم پچھلے چودہ سالوں میں سب سے زیادہ ہے۔امارتِ اسلامی افغانستان اس دفعہ علاقے آزاد کی منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ہر روز پیش قدمیوں اور فتوحات کی خبریں آرہی ہیں۔جنوبی محاذ پر ہلمند،فراہ اور نیمروز میں شدید جنگ جاری ہے۔کئی علاقوں میں افغان ملی فوج اپنے کیمپوں میں محصور ہے اور کئی علاقے مکمل طور پر امارت کی عمل داری میں آچکے ہیں۔فراہ میں،بکواہ کی پوری ولسوالی امارتِ اسلامی نے آزاد کروالی ہے۔کئی کئی سو مجاہدین کی تشکیلات حملوں کے لیے روانہ ہورہی ہیں۔شوراآوک کے محاذ پر بھی مجاہدین نے ملی فوج کی مرکزی قرارگاہ کا محاصرہ کررکھا ہے اور اردگرد کے علاقوں میں پیش قدمی جاری ہے۔شمالی محاذ کی صورت حال اس سے بھی زیادہ ایمان افروز ہے۔قندوز میں مجاہدین دودو،تین تین ہزار کی تعداد میں دشمن پر حملے کررہے ہیں۔غزنی اور قندھار کا نقشہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔چھاپہ مار کارروائیوں کے علاوہ اس دفعہ گشت کی تشکیلات بھی ہیں جن میں شامل مجاہدین امارت کے زیر کنٹرول علاقوں کی نگرانی کرتے ہیں۔

سب سے زیادہ حیران کن اور ششدر کرنے والی خبر یہ ہے کہ پاکستان و افغانستان کی حکومتوں کے بھرپور باہمی تعاون،معاہدوں اور قراردادوں کے باوجود تازہ دم نوجوانوں کی بڑی تعداد مراکز میں پہنچ رہی ہے اور کتنے لوگ راستوں میں ترتیب بننے کے انتظار میں ہیں۔مجاہدین کے مراکز میں بہار کا سماں ہے،دشمن مجاہدین کے دعوتی نظام کو مکمل ختم کرنے کے دعوے کررہا ہے اور معاشرے کے ہر طبقے کے نوجوان خوف و ہراس کی بجائے جذبے اور شوق کے ساتھ محاذوں پر جانے کے لیے تیار ہورہے ہیں۔طاغوتی نظام کے جبر کی وجہ سے معاشرے میں نئے دعوتی حلقوں اور رابطوں میں اضافہ اس کے علاوہ ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ آزمائشوں کے اس سخت اور طویل سلسلے کی بدولت اللہ سبحانہ تعالیٰ نے پورے خطے میں مجاہدین کے مابین اتحاد و ہم آہنگی کو فروغ عطا کیا ہے اور یکسوئی سے نوازا ہے۔بلاشبہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد و نصرت پر قادر ہے:

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ Oوَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِOإِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ Oوَمَا هُوَ بِالْهَزْلِOإِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًاOوَأَكِيدُ كَيْدًاOفَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا(الطارق: ۱۱۔۱۷)

''بارش والے آسمان کی قسم۔اور پھٹنے والی زمین کی قسم۔بے شک یہ قرآن دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔یہ ہنسی کی اور بے فائدہ بات نہیں ہے۔بے شک وہ کافر اپنی چال چل رہے ہیں اور میں اپنی چال چل رہا ہوں۔تو کافروں کو تھوڑی مہلت دے اور انہیں کچھ دن چھوڑ دے۔''

☆☆☆☆☆

بقیہ: طاغوتی ایجنسیوں کے حربے اوران کا سدباب

فرار تھوڑے عرصے کی محنت ہوسکتی ہے یا لمبے عرصے کی۔اس کا انحصار آپ کی دوستوں سے فاصلے میں کمی بنتی ہے۔ہوسکتا ہے دوری کی صورت میں فرار کے وقت کپڑا،آلات آپ کو مقامی لگنے میں مدد دیں لیکن اگر آپ کا چہرہ بہت مختلف ہے تو ایسے میں یہ سب کچھ مشکل ہوسکتا ہے۔تھوڑے فاصلے یا عرصے کا فرار چار کے گروہ کی صورت میں ہونا بہتر ہے۔موسم کے لحاظ سے سب سے مشکل وقت دسمبر،جنوری اور فروری ہے کیونکہ سردی سخت ہونے کے ساتھ ساتھ قدرتی خوراک کمیاب ہوتی ہے، چھپ کر کسانوں کے گھروں اور کھیتوں سے خوراک حاصل کی جاسکتی ہے۔ان سے سامنا سخت مشکل میں ڈال سکتا ہے۔مرغی کے ڈربوں سے انڈے اور گائے بھینسوں کے ڈیروں سے دودھ حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن انڈے ایک ساتھ بہت سارے غائب نہ کریں۔یہ جانور بعض اوقات شور بھی مچاسکتے ہیں اور بعض اوقات ان کی حفاظت کے لیے کتے بھی خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں۔اگر آپ کسی بھیڑ،بکری کو ذبح کرتے ہیں تو اس کا خون پانی کی ندی میں بہائیں یا گڑھے میں دبائیں اور ہڈیاں یا کھال ہر چیز مکمل طور پر چھپائیں۔کیونکہ کسان اس طرح کی زیادتی پر سخت غمگین ہوتے ہیں اور دشمنوں کو آپ کی راہ پر ڈال سکتے ہیں،البتہ مہاجرین کے کیمپوں،خیموں سے اس طرح کی چیزیں بآسانی مل سکتی ہیں۔سفر کے لیے بہترین وقت رات کا ہوتا ہے۔ملاحت کمپاس،قطب نما یا ستاروں کی مدد سے کی جاسکتی ہے۔باقی رہیں اپنی جیب سے،لڑیں اپنی پیٹی سے اور جئیں اپنی پوچ سے۔

رات کے وقت زیادہ ٹھنڈ ہوتی ہے دن کے وقت رہنے کے لیے گرم جگہ دیکھیں لیکن درختوں کے جھنڈ یا کھیتوں کے باڑے خطرناک ہوسکتے ہیں۔البتہ اکا دکا پہاڑیاں زیادہ بہتر ثابت ہوتی ہیں۔ایسی جگہ تلاش کریں جو خشک ہو اور آنے جانے والے پر نظر بھی رکھی جاسکے۔اکثر تلاش کرنیوالی پارٹی کتوں کو ساتھ لے کر چلتی ہے یا ہیلی کاپٹروں کی مدد سے نگرانی کی جاتی ہے۔آپ کو زمینی اور ہوائی دونوں نظروں سے نمو یہ کرنا ہوگا۔سب سے اہم چیز فرار میں آپ کی شخصیت اور نفسیات ہوتی ہے۔آپ کو ٹھنڈے دماغ،روشن ضمیری،عملی مزاج،حقیقت پسند،فیصلہ کن اور حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے والا ہونا چاہیے،جو تنہائی سے نہ ڈرے اور چیزیں اختراع کرسکے،دوسروں کے ردعمل کی پیش بینی اور پیش گوئی کرسکے،ہر وہ چیزیں جمع کرے جو بعد میں کام آسکتی ہو۔

☆☆☆☆☆

17اپریل:صوبہ ننگرہار............ضلع لعل پور............مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ............2فوجی ٹینک تباہ............3اہل کار ہلاک............4زخمی

''نیا'' پاک افغان جنگی ''اتحاد''

محمد لوط خراسانی

ویسے تو ہم اُس عہد سے گزر رہے ہیں جس میں الفاظ حروف کا خوب صورت مجموعہ تو ہیں مگر طاقت کے محوروں میں اِن کے اندر سے اِن کے حقیقی معانی مفقود ہو چکے ہیں۔ ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ کے تناظر میں پاکستان اور افغانستان کے بیچ ہونے والی حالیہ پیش رفت جس میں پاکستانی اور افغانی خفیہ اداروں کے درمیان اشتراکِ عمل بڑھانے اور پائے دار بنانے کا ایک منظّم لائحۂ عمل طے کیا گیا ہے' کو بھی اسی طرح سے دیکھنا چاہیے۔

جو لوگ عالمی سیاست کی کچھ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں وہ یقیناً اس حقیقت کو جانتے ہوں گے کہ یہ پاک افغان معاہدہ دو آزاد اور خود مختار ملکوں کا خطے کے مسائل کا ادراک کرتے ہوئے اپنے سٹریٹجک معاملات کے مطابق کیا جانے والا کوئی عمل نہیں ہے۔ یہ معاہدہ حقیقت میں اس عالمی گاؤں (Global Village) کے چودھری (امریکہ) کی دو کَمی کمین حکومتوں کا چودھری کی ڈکٹیشن پر کیا گیا عمل ہے۔

فوج کے ترجمان جنرل عاصم سلیم باجوہ نے اس معاہدے سے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ٹوٹر پر پیغام جاری کرتے ہوئے کہا ہے؛

> ''پاکستان کے خفیہ ادارے (آئی ایس آئی) اور افغان انٹیلی جنس ادارے (این ڈی ایس) کے درمیان ایم او یو پر دستخط کر دیے گئے ہیں۔ معاہدے کے تحت دونوں ادارے خفیہ معلومات کا تبادلہ کریں گے اور مشترکہ دشمن کی نشان دہی کی جائے گی اور افغانستان کے دشمن کو پاکستان کا دشمن سمجھا جائے گا۔''

فوجی سربراہ راحیل شریف نے اپنے روایتی تکبر کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

> ''افغانستان کے دشمن کے ساتھ پاکستان کے دشمن کی طرح نبیٹیں گے۔''

افغانستان کا موجودہ بھان متی کا کنبہ (حکومت) اس مسئلے پر اپنی سابقہ نسبتوں کی وجہ سے خود منقسم ہے' گو امریکہ اب افغانستان کے سیاسی حالات پر مکمل طور پر حاوی ہے لیکن شمالی اتحاد اور اس طرح سے جہاں جہاں بھی روس کی پرانی سرمایہ کاری موجود ہے وہ ابھی بھی کبھی کبھار سر اٹھاتی رہتی ہے۔ صدر اشرف غنی نے تو معاہدہ کر لیا ہے مگر چیف ایگزیکٹو عبد اللہ عبد اللہ اس معاملے پر نالاں ہے کہ وہ ان پاکستانی مجاہدین کے خاتمے کا تو خواہش مند ہے جو افغانستان میں امارت اسلامیہ کے مددگار ہیں مگر اس کوشش میں وہ افغانستان کے اندر پاکستان کے کردار میں اضافے کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روس اور بھارت اپنی تزویراتی گہرائی کھو بیٹھیں گے۔

ملکوں اور قوموں کی خود مختاری ماپنا ہو تو اس کے لیے ان کے فیصلوں کو ان کی سالمیت کے تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ بلوچستان میں جس طرح سے بھارت پاکستان کے معاملات میں نہ صرف دخیل ہے بلکہ اس کی سالمیت کے سنگین ترین خطرہ بھی ہے اس کو دیکھتے ہوئے ایسی افغان حکومت کے ساتھ اشتراکِ عمل کا معاہدہ بڑھانا جتنا خطرناک ہے وہ سمجھنا بالکل بھی مشکل نہیں کہ بلوچستان میں افغانستان کے ذریعے ہی بھارت معاملات چلا رہا ہے۔

معاہدے کی حقیقت؛ اسلام سے بغض:

اس معاہدے کو اگر اس زاویے سے دیکھا جائے کہ کیا یہ اشتراکِ عمل پہلی بار ہونے جا رہا ہے تو یہ بالکل نادانی ہی کہلائے گا۔ خطے کی پرانی سیاست کے حوالے سے پاکستانی اور افغانی حکومتوں میں مجاہدین کے خلاف لڑتے ہوئے پہلے بھی کچھ کھچاؤ تو موجود رہا ہے کہ پاکستان کا جھکاؤ امریکہ کی جانب ہے اور خطے میں اس کا حمایتی چین ہے جو بھارت کے لیے روایتی دشمن کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب کہ دوسری طرف افغانستان میں بھارت دخیل ہے اور شمالی اتحاد جیسے حقے روس کی جانب جھکاؤ رکھتے ہیں اور بھارت اور روس بھی آپس میں گہرے اتحادی ہیں۔ امریکہ بھارت کے روس کی طرف رجحان کے باوجود اس لیے ساتھ ہے کہ وہ چین سے مخاصمت رکھتا ہے جو امریکہ اور چین کی باہمی آویزش کے ضمن میں امریکہ کے لیے بہت فائدے مند ہے۔

اِس سارے منظر نامے کو اگر بغور دیکھا جائے تو اس معاہدے کے ''نئے پن'' میں اصلاً ان کفریہ طاقتوں کا اسلام مخالف بغض پر کیا گیا سمجھوتہ ہے جو نظر آنے والی واضح ترین چیز ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے حقیقی کوشش کرنے والے یعنی مجاہدین کا رستہ روکنے کے لیے کفر والے اور ان کے حمایتی اور صف اول کے پالتو قاتل (فرنٹ لائن اتحادی) اپنی ہر ذاتی دشمنی کو بھلا سکتے ہیں۔

اس خطے کی گزشتہ تین دہائیوں کی سیاست نے اسلام کی مخالفت میں اپنا ہر چولا اتار پھینکا ہے اور اس معاملے میں وہ اپنے تمام مسائل کو پس پشت ڈال سکتے ہیں۔ پاکستان اور چین کے درمیان کچھ عرصہ قبل ہونے والا جہادی جماعت ''ایسٹ ترکستان موومنٹ'' کے خلاف ہونے والا معاہدہ بھی اسی پیش رفت کا ایک مرحلہ تھا۔

اپنے عمومی منظر میں امریکہ اور چین ایک دوسرے کے انتہائی دشمن ہیں مگر

18 اپریل: صوبہ لغمان..............ضلع دولت شاہ..............مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ..............ایک افغان فوجی ہلاک..............دوسرا زخمی

مجاہدین کی دشمنی میں چینی مجاہدین کے اوپر امریکہ ڈرون حملے کرتا ہے۔

معاہدے کا زمینی اثر:

راحیل شریف اور عاصم باجوہ کے بیانات میں موجود بغض ونفرت جن میں کچھ بھی چھپا ہوا نہیں بلکہ سب کچھ واضح اور ظاہر ہے پر کوئی زمینی خاطر خواہ اثر تو ان شاء اللہ مرتب نہیں ہوگا کہ وہ کریم ذات جو قادر علی کل شئی بھی ہے اور جبار وقہار بھی' وہ بہر حال مسلمانوں کی جانب ہے اور ان سب کا وہی حال ہے جو میدان بدر میں تھا کہ ''لا مولیٰ لھم'' ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اس معاہدے سے پہلے بھی کئی ایسے آپریشن مجاہدین کے خلاف امریکہ نے کیے ہیں جن میں اس نے فضا سے ڈرون کے ذریعے نگرانی کی ہے اور نیچے سے اپنی اپنی جگہوں پر پاکستانی اور افغانی فوجیوں نے کرائے کے قاتلوں کا کردار ادا کرتے ہوئے محاصرہ کیا ہے۔ میڈیا کی سطح پر دونوں ملک ایک دوسرے کے خلاف ایسے الزامات بڑی شدومد کے ساتھ کرتے آئے ہیں کہ دوسرے ملک نے اس کے خلاف دراندازی کو پروان چڑھایا ہے اور وہ مدد کرتا ہے مگر مجاہدین کے خلاف جب بھی جہاں بھی جس کو موقع ملا ہے تو اس نے نقصان پہنچانے میں توقف نہیں کیا ہے۔

جس طرح سے پہلے بات ہوئی کہ اس معاہدے میں جوہری اعتبار سے کوئی نیا پن نہیں ہے تو اب صرف یہ ہوگا کہ کچھ عرصے کے لیے مجاہدین کی مشکلات میں چند فی صد اضافہ ہوجائے گا کہ جو کام پاکستانی اور افغانی فوجی اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے پہلے پردے میں چھپ کر کرتے تھے اب امریکی ڈانٹ کی شدت کی وجہ سے کھلے عام کریں گے۔

پاکستانی فوج کے لیے آخری گڑھا:

پاکستانی فوج کی حیثیت امریکی پالتو کی ہے۔ اس سے پہلے پاکستانی فوج کا خفیہ ادارہ آئی ایس آئی یہاں کے مذہبی حلقوں میں یہ تاثر بنائے ہوئے تھا کہ وہ افغانستان میں افغان طالبان کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہاں پر اکسی وار لڑ رہا ہے۔ اب امریکہ نے اس کے ساتھ یہ چال چلی ہے کہ پاکستانی فوج کو پاکستانی مذہبی حلقوں میں اوڑھے ہوئے افغان طالبان کی حمایت کے لبادے کو اتارنا پڑ گیا ہے۔ پاکستانی مذہبی حلقوں کے ذریعے آئی ایس آئی وقتاً فوقتاً افغان طالبان کے سامنے یہ جھوٹا تاثر بنانے کی ناکام کوشش کرتی تھی کہ جنگ کی ابتدا میں ہم سے چند غلطیاں ہوئیں مگر اب ہم اصل میں آپ کے ساتھ ہیں مگر اب امریکہ اس کو اس مقام پر کھینچ لایا ہے جہاں یہ جنگ اب اس فوج کے لیے وہی ہڈی بن جائے گی جسے نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے۔

چنانچہ افغانستان سے اپنی مکمل پسپائی سے پہلے امریکہ' پاکستانی فوج کو اس جنگ کی دلدل میں پھنسائے رکھنے کا مکمل انتظام کر گیا ہے۔ اب اس فوج کے لیے مجبوری ہوگی کہ کسی نہ کسی پلیٹ فارم کے اوپر وہ افغان طالبان کے خلاف اپنی کارروائیوں کا اعتراف بھی کرے۔ یہی وہ وقت ہوگا جب پاکستانی فوج کے خلاف سادہ لوح مذہبی حلقوں میں پایا جانے والا طالبان کی حمایت کا تاثر زائل ہوگا ان شاء اللہ۔ لہٰذا گناہ کا یہ اعتراف (یعنی معاہدہ) پاکستانی فوج کے لیے تباہی کا آخری گڑھا ثابت ہوگا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: خیر کے مراکز، حکومتی نشانوں پر کیوں؟

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ان دونوں تعلیمی نظاموں کا ایک دوسرے کے ساتھ موازنہ کرنے پر واضح ہوجاتا ہے کہ ایک طرف سرکاری وغیر سرکاری مغربی تعلیمی نظام ہے جو حکومتی اور مغربی سرپرستی کے باوجود اخلاق سے عاری مادہ پرست انسان ہی تیار کر رہا ہے جب کہ دوسری طرف مدارس کا نظام ہے جو بغیر کسی حکومتی مدد کے اعلیٰ اقدار کے حامل افراد پیدا کر رہا ہے تو پھر دشمنی مدارس اور ان سے جڑے علمائے کرام سے ہی کیوں...... مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس موضوع پر اپنی کتاب ''علمی خطبات'' میں لکھتے ہیں:

> ''شیطان کا پہلا حملہ جب کسی انسان پر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی عام آدمی کو علما سے بدظن کر کے کاٹ دیتا ہے جب ایک عام ان پڑھ یا کم پڑھا لکھا آدمی علما سے کٹ گیا تو پھر اس شخص کا روحانی پہرہ ختم ہوجاتا ہے اور اسکا علم وعمل اعتقادات ونظریات غیر محفوظ ہوجاتے ہیں پھر شیطان اس پر سوار ہوجاتا ہے اور جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے چنانچہ جتنے بھی باطل فرقے ہیں خواہ پرویزی فتنہ ہو قادیانی ہو یا رافضی فتنہ ہو یا الحاد وزندقہ اور عیسائیت وسبائیت اور آغا خانیت ہر جگہ یہی ہوا کہ ابلیس نے پہلے لوگوں کو علما سے بدظن کیا پھر ان پر سوار ہوگیا لہٰذا میں آپ کو عرض کر کے کہتا ہوں کہ علمائے حق کو کبریت احمر (سرخ سونا) سمجھ کر ان سے رابطہ رکھیں ان سے محبت رکھیں اور ان کی مجالس کو غنیمت جانیں''۔

آج اگر ہم اس طبقہ پر ایک دفعہ نظر ڈالیں جو مدارس کے نظام خلاف محاذ بنائے کھڑا ہے تو وہ وہی فرقے اور گروہ ہیں جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے...... ایک روایت میں ہے کہ یا عالم بنو یا متعلم یا ان سے محبت کرنے والے بنو چوتھا نہ بنو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے...... اللہ تعالیٰ ان خیر کے مراکز کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو ان مراکز سے کسی نہ کسی طرح جڑا رہنے کی توفیق عطا فرمائے...... آمین!

☆☆☆☆☆

18 اپریل: صوبہ کنڑ......... ضلع سرکانو......... مجاہدین کے خلاف افغان فوج کے آپریشن پر مجاہدین کے جوابی حملے......... 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ......... 8 افغان فوجی ہلاک

خیر کے مراکز، حکومتی نشانوں پر کیوں؟

حذیفہ خالد

مدارس کے خلاف طوفان بدتمیزی تو اکثر چلا کرتا تھا لیکن نوبت قانون سازی اور بندش تک آن پہنچے گی اس کا ادراک شاید کسی کو نہ تھا کہ کلمے کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک میں سب کچھ ہی قانونی ہوگا شراب، سود سے لے کر مساج سنٹر اور جسم فروشی کے اڈے لیکن اگر قانون کی زد میں آئیں گے تو شر سے بھری دنیا میں خیر پھیلانے کے مراکز یعنی مدرسے! مدارس کا لادین اور مغربی طاقتوں کا ہدف بننا کوئی نئی بات نہیں، یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس پر بعد میں بات کرتے ہیں، پہلے مناسب ہوگا کہ مدارس کی تاریخ پر بات کر لی جائے......

اسلام کا پہلا مدرسہ مکہ معظّمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے گھر پر قائم کیا جس کو دارارقم کے نام سے جانا جاتا ہے یہاں آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے......چونکہ اس وقت اسلام کا اظہار مشکل تھا لہٰذا ابتدا میں یہ مدرسہ خفیہ انداز میں چلایا گیا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو مسجد قباء کے نام سے مشہور ہوئی......اس کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ایک مدرسہ قائم کیا جو مسجد کے پچھلے حصّے میں تھا اور صفہ کے نام سے مشہور ہوا......یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد ۸۰ سے ۴۰۰ تک رہی......بوقت ضرورت یہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جہاد کے لیے تشکیلات بھی کی جاتیں......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سرزمین شام کو فتح کیا تو وہاں بھی مسجدیں اور مدارس قائم کیے......دمشق میں سب سے بڑا مدرسہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا تھا...... اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگی مہمات میں حصّہ لینے کے لیے شام سے ہوتے ہوئے آگے آجاتے اور اس طرح یہاں مدارس سے بھی فیض حاصل کرتے......فارس کی فتح کے بعد کوفہ میں ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا گیا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام پر تھا......مصر کی فتح کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وہاں مدارس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا...... جامعہ ازہر شریف بھی اسی سلسلے کا حصّہ ہے......

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ جو غزنی کے رہنے والے تھے انہوں نے بھی نہ صرف غزنی بلکہ ہندوستان پر فوج کشی کے بعد پورے ہندوستان میں لاتعداد مدارس قائم کیے...... یہ مدارس تو ہمیشہ سے ہی علوم وفنون کی ترویج میں بنیادی کردار ادا کرتے رہے لیکن ہندوستان میں انگریز کی آمد کے ساتھ ہی ان کو نشانہ بنانے کا سلسلہ شروع ہو گیا......آج جو طبقہ مدارس کے خلاف زہر اگلنے میں پیش پیش ہے وہ انہی انگریزوں کا جانشین ہی ہے جو اس وقت مدارس کے علما کو آزادی کی شمع روشن کرنے کے جرم میں پھانسیوں پر لٹکاتے رہے......

مدارس اور علما کے خلاف بغض ونفرت اس طبقے کو ورثہ میں ملنا کوئی حیران کن بات نہیں! مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے لے کر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اور شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تک سب ہی حضرات علمی وعملی میدان میں انگریز کے افکار ونظریات سے مظلوم امت کو بچانے کے لیے سینہ سپر رہے...... دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے یہ تاریخی الفاظ آج بھی مغربی افکار کے دلدادہ دیسی انگریزوں کو تیر کی مانند چبھتے ہوں گے......ایک موقع پر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ''میری خواہش ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا ہر تعلیم یافتہ شخص انگریز کے محل میں شگاف کردے اور اس مدرسے کا ہر فیض یافتہ سامراج کے لیے زہر قاتل بنے......انگریز کے خلاف بغاوت کے جرم میں خواہ دارالعلوم کی اینٹ سے اینٹ بج جائے مگر ان شاء اللہ تعالیٰ جنگ ہر حالت میں جاری رہے گی''......

آج جب افغانستان میں چودہ سالہ اعصاب شکن جنگ کے بعد دشمن اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہے تو پاکستان میں انکا نمک خوار طبقہ اپنے آقاؤں کی شکست کے غم و غصّے کو اسلام پسندوں اور ان خیر کے مراکز پر اتارنا چاہتا ہے...... شیطان کے چیلے آخر غصّے سے لال پیلے کیوں نہ ہو کہ انبیاء کی وارث یہ مبارک روحانی ہستیاں ہی ہیں جو معاشرے کو شر سے بھر دینے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں...... مدارس کے کتنے ہی ایسے علمائے کرام تھے جو انگریز کے نسل در نسل غلام طبقے کے ہاتھوں ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن گئے...... ان سب باتوں کے باوجود جب انکو اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ہوئی تو اب براہ راست مدارس پر حملہ آور ہیں...... پچھلے چھ ماہ کے دوران مدارس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا اس کا اندازہ اس عرصہ میں شائع ہونے والی خبروں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے......

18 اپریل: صوبہ غزنی..................ضلع شلگر..................مجاہدین کا جنگ جوؤں اور افغان فوج حملہ..................3 افغان ہلاک..................متعدد زخمی

۲۲ فروری کی ایک خبر کے مطابق ۸۲ مدارس کو سیل کیا گیا۔

۲۸ فروری کی ایک رپورٹ کے مطابق پنجاب بھر میں دس ہزار مدارس کی چھان بین مکمل کی گئی۔

۶ مارچ ۲۰۱۵ء کی ایک خبر کے مطابق قومی ایکشن پلان کے تحت ۵۰۰۰ مدارس کو واچ لسٹ میں رکھا گیا ہے اور ان مدارس کے تمام معاملات کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل ثناء اللہ عباسی کے بیان کے مطابق صرف حیدرآباد ریجن میں ۵۰۰ غیر رجسٹرڈ مدارس کو سیل کیا ساتھ ہی ساتھ ایسی مساجد کو بھی سیل کیا گیا جن کے منتظمین کا تعلّق اہلسنت والجماعت یا سپاہ صحابہ سے تھا۔

۱۶ مئی ۲۰۱۵ کی رپورٹ کے مطابق حکومت ۱۶۷ غیر رجسٹرڈ مدارس کو سیل کر چکی ہے۔

دنیا نیوز کی ایک خبر کے مطابق مدارس کے ۱۶۷۳ افراد کی ایک لسٹ بنائی گئی ہے جن کے خلاف ٹارگٹڈ آپریشن کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

مدارس پر چھاپوں کے علاوہ ہر دوسرے دن مختلف سیکورٹی ایجنسی کے اہل کار الگ الگ آکر مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ، ملازمین، طلبا کے کوائف، شناختی کارڈ اور فون نمبر جمع کر رہے ہیں...... اسی طرح آمدن کے ذرائع اور اخراجات کے ریکارڈ کو بھی چیک کیا جا رہا، مدارس عموماً مخیّر حضرات کے چندہ اور تعاون سے ہی چلتے ہیں ایسی صورت میں یہ ممکن نہ تھا کہ مدارس کی آمدن پر اثر نہ پڑے۔ تقریباً تمام ہی مدارس اس صورت حال کا شکار ہیں کیونکہ اب مخیّر حضرات بھی تفتیش سے بچنے کی غرض سے تعاون کرتے ہوئے جھجک اور خوف کا شکار ہونے لگے ہیں، حکومتی میڈیا کیمپین بھی اس سلسلے میں نہایت منفی اور جھوٹے پروپیگنڈہ پر مبنی ہے اشتہارات میں عوام کی یہی ذہن سازی کی جا رہی ہے جیسے مدارس کو دیا جانے والا چندہ ہی پاکستان میں برسرپیکار عسکری تنظیموں کی آمدن کا ذریعہ ہے۔

مدارس اور سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی نظام کا موازنہ:

ایک بات واضح ہو جائے کہ حکومت پاکستان نے کوئی بھی مدرسہ قائم نہیں کیا اور نہ ہی حکومت کا کوئی فنڈ ان کے لیے مختص ہے اس کے باوجود یہ مدارس تعلیم کے ساتھ طلبا کو رہائش، خوراک اور دوسری بنیادی سہولیات فراہم کرتے ہیں جب کہ حکومت کے قائم کردہ سکول جو حکومتی فنڈ کے علاوہ این جی اوز کی جانب سے ملنے والی امداد بھی سمیٹتے ہیں ان کی کارکردگی سب کے سامنے ہے......

☆ حکومتی سطح پر قائم سکولوں میں اکثر گھوسٹ سکولوں کی خبریں منظر عام پر آتی رہتی ہیں جن کے ملازمین گھر بیٹھے تنخواہیں وصول کرتے ہیں، عمارت کے لیے بھی لمبا چوڑا فنڈ پاس کرایا جاتا ہے جب کہ عمارت کا بھی سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہوتا سوائے کاغذوں میں ......ملک بھر میں ایسے کاغذی گھوسٹ سکولوں کی تعداد ہزاروں میں ہے...... کیا کبھی کسی اس قسم کے مدرسے کے بارے میں کچھ سنا گیا؟

☆ پورے ملک میں مدارس کا یکساں تعلیمی نصاب اور امتحانات کا نظام اور طریقہ کار ہے جو وفاق المدارس کے زیر انتظام چلتا ہے...... اس کے برعکس پاکستان میں امیر غریب کے لیے الگ الگ نصاب الگ امتحانات، انگریزی اردو میڈیم اور اولیول اے لیول کی صورت میں موجود ہے......

☆ پاکستان کی تقریباً تمام یونی ورسٹیوں اور کالجوں میں سیاسی تنظیموں کا اثر و رسوخ ہے، ان کی رکنیت سازی ہوتی ہے، ان کے ونگز اسلحے سے لیس تعلیمی اداروں کے اندر موجود ہوتے ہیں اور آئے روز ان کا آپس میں مسلح خونی تصادم انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بنتا ہے جو حکومت کی نگاہ میں کبھی بھی دہشت گردی نہیں ٹھہرتی، شاید اس لیے کہ آگے چل کر انہی مسلح غنڈوں نے کل اسمبلیوں میں اپنی سیاسی تنظیموں کی نمائندگی کرنی ہوتی ہے...... کیا کبھی کسی مدرسے کے متعلّق ایسی اطلاع ملی کہ کسی مسلح تصادم کی نوبت پہنچی ہو یا چھاپہ کے دوران میں اسلحہ برآمد ہوا ہو؟

☆ یونی ورسٹیوں اور کالجز میں یہ سیاسی تنظیمیں اسلحہ کے زور پر اساتذہ کو ڈراتی اور دھمکاتی ہیں حتیٰ کہ امتحانات کے موقع پر یہ تنظیمیں نقل کروانے میں پیش پیش ہوتی ہیں، مجبوراً اساتذہ جان کے خوف کے پیش نظر خاموش رہتے ہیں...... کیا مدارس کے امتحانات میں اس قسم کی بے ضابطگیاں سننے کو ملیں کبھی؟

☆ کرپشن کے شکار اس غریب ملک میں وائٹ کالر کرائم کا ارتکاب کرنے والی اکثر اشرافیہ اعلیٰ ترین یونی ورسٹیوں کی فارغ التحصیل ہے نہ کہ مدارس کی......

☆ جہاں تک شخصیت اور کردار و اخلاق کی تربیت کا سوال ہے تو اس میں مدرسے اور سکول کے ماحول کا کوئی موازنہ ہی نہیں...... بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ سکولوں کالجوں میں اخلاق و کردار کی تربیت سرے سے ان کی ترجیح ہی نہیں رہی بلکہ وہ اس نظام کی بنیاد ہی اخلاقی بگاڑ کی حشر سامانیاں فراہم کرنا ہے...... غیر نصابی سرگرمیوں اور تقاریب میں انڈین گانوں پر بچوں سے ڈانس کروانا تو اب گلی محلوں کے سکولوں میں عام سی بات ہے، جہاں مڈل کلاس طبقے سے تعلّق رکھنے والے خاندانوں کے بچے پڑھتے ہیں چہ جائیکہ کیڈٹ سکولوں، انگریزی میڈیم اولیول اے لیول سکولوں کے حالات پر نظر ڈالی جائے...... ویلنٹائن جیسے قبیح اخلاق سوز تہوار کی بھی سکول کی سطح پر سرپرستی اور فروغ پر اہل بصیرت افراد کا دل خون کے آنسو نہ روئے تو کیا کرے...... جب کہ مدارس میں جہاں انہیں نصابی کتب پڑھائی جاتی ہیں وہاں شخصیت، اخلاقی تربیت و کردار سازی کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے...... مدرسے کا طالب علم تو سرتاپا صرف ادب ہی ادب ہے اور یہ شخصیت مدرسے کے باہر بھی ہر جگہ برقرار رہتی ہے چاہے گھر میں والدین کے ساتھ سلوک ہو یا پڑوسی کے ساتھ......

(بقیہ صفحہ ۷۳ پر)

19 اپریل: صوبہ کنڑ..........ضلع سرکانو..........مجاہدین کا افغان فوجیوں پر حملہ..........8 افغان فوجی ہلاک..........2 فوجی ٹینک بھی تباہ

موجِ دود

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

گزشتہ ۱۴ سالوں میں ہم نے پرویز مشرف کے دور میں لیے گئے یوٹرنوں کے ہاتھوں جو کچھ بویا تھا وہ اب کاٹ رہے ہیں۔ امریکہ اور بھارت دوستی میں ہم نے کون سے پاپڑ نہیں بیلے۔لیکن آج دیکھئے کہ ایک طرف امریکہ بلوچستان پر کس طرح جز بز ہوتا اور بے قراری کا مظاہرہ کرتا دکھائی دے رہا ہے۔ چین کا راستہ روکنے کے لیے امریکی کانگرس میں بلوچستان کی علیحدگی کے لیے کمر بستہ گروپ سرگرمِ عمل ہے۔ بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کی پشت پناہی میں امریکہ بھارت یکساں طور پر ملوث ہیں۔ امریکہ افغانستان کے لیے ہماری خدمات سے کما حقہ فائدہ اٹھا چکا۔ امریکہ کے دشمن یہاں وہاں چن چن کر یا حوالہ زنداں کیے گئے یا بقول پرویز مشرف بیچے گئے یا مار دیے گئے۔ اب قیمت چکا کر وہ اپنے اصل ایجنڈوں پر واپس آ رہا ہے۔ سو بلوچستان سرِفہرست ہے۔ اس کا بزنس پارٹنر بھارت یکا یک زہر اگلنے لگا۔

پہلے وزیر دفاع پھر وزیر داخلہ نے پاکستان کو دھمکایا۔ اسلحے کے انبار اس نے بلا وجہ تو جمع نہیں کر رکھے۔ وزیر داخلہ نے ۱۳ لاکھ فوج پاکستان کو دکھا کر بڑھک ماری۔ وزیر دفاع منوہر پاریکر نے دہشت گرد استعمال کرنے کی کھلم کھلا دھمکی دی۔ ہم نے اتنے سال بھارت دوستی کے راگ الاپنے، کشمیر پالیسی کو مکمل پس پشت ڈالے رکھنے میں گزار ڈالے۔ نصاب تعلیم سے جان کے لاگو اس دشمن کا نام حذف کر دیا۔ جس نے ملک دولخت کیا، دریاؤں کے پانی سے محروم کیا، خشک سالی اور اچانک پانی چھوڑ کر سیلابوں سے دوچار کیا۔ مذہبی تعصب میں ہر حد سے گزر جانا روا رکھا، اس کے لیے ہم نے اپنی نوجوان نسل کو دوستی بھائی چارے کے اسباق پڑھائے۔ اب اس دوستی کی بغل میں چھپا خنجر بھی صاف دکھائی دے رہا ہے اور رام رام کرتا منہ بھی یکا یک وزرا کی زبان کا زہر اگل رہا ہے۔ بھارتی مسلمانوں پر حملے، گھیراؤ جلاؤ (ہریانہ) اور معاشی استیصال اس پر مستزاد ہے۔

ہم نے جانتے بوجھتے اتنے سال را کی کارروائیوں پر چشم پوشی کا رویہ رکھا۔ آسان تر یہ جانا کہ مدارس، ڈاڑھی والوں اور قبائلی علاقہ جات ہی پر توجہ مرکوز رکھی جائے۔ سو بھارت دشمنی کی دُم کو ۱۵ سال دوستی کی نلکی میں رکھا، اب جو نکلی تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی! ہم بھارتی عزائم سے غفلت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہمیں یہ دیکھنا لازم ہے کہ فوج کو مسلسل ملک کے اندر الجھائے رکھنے، اندرونی محاذوں میں برسرِ پیکار رہنے سے مشرقی سرحد پر کیا نقصان اٹھا رہے ہیں۔

ایک بڑے بھارتی دشمن سے ہمیں دائماً خطرہ لاحق ہے جس سے ہماری توجہ ہٹ چکی تھی۔ زمینی حقائق نہایت تلخ ہیں۔ ایسے میں ہم سکینڈلوں کی یلغار میں پھنسے بیٹھے ہیں۔ نیرو کی بانسری تو بلاوجہ بدنام ہے۔ ۲ کنٹینر بھر جعلی ڈگریوں والا تعلیمی دہشت گردی کا ہوش ربا سکینڈل، ایان علی کا منی لانڈرنگ کا بھاری بھرکم سکینڈل، سال بھر میں ۴۰ مرتبہ ملک سے باہر گئی۔ کراچی کی ایک خاتون نے اسے فلیٹ لے کر دیا جس کے اپنے اکاؤنٹ میں کئی ملین ڈالر ہیں۔ قوم کی ذہنی نفسیاتی کیفیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عدالت کی پیشی پر لوگ ایک جھلک دیکھنے کو ٹوٹے پڑتے ہیں۔ عدالت حاضری پرفارمنس کے برابر ہو گئی۔ یہ بھی دیکھئے کہ یہ مال کہاں کہاں جا تا رہا کیا ٹھکانے بنا تا رہا۔ پردہ نشینوں کے نام کسی بھی سکینڈل میں سامنے نہیں آتے۔ ہاں یہ تازہ خبر ضرور ہے کہ دبئی میں جائیدادیں، زمینیں خرید خرید کر ڈھیر لگانے میں پاکستانی سرمایہ کار تیسرے نمبر پر ہیں! پاکستان میں خرید خرید کر زمینیں ختم کر ڈالیں اب دبئی کی باری ہے۔ پھر چاند پر بھی بحریہ ٹاؤن، ڈیفنس بنائیں گے۔

ملک کا حال دیکھئے! ترقی ہے تو صرف ان سیکٹرز میں روز افزوں بے روزگاری، خودکشیاں، افلاس، زراعت، صنعت، پیداوار کی ابتری، ہوش ربا کرپشن، قتل و غارتگری! سیاست نام ہے باہم سر پھٹول اور کرسیوں کی نوچ کھسوٹ کا۔ کون سے ملکی مفادات اور عوام کی فلاح بہبود! صحافت، تعلیم، تجارت، صحت سب ملاوٹ، گراوٹ کا شکار۔ معاشرت میں گھریلو جھگڑے، طلاقوں کی خوف ناک حد تک بڑھتی شرح۔ قحط الرجال کا وہ عالم ہے کہ کنٹینر بھرے جعلی ڈگریوں کی طرح، حقیقی بے لوث، ایثار پیشہ، خدا خوفی والی قیادت (بصد معذرت) کی جگہ رہنما بھی ایگزیکٹ ہیں۔

ایگزیکٹ دراصل ہمارے جسدِ قومی کو لاحق ایک بیماری ہے۔ ہمارا ہر شعبہ زندگی ایگزیکٹ ہو چکا ہے! یہ سکہ رائج الوقت ہے۔ عالمی جمہوریت بھی ایگزیکٹ ہے۔ مصر اور برما دیکھ لیجیے۔ برما میں بڑی بغلیں بجائی گئیں۔ آنگ سان سوچی، جرأت مندی کی علامت، ظلم کے خلاف جدوجہد پر نوبل انعام یافتہ، انسانی حقوق کی پرچارک! میانمار (برما) کے مسلمانوں پر ظلم کی بھیانک داستان پر ایگزیکٹ نوبل انعام بغل میں دابے نہ صرف چپکی بیٹھی رہی بلکہ الٹا مظالم کو جواز فراہم کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ جلائی گئی بستیاں، جلی ہوئی لاشیں، نیٹ پر ایک مسلمان کی تصویر جس میں اس کی پشت پر سرتاپا خنجر (رنگ برنگے) گھونپے ہوئے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان (ایگزیکٹ) انسانی حقوق کے غلغلے کے بیچ کس حال میں ہیں؟

(بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

19 اپریل: صوبہ زابل...............ضلع سیوری...................مجاہدین کا افغان فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ...............2 فوجی ہلاک.............. 2 زخمی

ابھی برما کے جنگل میں درندے دندناتے ہیں!

خباب اسماعیل

دنیا بھر میں امن و آشتی کی علامت اور انسانیت سے ہمدردی و رواداری کے پرچارک قرار پانے والے بدھ مت کے پیروکاروں کا اصل چہرہ برما کے مسلمانوں کے خون سے رنگین اور اُن کی اجڑی و تباہ شدہ بستیوں سے اٹھنے والے دھویں سے سیاہ ہوا تو ہی دنیا کو اُن کی خوں آشام فطرت اور حیوانوں کو مات دیتی حیوانیت نظر آئی...... بدھ بھکشوؤں کے اہل اسلام سے دشمنی و عداوت میں سلگتے سینے مشرکین، یہود اور صلیبیوں سے کسی طرح کم نہیں...... بلکہ انہیں مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے کا جنون ایسا چڑھا ہوا ہے کہ لاکھوں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دینے اور ہزاروں کو بے دریغ قتل کرنے کے باوجود قرار نہیں آ رہا اور مسلمانوں کے بغض میں بدھوں کو لگی کتھارسس کی بیماری بڑھتی ہی جا رہی ہے!

تاحدِ نگاہ پھیلا سمندر اور بے بسی!

لمحۂ موجود میں صورت حال یہ ہے کہ بدھ دہشت گردوں نے روہنگیا (اراکانی) مسلمانوں کی نسل کُشی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، معصوم اور شیر خوار بچوں کو سڑک پہ لٹا کر اس وقت تک ان پہ کھڑے ہو جاتے ہیں جب تک وہ معصوم بلک بلک کر جان نہیں دے دیتے...... مسلمان بچیوں کی آبرو ریزی کے بعد اُن کے جسموں تک کو ادھیڑ دیا جاتا ہے...... زندہ مسلمانوں کے جسم کے حصّے کاٹے جاتے ہیں، انہیں اس وقت تک اذیت دی جاتی ہے جب تک وہ جان نہیں دے دیتے...... مسلمانوں کی بستیوں کو مسلمانوں سمیت زندہ جلا دیا جاتا ہے...... انسانیت سوز طریقوں سے موت کے گھاٹ اتار کر ان میں دہشت پھیلائی جاتی ہے تا کہ بچے کھچے مسلمان خوف زدہ ہو کر برما چھوڑ دیں...... ایسے میں بے بس و بے کس مسلمان 'انسانی اسمگلروں کے ہتھے چڑھ رہے ہیں جو پیسے وصول کرنے کے بعد انہیں جنگلوں اور سمندروں میں موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں...... جو بدنصیب بچ گئے وہ بھوکے پیاسے کھلے سمندروں میں مارے پھر رہے ہیں...... تھائی لینڈ اور ملائیشیا کے ساحلی علاقوں میں مسلسل ایسی اجتماعی قبریں دریافت ہو رہی ہیں جن میں اراکانی مسلمانوں کے جسد ہائے خاکی کو اجتماعی طور پر دفنایا گیا......

آج خلیج بنگال کے پانیوں میں ہزار ہا اراکانی مسلمان خواتین، بچے، بوڑھے اور مرد بے سہارا اور بے آسرا لکڑی کے تختوں پر بیٹھے تیر رہے ہیں، یہ لکڑی کے تختے (جنہیں کشتیاں بھی نہیں کہا جا سکتا) اُن مقہور و مجبُور مسلمانوں کو سمندری موجوں کے تھپیڑوں سے کبھی اس طرف اور کبھی اُس طرف لیے تیر رہے ہیں...... ڈھور ڈنگروں کی طرح سمندر میں ہانکے جانے اور اُس کی لہروں کے سپرد کر دیے جانے والے ان مجبُور و لاچار اہل ایمان کے لیے پینے کے صاف پانی کے دو گھونٹ میسر ہیں نہ ہی جسم و روح کو تعلّق قائم رکھنے کو خوراک کے چند ٹکڑے دستیاب ہیں، حتیٰ کہ تن ڈھانپنے کے لیے کپڑے تو دور کی بات چیتھڑے تک انہیں میسر نہیں!......

"اپنے" ہی کور چشم ٹھہرے!

انہیں خلیج بنگال کے ساحلوں کا کنارا تو نہیں مل رہا لیکن ان کی زندگیوں کو کنارا ملنے کی واحد صورت سمندر کی گہرائیوں میں ڈوب جانے اور غرق ہو جانے ہی کی صورت میں مل رہا ہے...... خطے کے ممالک' بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائیشیا، تھائی لینڈ میں سے کوئی نہیں جو ان 'آب افتادگان' کو اپنے ساحلوں پر اترنے اور بسنے کی اجازت دے۔ ان ممالک میں سے تین ملکوں کے باسیوں کی اکثریت بھی اُسی امت سے تعلّق رکھتی ہے جس امت کے تعلّق اراکانی مسلمانوں کا واحد جرم قرار پایا ہے! لیکن ان ۵۸ '' آزاد' اسلامی سرزمینوں کی طرح ان ممالک پر مسلط سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کے رکھوالے حکمران بھی امت کے تصور کو تو یکسر مسترد کرتے ہیں اور کفر کی قائم کردہ قومی ریاستوں ہی کی بقا و ترقی کے غم میں غلطاں رہتے ہیں...... ایسے میں ان بے بس مسلمانوں کی دادرسی کرنے کا سیدھا سادھا مطلب اپنی 'قومی ریاست' کی معیشت کا بھٹہ بٹھانے اور اُس پر فضول اور اضافی بوجھ ڈالنے کے مترادف ہی قرار پاتا ہے! یہی ساہوکارانہ سوچ اور صیہونی انداز فکر ہے جو دلوں کو ایمان سے تہی کر کے 'پیٹ سے سوچنے' کا عادی بناتا ہے! یہی 'فکرِ بطن' ہے جو اہل اقتدار' جنہیں اہل ہوس کہا جائے تو قطعی غلط نہ ہوگا' کو مظلوم مسلمانوں کی مدد سے ہاتھ روکنے پر مجبُور کرتی ہے! جب کہ دوسری طرف ان مظلوم اراکانی مسلمانوں کی آنکھوں میں بے بسی، لاچاری، مجبُوری اور محتاجی کیا کچھ نہیں کہتی، ان کی آنکھیں مدد کے لیے پکار رہی ہیں کہ کوئی تو انہیں زمین پر اترنے کی اجازت دے......

جہاد و اعداد فی سبیل اللّٰہ سے روگردانی کا نتیجہ:

اراکانی مسلمانوں کی حالت زار کے عوامل پر غور کیا جائے تو اس کے محرکات میں بدھ بھکشوؤں کی درندگی بھی کارفرما ہے، مسلمان خطوں پر مسلط طبقہ مترفین کی بے اعتنائی اور خود غرضی بھی شامل ہے، عامۃ المسلمین کی دین سے دوری اور 'المسلم اخو المسلم' کی نبوی تعلیم کو بھلا دینے کا المیہ بھی حصّے دار ہے...... لیکن اس مظلومیت کا

ایک اہم ترین محرک اور سبب مسلمانوں کا جہاد وقتال سے بے گانہ بنے رہنا اور نظریۂ جہاد کو قبول کرنے میں تردد کرنا، پس وپیش سے کام لینا، فریضۂ اعداد سے پہلو تہی برتنا اور ذوقِ اسلحہ کو اپنانے اور پروان نہ چڑھانے کی رِیت وروایت پر کاربند رہنا بھی ہے......

افغانستان میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی قیادت میں اللہ پاک نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو امارت اسلامیہ کی نعمت سے نوازا، اُس وقت امارت اسلامیہ کے ذمہ داران نے پوری امت کو دعوت دی اور خصوصی طور پر کئی کئی دہائیوں تک کفار کے ظلم وستم میں پسنے والے مسلمان خطوں کے اہل ایمان کو ابھارا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور دشمنانِ دین کے شر سے اپنے دین، جان، عصمت و آبرو اور مال واولاد کی حفاظت کے لیے عسکری تربیت حاصل کریں، جہادی تدریب کے مراحل سے گزریں اور توپ و بندوق کے استعمال کا خود کو خوگر کریں......لیکن مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوئے، معدودے چند غیرت وحمیت کے پاسداروں نے اس فریضہ کی تیاری کے لیے لبیک کہا، برما سے بھی ایسے نوجوان امارت اسلامیہ کے معسکرات میں آکر جہادی تربیت حاصل کرتے رہے لیکن بُرا ہو علمائے سو کا جنھوں نے حکام ِ وقت کی خوش نودی کی خاطر ان نوجوانوں کو 'فساد پھیلانے کی تیاری' کرنے والوں میں شمار کیا، ان کے خلاف فتاویٰ دیے اور اکثر وبیشتر کو برمی حکومت سے تعاون کرتے ہوئے گرفتار بھی کروادیا......آج وہ علمائے سو مسلمانوں کے بے دریغ بہتے لہو اور سرعام نیلام ہوتی عزتوں کے نوحے لکھنے کے قابل بھی نہیں رہے!

یہی اہلِ محبت آج بھی درد آشنا ٹھہرے!

ایسے میں مجاہدین اپنے بھائیوں کو دوش دینے اور اُنہیں مطعون کرنے کی بجائے اپنی دعوت کو اُن کے سامنے تواتر سے پیش کرنے میں ہی اپنی اور امت کی بھلائی کا راز مضمر پاتے ہیں......ساتھ ہی یہ مجاہدین اپنے ان مظلوم بھائیوں کی ہر ممکن مدد ونصرت کے لیے بھی مضطرب اور بے کل رہتے ہیں......اگرچہ یہ مجاہدین خود بھی دنیائے کفر کے متحدہ لشکروں اور اُن کے کاسہ لیس مقامی حکمرانوں کی افواج قاہرہ سے بے سروسامانی اور مفلسی وغربت کی حالت میں برسرِ پیکار ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنے ان مظلوم بھائیوں اور بہنوں کی مدد کو دینی فریضہ سمجھتے ہیں اور اُسے ادا کرنے کی سبیل تلاش کرنے میں سرگرداں ہیں......شام میں مجاہدین جبہۃ النصرۃ نے سمندر کی وسعتوں میں بے یارو مددگار بھٹکتے اپنے اراکانی مسلمان بھائیوں کے لیے بھی فراخ دلی اور اخوت اسلامی کا ثبوت دیا اور جب تمام دنیا کے ''مسلم'' حکمران ان مظلومین کی جانب سے آنکھیں موندے ہوئے تھے، اُس وقت مہاجرین ومجاہدین شام نے اُن کو اپنے ہاں بسانے اور اُن کی نصرت کا اعلان کیا، ان مجاہدین ومہاجرین نے کہا ۵۰۰ گھرانوں کی کفالت کا ذمہ لیتے ہوئے کہا کہ:

''اگر ملائیشیا وانڈونیشیا کی حکومتیں روہنگیا کے پناہ گزینوں کو محفوظ راستہ فراہم کردیں اور شام تک پہنچا دیں تو ہم ان کی کفالت کریں گے...... اگرچہ ہم خود اس وقت شدید مشکلات میں ہیں اور ہم جانتے ہیں بھوک کی شدت کیا ہوتی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' دو کا کھانا تین کے لیے کافی ہے''......ہم اپنا کھانا تقسیم کرسکتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بے پناہ مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کو سنبھال لیں گے''۔

دنیا کی ساتویں بڑی فوج......خدمات بحق کفار محفوظ ہیں:

عالم اسلام کی ''واحد ایٹمی طاقت'' کی حامل اور دنیا کی ساتویں بڑی فوج' ساری دنیا میں ''ایمان، تقویٰ، جہاد'' کے ''بوجھ'' کو کندھوں پر اٹھائے پھرتی ہے...... اقوام متحدہ کی چھتری تلے، ڈالروں کی برسات کا مزہ لینے کے لیے دور افتادہ ممالک میں بھی ہر طرح کے' کالے، گورے، نیلے، پیلے' کفر کی خدمات سرانجام دینے میں فخر محسوس کرتی ہے...... روانڈا، برونڈی، کانگو، ہیٹی، کمبوڈیا، لائبیریا، سیئر الیون، سوڈان، آئیوری کوسٹ، دارفور، مشرقی تیمور، نیپال وغیرہ میں کہیں اقوام متحدہ کی امن فوج کے عنوان سے اور کہیں ''انسانی ہمدردی'' کی بنیاد پر سرگرم رہتی ہے......لیکن جب اور جہاں دین اور مسلمانوں کی حفاظت کا معاملہ آئے تو ان کے گھٹنوں میں پانی بھر جاتا ہے اور ہتھیاروں کو زنگ کھانے لگتا ہے......

ہاں! ان سے ''ڈاکٹرائن'' کی تبدیلی کروا لو، وزیرستان، سوات سمیت پورے آزاد قبائل کو تہس نہس کروالو، امت کی بیٹیوں بیٹوں سے ان کے خفیہ عقوبت خانے بھروالو، صلیبی اتحاد کے ''ہراول دستے'' کے طور پر ''فرائض منصبی'' ادا کروالو......بس شرط یہ ہے کہ ڈالروں کی بہاران جرنیلوں کی جیبوں اور بنک اکاؤنٹوں کے ''موسم'' کو تروتازہ رکھے......رہے مظلوم مسلمان! تو کشمیری مسلمانوں سے غداری کرنا اور اُن سے منہ موڑنا کون سا مشکل کام ہے؟ افغان مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپنا کیا مشکل ہے؟ فلسطینیوں مسلمانوں کے مہاجر کیمپ میں ''بلیک ستمبر'' کو تاریخی استعارہ بنا دینا کیا کون سا کٹھن کام ہے؟ اور اراکانی مسلمان! تو آج وہ سمندروں میں زندگی کی تلاش میں سرگرداں ہے تو کیا ہوا، ان میں بھی معتد بہ تعداد ایسی ہے جو ملکہ ترنم کے سُروں سے ایمان کو ''گرمانے'' والی فوج کی ڈسی ہوئی ہے! ۱۹۷۱ء کی جنگ میں ہزار ہا بنگالی مسلمان اس فوج کا ساتھ دینے کی پاداش میں بنگلہ دیش سے نکال دیے گئے جن کا ٹھکانہ اراکان کی سرزمین ٹھہری اور بہت سے ایسے بھی تھے جو اس فوج کے مظالم کا شکار ہو کر اراکان ہجرت کرنے پر مجبُور ہوئے اور آج اُن کی اگلی نسل ''وقار'' کی کرم فرمائیوں کی قیمت چُکا رہی ہے!

ایک طرف بدھوں کی طرف سے توڑے جانے والے مظالم کو سہتے اراکانی

20 اپریل: صوبہ ہلمند......ضلع خانشین......پولیس اہل کاروں پر مجاہدین کا حملہ......2 پولیس گاڑیاں مکمل طور پر تباہ......9 اہل کار ہلاک اور زخمی

مسلمان ہیں جنہیں نے تنگ آکر خود کو امواجِ سمندر کے سپرد کررکھا ہے تو دوسری طرف عین اِنہی ایام میں برما کا ایئر چیف' پاکستان کے دورے پر آتا ہے اور جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کا چیئرمین جنرل راشد اُس سے ''دلچسپی کے باہمی امور اور تعاون'' پر بات چیت کرتا ہے! ایسے میں ان بے حمیتوں سے اتنا بھی نہیں ہوسکا کہ کم از کم اُس ظالم ایئر چیف کے سامنے اہل ایمان کی بے چارگی، لاچاری اور بھیڑ بکریوں کی طرح کاٹ ڈالنے کی مذمت ہی کر دیتے، اس ملاقات کا جو احوال آئی ایس پی آر نے اپنی ٹویٹ میں دیا وہی یہاں نقل کیا جارہا ہے:

22May,2015. Rawalpindi: General Khin Aung Myint, Commander-in-Chief, Myanmar Air Force called on General Rashad Mahmood, Chairman Joint Chiefs of Staff Committee. Both the dignitaries discussed matters related to professional interest and mutual cooperation between the two Armed Forces, and vowed to further strengthen mutually beneficial cooperation

اب کوئی تو پوچھے کہ برما کی فوج سے پاکستانی فوج کے mutually beneficial cooperation کیا ہوسکتے ہیں، جنہیں strengthen کرنے کے وعدے وعید کیے جارہے ہیں؟؟؟ پاکستان میں گزشتہ چالیس سال سے دو لاکھ برمی مسلمان کراچی میں مقیم ہیں...... یہ بھی غیر ملکی تارکین وطن کی حیثیت میں یہاں مقیم ہیں اور ان کے سروں پر بھی پاکستان بدری کی تلوار لٹکتی رہتی ہے...... کراچی میں رینجرز و پولیس آپریشن کے دوران میں بھی ان کی آبادیوں میں آپریشن کے وقت دردناک مناظر اور ظلم و وحشت کی مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں...... کیا ان دونوں ملکوں کی فوج کے درمیان یہی mutuall cooperation تو نہیں کہ ایک طرف برما سولہ سترہ لاکھ کی مسلمان آبادی کو تہہ تیغ کرنے کی مہم فوج کی سرپرستی میں جاری و ساری رکھے اور دوسری طرف پاکستان کے 'خاکی مالک' یہاں ان غریب الدیار مسلمانوں کا ناطقہ بند کیے رکھیں گے!!!

بنگلہ دیش اور ترکی:

بنگلہ دیش میں اراکانی مسلمانوں کی تعداد تین لاکھ تھی، جو گزشتہ کئی دہائیوں سے غیر ملکی تارکین وطن کی حیثیت سے بنگلہ دیش میں مقیم ہیں...... یہ تعداد ۲۰۱۲ء کے قتل عام کے بعد بڑھ کر تین لاکھ ہو چکی ہے، لیکن کیمپوں میں مقیم روہنگیا مسلمان سخت کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں......اب بنگلہ دیش کی حسینہ حکومت نے مزید مسلمانوں کو پناہ دینے سے صاف انکار کر دیا ہے...... بلکہ پہلے سے موجود مہاجرین کو بھی بنگلہ دیش سے نکالنے کی مہم شروع کی جارہی ہے، اس مہم کے تحت ان مہاجرین کو بنگلہ دیش سے نکال کر خلیج بنگال کے بیچوں بیچ موجود غیر آباد، ویران اور بنجر جزیرے 'ہاتھیا' پر لے جاکر بے یار و مددگار پھینکا جائے گا......

ترکی کے ''اسلامی جمہوری'' حکمرانوں نے اراکانی مسلمانوں کے حق میں بیانات داغ کر اور اُن کی مدد کے اعلانات کرکے کافی شاباشی سمیٹی ہے اور خود کو 'امت کے درد میں گھلتے حکمران' کے طور پر پیش کرنے کی مہم چلائی ہے...... اگر ترکی کی جانب سے ان بے آسرا و مفلس اہل ایمان کی بحالی اور اُن کی مدد حقیقی طور پر کی جاتی ہے تو اس عمل کو بہرحال قابل تحسین جاننا چاہیے......لیکن اس ایک اچھے عمل کی وجہ سے ترکی کی مستقل پالیسی اور کفار کے ساتھ دوستی و تعاون کے منصوبوں کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا...... یاد رہے کہ یہی ترکی ہے جسے امت کے درد کا درمان کرنے والا بنا کر پیش کیا جارہا ہے لیکن اسی ترکی کی افواج نیٹو اتحاد کا مستقل حصّہ ہیں جو پوری دنیا میں مسلمانوں سے اُن کے دین کی بنیاد پر برسر جنگ ہیں...... یہی ترکی ہے کہ جس کی سرزمین اس وقت بھی امریکی اڈہ موجود ہے، اسی ترکی نے رواں سال میں اسرائیل سے تجارت کا ریکارڈ بھی توڑ دیا ہے اور اسرائیل سے فوجی تعلقات بھی رکھے ہوئے ہے۔

اپنا سامان کیجیے اور جواب سوچ رکھیے:

اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں واضح، دوٹوک اور صریح الفاظ میں اہل ایمان کو تنبیہ بھی فرماتے ہیں اور اُنہیں اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کو نکل کھڑے ہونے اور اُن سے ظلم و جور کے تاریک اندھیروں کو ہٹانے کے لیے فی سبیل اللہ قتال کرنے کا حکم بھی دیتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا (النساء:۷۵)

''اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما''۔

20 اپریل: صوبہ غزنی......ضلع مقر......مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کو نشانہ بنایا......5 جنگ جو ہلاک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کسی ایسے موقع پر بے یار و مددگار چھوڑے گا جس میں اس کی عزت پر حملہ ہو اور اس کی آبرو اتاری جاتی ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھیں گے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار ہوگا اور جو مسلمان کسی مسلمان بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد کرے گا جہاں وہ اس کی نصرت کا طلب گار ہوگا‘‘ (مسند احمد، سنن ابوداؤد)......

اراکان سمیت دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ کا قول یاد آتا ہے تو امت کی اجتماعی بے حسی اور احکامات دینی کو بھلا بیٹھنے کی روش واضح ہوتی ہے، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں سے ذبح ہونے کے لیے چھوڑ دینا، پھر ان کا لہو بہتے دیکھ کر ’لاحول‘ پڑھنا اور پھر ’’انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘ کا ورد کرنا، دور کھڑے ہو کر کفِ افسوس ملنا، مگر ان کی مدد کے لیے ایک قدم تک نہ اٹھانا...... یہ اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ کھیل تماشا نہیں تو اور کیا ہے؟

ان مفلوک الحال اہل ایمان کی بے بسی کے مناظر غیر ملکی ٹی وی چینلوں اور سوشل میڈیا کے ذریعے عام ہو رہے ہیں......ایسی ہی ایک رپورٹ میں الجزیرہ ٹی وی نے ان بے گھر اور لاوارث مسلمانوں کو دکھایا جس میں سے ایک مسلمان ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں اپنے اوپر بیتنے والے ظلم کو بیان اور انسانی سمگلروں کی طرف سے روا رکھے جانے والے سلوک کو بتانے کی کوشش کرتا ہے...... یہ محمد رحیم ہے جو بے ربط جملوں اور غلط سلط انگریزی میں کیا کہہ رہا ہے، ذرا پڑھیے:

they tell us more money,give them more money,we says i have no money,i m poor, our family is poor, we are all muslims, we are all muslims, we have no money, so they kill us,

please save us! we back to [ہاتھ جوڑتے ہوئے] bangladesh, please save us!

ان الفاظ کا ترجمہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں! یہ جو we are all muslims, please save us کے الفاظ میں جو منتیں ہیں نا! یقین جانئے اس امت کے ایک ایک فرد کے خلاف حجت ہیں! ہر اُس فرد کے خلاف جو اپنے گھر، اپنے مسکن، اپنے خاندان اور اپنے سہانے سپنوں والے مستقبل کو سنوارنے میں مگن ہے...... معلوم نہیں محمد رحیم اب تک سانسوں کی آمد و رفت کو برقرار رکھ پایا ہوگا یا نہیں! اُس کا مردہ لاشہ نمکین اور کھارے پانی میں تیر رہا ہوگا یا زندہ لاش کی صورت میں اب بھی سمندری موجوں کے رحم و کرم پر ہوگا! لیکن وہ اور اس جیسے ہزاروں اراکانی مسلمان اس امت کے جسم پر ایسا گھاؤ ہیں جسے آج نہیں بھرا گیا تو کل روزِ حساب امت کے جوانوں سے اس زخم اور گھاؤ کی بابت سخت باز پرس بھی ہوگی اور پکڑ بھی! سامان کیجیے، سامان! افغانستان سے شام اور فلسطین سے برما تک امت کے زخموں کا حساب لگا رکھیے! اگر اپنی تجوریاں بھرتے بھرتے اور اپنے آنگنوں میں اترنے والی خوشیوں کی برکھا رُت میں بھیگتے چلے جانے سے حساب کتاب کمزور ہو گیا ہے تو یاد رکھیے کہ ’وہاں‘ معاملہ اُس ہستی سے ہوگا جو نہ تو بھولتا ہے اور نہ ہی غلطی کرتا ہے!

نہ جا اُس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے پکڑ اُس کی
ڈر اُس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اُس کا!

☆☆☆☆☆

’’اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہیں کہ آج میدان جہاد میں اموال سے زیادہ، ساز و سامان سے زیادہ، اسلحے سے زیادہ، ہر چیز سے بڑھ کر جس چیز کی ضرورت ہے وہ علما ہیں...... یقیناً علما پہلے بھی کچھ نہ کچھ میدان میں موجود ہیں لیکن جتنے بڑے فیصلے اور جتنے نازک معاملات امت کے مستقبل کے حوالے سے میدانِ جہاد میں طے کیے جا رہے ہوتے ہیں اس کے لیے ایک دو نہیں درجنوں علما کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی باقی مصروفیات کو ترک کریں، جہاد کی فرضیت کو پہچانیں اور میدانِ جہاد کا رُخ کریں، ہجرت کر کے یہاں پر آئیں اور ان میں سے جو اب بزرگی کی اس عمر میں ہیں کہ یہاں پر نہیں آسکتے، وہ اپنے اپنے مدارس میں رہتے ہوئے اپنے اپنے مقامات پر رہتے ہوئے جس کو حق جانا ہے اسے مرتے دم تک بیان کریں اور مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مولانا عبدالرشید غازیؒ اور علمائے سلف میں سے امام احمد بن حنبلؒ، امام ابو حنیفہؒ، ان سے پہلے گزرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت پر عمل کریں اور حق بات کہنے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں‘‘۔

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

20 اپریل: صوبہ ہلمند...... صدر مقام لشکرگاہ شہر...... پولیس اسٹیشن پر فدائی حملہ...... نظم عامہ کمانڈر حیات اللہ اور انسداد دہشت گردی افسر عبدالاحد سمیت 23 اہل کار ہلاک...... 30 زخمی

روہنگیا کے مسلمانوں کی حالت زار: عمل کے لیے ایک فوری پکار

حرکتہ الشباب المجاہدین

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ (التوبة: ۷۱)

''مومن مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں''۔

روہنگیا کے مسلمانوں کو درپیش موجودہ شدید ترین حالات میں اور ہولناک المیے کے پیشِ نظر ہم ایک بار پھر انڈونیشیا، ملائیشیا، تھائی لینڈ اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان ہزاروں برمی مسلمانوں کے لیے آگے بڑھیں جو اب بھی سمندر بھی بھٹک رہے ہیں۔ بدھوں کے ہاتھوں منظّم قتلِ عام سے بچنے کے لیے یہ مظلوم مسلمان جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں، اپنے گھر بار تباہ ہو جانے کے بعد جان بچانے کے لیے سمندر میں بھٹکتے پھر رہے ہیں کہ کسی ساحل پر انہیں کوئی پناہ دے دے۔ ان کا جرم ان کا مسلمان ہونا ہے، اس کے سوا کچھ اور نہیں:

وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِO الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (البروج: ۷۔۸)

''یہ لوگ ان مسلمانوں (کے کسی اور گناہ) کا بدلہ نہیں لے رہے تھے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ غالب، لائق حمد کی ذات پر ایمان لائے تھے۔ وہی ہے جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے''۔

لیکن ان کے ہمسائیوں نے تو انہیں مسترد ہی کیا ہے، وہ خود اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی اپنی مدد سے کتراتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ان کی یہ ذہنی اذیت ان کی جسمانی تکالیف کو کئی گنا بڑھا رہی ہے اور وہ یہی دکھ ہے کہ ان کے مسلمان بھائی ان کی مدد کرنے کو آتے نظر نہیں آرہے۔ اس سے پہلے سالوں تک مسلمان ان کے قتلِ عام پر گہرے سکوت کی چادر اوڑھے رہے اور پھر ان کی ایک بڑی تعداد بدترین ماحول کے ڈربہ نما کیمپوں میں رہنے پر مجبور کر دی گئی۔ اور اب سمندر کی وسعتیں انہیں نگلنے کو بے تاب ہیں لیکن وہ اپنے بھائیوں کے رویوں میں کوئی تبدیلی آتی نہیں دیکھ رہے۔ ہزاروں میل کی دورے اور سمندر کے حائل ہونے کے باوجود مجاہدین کے نزدیک یہ بنیادی اہمیّت کا مسئلہ ہے کیونکہ مجاہدین کی خود اپنی جدوجہد کا ہدف بھی صرف مشرقی افریقہ میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں مسلمانوں کی مشکلات کو دور کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيراً (النساء: ۷۵)

''اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما''۔

جنوب مشرقی ایشیا کے مسلمانوں کے لیے:

ہم یہاں تمام مسلمانوں بالخصوص جنوب مشرقی ایشیا کے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہتے یں کہ اے جنوب مشرقی ایشیا کے مسلمانو! اپنے روہنگیا بھائیوں کو علاقے کی اُن مرتد حکومتوں کے رحم وکرم پر مت چھوڑنا جو خود ان مظلوم مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے مظالم میں برابر کی شریک ہیں۔

لاَ يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلاًّ وَلاَ ذِمَّةً وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ (التوبہ: ۱۰)

''یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ تو رشتہ داری کا پاس کرتے ہیں نہ عہد کا۔ اور یہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں''۔

معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے لیجیے اور اپنے بھائیوں کی مدد کیجیے کہ یہ آپ پر فرض ہے، ایسا فرض جس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قیامت کے اچھی طرح باز پُرس ہوگی! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے، نہ اسے (بے یار ومددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے، جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے، جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور فرمادے گا''۔ (متفق علیہ)

خدارا! اپنے اس فرض کو خائن اور مرتد حکومتوں کی دست برد اور وطن پرستی کے باطل نظریات میں غرق ہونے سے بچائیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی طرف آگے بڑھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(بقیہ صفحہ ۴۶ پر)

21 اپریل: صوبہ قندوز.........قندوز شہر.........پولیس اہل کاروں پر حملہ.........گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے ایک موقع پر ہلاک.........2 زخمی

روہنگیا کے دُکھ

ظفر محمد

ایک تازہ ترین خبر کے مطابق برما کے وزیرِ وناتا منگ ون نے ایک باسی پھلجھڑی یہ چھوڑی ہے کہ اراکان سے ہجرت کرنے والے روہنگیا کو برما میں کسی نسل کشی کا سامنا نہیں اور یہ کہ یہ سب لوگ محض تلاشِ روزگار کے لیے ادھر ادھر دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔

گویا کہ ننھے منے بچوں اور عورتوں سمیت کھلے سمندروں میں بھٹکتے یہ لوگ گھروں سے محض کام دھندے کے لیے نکلے ہیں؟؟ گوتم بدھ نے کہا تھا: ''تین چیزیں کبھی نہیں چھپ سکتیں، سورج، چاند اور سچ!''

جس سچ کو چھپانے کے لیے برما کی شدت پسند بدھ قیادت ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہی ہے وہ بکٹ لینڈ تھائی بارڈر سے دریافت شدہ سیکڑوں قبروں سے ملنے والی انسانی باقیات نے عیاں کر دیا ہے، ۲۵ اور ۲۶ مئی کو یہاں سے ۱۲۶ انسانی ڈھانچے برامد ہوئے ہیں...... یہ وہ بدنصیب ہیں جو بدھسٹ دہشت گردوں سے جان بچا کر بھاگے تو سفاک انسانی سمگلروں کے ہتھے چڑھ گئے...... بکٹ لینڈ کے جنگلوں سے چھوٹے چھوٹے پنجرے بھی برامد ہوئے ہیں جن میں روہنگیا نامی مخلوق کو اذیت کوشی کی حالت میں رکھا جاتا تھا، تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ مال سمیٹا جا سکے......

یو این ایچ سی آر کے مطابق اب تک ایک لاکھ تیس ہزار روہنگیا مغربی اراکان سے مختلف ممالک میں ہجرت کر چکے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ مردوں عورتوں اور بچوں سے بھری وہ سیکڑوں کشتیاں کہاں گئیں جنہیں چند روز پہلے بنگلہ دیشی ساحل سے واپس موڑا گیا تھا؟؟ میانمار میں پھنسے لوگوں کو چھوڑیے، جو سمندروں میں ہچکولے کھاتے سسک سسک کر مر رہے ہیں ان کی فکر کون کرے گا؟ اگر ہم نے آج ان کے لیے آواز نہ اٹھائے تو کل یہی ایک لاکھ تیس ہزار مظلوم کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگ کر ہمارے خلاف استعمال بھی ہو سکتے ہیں...... بھوک اور بے کسی انسان سے کیا کچھ نہیں کرا سکتی؟؟

۱۳ جنوری ۲۰۱۴ء کو مشتعل اراکانی ہجوم جسے سیکورٹی فورسز کی حمایت حاصل تھی روہنگیا کے ٹاؤن شپ ڈوچی اور مونگڈ یو میں داخل ہو کر چالیس مردوں کو ذبح کر دیا اور گھروں سے چھوٹے چھوٹے بچے پکڑ کر انہیں پانی کے ٹینکوں میں ڈبو کر شہید کر دیا۔ اس واقعے کی تصاویر اور ویڈیوز بنا کر نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے سوشل میڈیا پر بھی چلائی گئیں تاکہ روہنگیا مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلا کر انہیں برما سے بے دخل کیا جائے۔

کچھ مغربی ممالک نے اس سفاکیت پر اقوام متحدہ میں آواز اٹھائی تو یو این نے برمی حکومت کو اس پر تفتیشی کمیشن بنانے کا کہا۔ ایک پِدّا سا ملک' اقوام متحدہ کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو گیا...... برمی صدر کے نمائندے نے کسی قسم کا کمیشن بنانے سے سرموا نکار کر دیا...... عراق پر پابندیاں لگا کر ہزاروں بچوں کو قتل کرنے والی اقوام متحدہ برمی حکومت کے سامنے منّت ترلے پر اتر آئی...... اقوامِ متحدہ نے برما کو اپنی ''عزت'' کا واسطہ دے کر بمشکل ایک داخلی کمیشن بنانے پر آمادہ کیا...... کیونکہ ''چِٹّا انکار'' کرۂ ارض پر اقوام متحدہ کی ''بے عزتی خراب'' کر سکتا تھا۔ برمی حکومت نے اقوام متحدہ کی ''بے عزّتی'' بچانے کے لیے واقعۂ مذکورہ پر دو داخلی کمیشن بنائے جنھوں نے چند ماہ کی عرق ریزی کے بعد انکشاف کیا کہ ڈوچی اور مونگڈ یوٹاؤن میں ایسا کوئی واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں...... گویا:

خواب تھا جو کچھ دیکھا تھا
جو بھی سُنا افسانہ تھا

☆☆☆☆☆

بقیہ: روہنگیا کے مسلمانوں کی حالت زار: عمل کے لیے ایک فوری پکار

''مسلمان آپس میں پیار و محبت، رحم و شفقت اور مہربانی برتنے میں ایک جسم کی مثال رکھتے ہیں کہ جسم کا ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم اضطراب اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

یہ ہے اسلامی اخوت کا نہ ٹوٹنے والا رشتہ! اب یہ آپ پر ہے کہ کہ آپ اس وحشت ناک صورت حال میں میانمار کے مسلمانوں کی مشکلات کم کرنے میں مرکزی کردار اپنے ہاتھ میں لیں، ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں اور اپنے گھروں اور پناہ گاہوں سے پہلے اپنے دلوں کو اپنے بھائیوں کے لیے کھول دیں! اپنے لوگوں کو متحرک کریں، اپنے وسائل اور اموال کو جمع کریں، ان ستم رسیدہ مسلمانوں کی عزت کی بحالی اور کفر و شرک کی آندھیوں کے مقابلے میں کو بھی کر سکتے ہیں، کیجیے! اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، بے شک وہی بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

''عزت تو صرف اللہ، اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنین کے لیے ہی ہے لیکن منافقین نہیں جانتے''۔

مرکز اطلاعات حرکۃ الشباب

☆☆☆☆☆

21 اپریل: صوبہ ہلمند......... ضلع سنگین......... مجاہدین ka پولیس اہل کاروں کی چوکی پر حملہ......... 10 اہل کار ہلاک اور زخمی

مشرقی ترکستان

محمد زبیر

امت مسلمہ کے قلوب میں در آنے والے وہن نے جہاں اس امت کو اپنے عقائد، تعلیمات، طرز زندگی، خلافت اور عظمت رفتہ سے محروم کر دیا ہے، وہیں خدا بیزار مغربی تہذیب کو بھی یہ اجازت دی کہ وہ مسلمان معاشروں پر مسلط ہو جائے۔ اس باطل تہذیب کے بنیادی نعروں آزادی (آسمانی وحی اور حدود شریعت سے)، مساوات (مومن وکافر، متقی وفاجر، مرد وزن کے مابین) اور ترقی (اتباع نفس میں) نے مسلمانوں کے قلب وذہن کو اس قدر پراگندہ کر دیا ہے کہ توحید حاکمیت، نفاذ شریعت، اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی، جہاد اور آخرت کی تیاری جیسی دین اسلام کی بنیادی چیزیں اجنبی بن کر رہ گئی ہیں۔ مسلمان معاشرے کفار ہی کی نفسیات کا پرتو دکھائی دے رہے ہیں، جس میں مفاد پرستی کو بنیادی محرک کی حیثیت حاصل ہے۔ دوست وہ ہے جو ہمارے مفادات کا پاس کرے، جو ہماری ''ترقی'' میں تعاون کرے اور جس کی دی ہوئی بھیک ہماری معیشت کو سہارا دے۔ اس دوستی کو قائم رکھنا ملکی پالیسی میں اہم ترین فرض گردانا جاتا ہے، جس کے مقابل اسلام اور اخوتِ اسلامی کی کوئی وقعت نہیں۔

اس بنیاد پر قائم کردہ تعلّق کی ایک مثال ''پاک چین دوستی'' ہے۔ حکومت اور میڈیا نے ذاتِ خداندی کی منکر اس سگ خور قوم کے ملکِ پاکستان پر احسانات کی گردان اس کثرت سے دہرائی ہے کہ پوری قوم چین کی ممنون دکھائی دیتی ہے۔ باہمی اغراض پر استوار اس دوستی نے چینیوں کے الحاد، قدیم اسلام دشمنی اور چین اور اس کے مقبوضہ علاقے مشرقی ترکستان میں بسنے والے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے روح فرسا مظالم کو یکسر فراموش کر دیا۔ بعض ''دانش ور'' تو چین کی مدح سرائی میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ امت مسلمہ کے مستقبل کو بھی چینی تعاون کا محتاج بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اسی علّت کے پیشِ نظر وہ مشرقی ترکستان کے موقف پر چین کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ کاش کہ ہم چین کے چہرے کو مشرقی ترکستان کے مظلوم مسلمانوں کی آنکھوں سے دیکھیں!!!

مشرقی ترکستان اٹھارہ لاکھ مربع کلومیٹر پر محیط مسلم خطہ زمین ہے۔ جو چین کے کل رقبہ کا پانچواں حصّہ بنتا ہے۔ اس کے جنوبی سمت میں ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ ہے جب کہ مغرب اور شمال مغرب کی جانب اس کی حدود افغانستان، پاکستان، تاجکستان، کرغزستان اور قازقستان سے منسلک ہیں، شمال میں منگولیا اور روس واقع ہیں۔ اس مخصوص محل وقوع کی وجہ سے یہ خطہ جغرافیائی طور پر نہایت اہمیّت کا حامل ہے جو چین کو وسطی ایشیا کے قدرتی وسائل سے مالا مال خطوں اور بذریعہ پاکستان بحیرۂ عرب تک رسائی فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس خطے کو بھی بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ خطے میں پانی کی وافر فراہمی اور زرخیز زمین کے باعث زرعی پیداوار کا حجم بہت زیادہ ہے۔ چین اپنے غلے کی ضروریات کا ۳۵ فی صد یہیں سے حاصل کرتا ہے۔ چاول، گندم، کپاس اور مختلف انواع کے پھل یہاں کی اساسی پیداوار ہیں۔ اپنے وسیع سبزہ زاروں کی بدولت یہ علاقہ مویشیوں کی افزائش کے لیے بھی انتہائی موزوں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین میں قدرتی وسائل معدنیات کا بھی انتہائی وسیع ذخیرہ رکھا ہے۔ مشرقی ترکستان دنیا بھر میں خام تیل کا سعودیہ کے بعد دوسرا بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق اس کے ذخائر کی مقدار ۱۶ کروڑ ٹن تک ہے۔ اسی طرح اعلیٰ نوعیت کی یورینیم کا ایک وسیع خزانہ بھی اسی میں دفن ہے جو کہ ۱۹۶۴ء کے اعداد وشمار کے مطابق ۱۲ کھرب ٹن تک پہنچتا تھا۔ نیز مشرقی ترکستان میں تقریباً ۵۰ سونے کی کانیں، ۴۰ لوہے کی کانیں، ۷۰ کوئلے کی کانیں اور ۶ پارے کی کانیں بھی موجود ہیں۔

مشرقی ترکستان کے مسلمان ایغور نسل سے تعلّق رکھتے ہیں، جن کا رہن سہن اور زبان وغیرہ ترک نسل سے قریب تر ہے، اور عقیدتاً سنی مسلمان ہیں۔ اس کے علاوہ قازق اور کچھ دیگر ترک نسلوں کے لوگ بھی یہاں مقیم ہیں۔ اب چین نے یان نسل کے کافر چینیوں کو بھی بڑی تعداد میں یہاں لا کر آباد کیا ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی لشکر مشرقی ترکستان کی سرحدوں تک پہنچ گئے تھے لیکن ۸۰ ہجری میں یہ خطہ باقاعدہ طور پر اسلامی سلطنت کا حصّہ بنا۔ جب قتیبہ بن مسلم باہلیؒ کے ہاتھوں مشرقی ترکستان کا صدر مقام کاشغر فتح ہوا۔ قتیبہؒ چین کی سرحد تک جا پہنچے، خلافت اسلامیہ سے خوفزدہ چینی شاہ نے وفد بھیج کر صلح کی درخواست کی اور جزیہ دینا قبول کیا۔ اس کے بعد یہ خطہ ایک طویل عرصے تک اسلامی سلطنت کا جز و رہا۔ علم اور علما کے حوالے سے بھی مشرقی ترکستان کو نمایاں مقام حاصل ہوا اور اُس نے چینی کافروں کے خلاف مسلمانوں کی صفِ اول کا کام دیا۔

مشرقی ترکستان پر چینی دست درازیوں کا آغاز سترہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ مسلمانوں نے اس چینی تسلط کے خلاف متعدد بار جہاد کا آغاز کیا۔ ۱۸۶۳ء میں ایغور اور دیگر چینی مسلمانوں نے مشرقی ترکستان کے ساتھ ساتھ قینسو اور مشان ہئی میں بھی جہاد کا آغاز کیا۔ اور یعقوب بیگؒ کی قیادت میں آزاد اسلامی سلطنت بنانے میں کامیاب ہو گئے، جو ۱۶ سال قائم رہی۔ اسی طرح ۱۹۳۳ء اور ۱۹۴۴ء میں بھی مسلمان آزاد

21 اپریل: صوبہ پکتیا..................ضلع پھٹان..................ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ..................3 پولیس اہل کار ہلاک

اسلامی ریاست بنانے میں کامیاب رہے۔لیکن پہلی بار تو ریاست کا خاتمہ چینی فوج میں شامل کلمہ گو فوجیوں کی ۳۶ ویں ڈویژن (قومی انقلاب آرمی) کے ہاتھوں ہوا۔یہ وہ قابلِ افسوس امر ہے جس کا سامنا آج بھی مسلمان کر رہے ہیں۔جس خطے میں بھی نفاذِ اسلام کی آواز بلند ہو تو وہیں کی نام نہاد مسلمان فوج، جن کا اول و آخر مقصد خواہشاتِ نفس کی تسکین اور عہدے و مراعات کا حصول ہوتا ہے، اس تحریک کے سامنے مسلح ہو کر کھڑی ملتی ہے۔ یمن، صومالیہ، عراق، افغانستان، پاکستان غرض ہر علاقے میں مسلمانوں کو یہی اولین مشکل درپیش ہے۔ ۱۹۴۴ء میں قائم کردہ اسلامی ریاست کا خاتمہ ماؤزے تنگ کے کمیونسٹ انقلاب کے ہاتھوں ہوا۔۱۹۴۹ء میں کمیونسٹ پیپلز لبریشن آرمی مشرقی ترکستان پر مستحکم قبضہ حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔اس قبضے کی وجوہات میں سے ایک بنیادی وجہ اس وقت کا کمیونسٹ ذہنیت کا حامی حکمران احمد جان تھا۔جسے ریاست کے پہلے سربراہ علی یان طوری کی جگہ نامزد کیا گیا تھا۔احمد جان اولاً روسی حمایت یافتہ تھا لیکن بعد میں یہ چین کے ساتھ مل گیا اور مشرقی ترکستان میں کمیونسٹ انقلاب کی راہ ہموار کرنے کا موجب بنا۔

اس کے بعد چین نے کسی بھی قسم کی آئندہ بغاوت سے بچنے کے لیے نظریاتی، معاشی، عسکری غرض ہر سطح پر مسلمانوں کا استحصال جاری رکھا۔چین نے پوری کوشش کی کہ یہاں کے مسلمانوں کو اسلام کی دولت سے بے بہرہ کر دے اور انہیں ان کا اسلامی ماضی بھلا دے۔جیسا کہ یورپ نے اندلس (اسپین) میں کیا اور یہودی فلسطین میں کر رہے ہیں۔فوری طور پر مشرقی ترکستان کا نام بدل کر سنکیانگ (نئی سرزمین) رکھ دیا گیا۔ ڈاڑھی، حجاب، حج اور دیگر اسلامی شعائر پر پابندی عائد کر دی گئی، مساجد اور مدارس دینیہ بند کر دیے گئے۔اسلامی کتب جلا دی گئیں اور متعدد علمائے کرام شہید کر دیے گئے۔ ۱۹۶۶ء میں ثقافتی انقلاب کے نام سے چین نے کمیونسٹ مخالف ہر قسم کے جذبات ختم کرنے کے لیے نئے سرے سے ایک تحریک کھڑی کی جس کا مقصد چار پرانی چیزوں یعنی پرانے نظریات، پرانی ثقافت، پرانے رسم و رواج اور پرانی عادتوں کو ختم کرنا ٹھہرایا۔ اسلام اس تحریک کا بالخصوص نشانہ بنا، جس گھر میں قرآن مجید کا نسخہ نظر آیا؛ اُسے مسمار کر دیا گیا۔۱۹۹۰ میں بھی اسلامی لہر کو محسوس کرتے ہوئے چین نے دینی عناصر کے خلاف اپنی بہیمیت کا پورا اظہار کیا۔۲۸۰۰۰ مساجد، ۱۸۰۰۰ مدارس کی تالہ بندی کر دی گئی اور ۷۳۰۰۰۰ اسلامی کتب قبضے میں لے لی گئیں۔آج بھی چین میں ۱۸ سال سے کم عمر بچے کو مذہبی تعلیم دینے پر پابندی ہے۔ایسے متعدد واقعات پیش آ چکے ہیں کہ مشرقی ترکستان کے نوجوان پاکستان یا کسی اور ملک کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے آئے لیکن چینی حکومت نے پتہ چلتے ہی اُنہیں واپسی پر شہید کر دیا۔

اسی دوران میں مشرقی ترکستان میں ایغور نسل کی عددی برتری کو ختم کرنے کے لیے یان نسل کے چینیوں کو بڑی تعداد میں رقوم، اراضی اور زرعی سہولیات کے بدلے یہاں منتقل کیا گیا ہے اور حکومتی امور بھی زیادہ تر اُنہی کے سپرد ہیں۔دوسری طرف کمیونسٹوں کے مظالم سے تنگ آ کر بہت سے ایغور مسلمان دوسرے علاقوں میں ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۸۰۰۰۰ کے قریب ایغور مہاجر قازقستان میں پناہ گزیں ہیں۔ اسی طرح کرغزستان میں بھی ایغور مہاجرین آباد ہیں۔مسلمانوں کی تحدیدِ نسل کے لیے ایک سے زائد بچوں پر پابندی عائد کی گئی۔بچوں کی تعداد پر ٹیکس نافذ کیا گیا اور ہسپتالوں میں اسقاطِ حمل کے حربے استعمال کیے گئے۔اس کے علاوہ بڑے پیمانے پر مسلمانوں کے قتلِ عام کی وجہ سے آج اس خطے میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۸۰ لاکھ رہ گئی ہے۔جو مشرقی ترکستان کی کل آبادی کا صرف ۴۰ فی صد بنتا ہے۔جب کہ ۱۹۴۹ء میں ۹۰ فی صد خالصتاً سنی مسلمان وہاں مقیم تھے اور اُن کی تعداد تقریباً ڈھائی کروڑ کے قریب بنتی تھی۔ صرف ۱۹۴۹ء میں شہید کیے گئے مسلمانوں کی تعداد کئی لاکھ ہے۔چین، مشرقی ترکستان کو ایٹمی ہتھیاروں کی تجربہ گاہ کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔اس سرزمین پر اب تک بیسیوں تجربے کیے جا چکے ہیں، جس سے پیدا ہونے والی تابکاری دو لاکھ مسلمانوں کی جان لے چکی ہے۔تابکاری کے اثرات کی وجہ سے متعدد لوگ ناقابل فہم قسم کی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں اور نوزائیدہ بچوں میں ذہنی و جسمانی معذوری کے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

چین مشرقی ترکستان کے وسائل کو بے دریغ اپنے استعمال میں لا رہا ہے۔ معدنیات کی باآسانی چین منتقلی کے لیے ریلوے لائنیں بچھائی گئی ہیں جن کے ذریعے امت کا سرمایہ کفار ہتھیا لے جا رہے ہیں۔جب کہ خود ایغور مسلمان کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔سڑکوں کے کنارے بھیک مانگتے مسلمان بکثرت نظر آتے ہیں۔چینی مسلمان خواتین کو زبردستی دور دراز فیکٹریوں میں کام کے لیے بھیجا جاتا ہے تا کہ مسلمان خواتین سے عصمت و حیا کا عنصر جاتا رہے اور معاشرے میں بے دینی کو فروغ مل سکے۔

الحمدللہ! مشرقی ترکستان کے مسلمانوں نے ۱۹۴۹ء سے لے کر آج تک لمحہ بھر کے لیے اس غلامی کو قبول نہیں کیا اور وقفے وقفے سے جہادی تحریکیں بیدار ہوتی رہیں۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۸۱ء تک مسلمانوں کی طرف سے چینی حکومت کے خلاف بغاوت کے انتیس واقعات پیش آئے۔جب کہ اسی عرصہ میں چینی حکومت نے مسلمانوں کو دبانے کے لیے ۱۹۴ آپریشن کیے جن میں بہت سے مسلمان شہید اور گرفتار ہوئے۔۱۹۸۰ء میں شیخ ضیاء الدین بن یوسفؒ نے حرکت اسلامی مشرقی ترکستان کی بنیاد رکھی۔اس جماعت نے چینی کافروں کے خلاف جہادی کارروائیاں شروع کیں۔مئی ۱۹۹۰ میں شیخ ضیاء الدینؒ نے ۳۰۰ مجاہدین کے ساتھ بیرن میں حکومتی عمارتوں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔جواباً ۴۰۰۰ چینی آرمی نے قبضہ واپس لینے کے لیے کارروائی کی۔اس معرکے میں شیخ ضیاء الدین شہید

21اپریل: صوبہ پکتیا.......... ضلع احمد خیل.......... بارودی سرنگ دھماکہ.......... پولیس اہل کاروں کا ٹینک تباہ.......... 4 پولیس اہل کار ہلاک.......... 2 زخمی

ہو گئے۔ چینی حکومت نے اس کے بعد قتل وگرفتاریوں کا سلسلہ مزید تیز کر دیا اور صرف شک کی بنیاد پر لاتعداد افراد غائب کر دیے گئے۔ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام کے بعد مشرقی ترکستان کے مجاہدین نے یہاں ہجرت کی، جن کی قیادت عالمِ ربانی شیخ حسن ابو محمد مخدومؒ کر رہے تھے۔ شیخ حسن مخدومؒ ۹۱۔۱۹۹۰ء کے دوران بیرن کے حملوں اور مجاہدین کو تربیت دینے کے الزام میں گرفتار رہے۔ ۱۹۹۳ء میں انہیں دینی نصاب کی تبدیلی کے لیے کانفرنس بلانے پر گرفتار کر لیا گیا اور ۱۹۹۶ء میں رہا ہوئے۔ شیخ حسن نے افغانستان میں مشرقی ترکستان کے جہاد کو نئے سرے سے منظّم کیا اور جماعت کا نام 'حزب اسلامی ترکستان' رکھا' جو امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہے۔

ترکستانی مجاہدین' امارت اسلامیہ کے تحت شمالی اتحاد کے خلاف بھی برسرِ پیکار رہے۔ ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر عالمی صلیبی یلغار کے دوران بھی ترکستانی مجاہدین' طالبان اور دیگر مہاجر مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑتے رہے۔ ۲۲ کے قریب ترکستانی مجاہدین گرفتار کر کے گوانتانامو بھیجے گئے۔ جن میں سے بیشتر کو پاکستان کے خفیہ اداروں نے گرفتار کر کے اپنے آقا امریکہ کے ہاتھ فروخت کیا۔ امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد حزب کا مرکز پاکستان کے قبائلی علاقوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ جہاں وہ عالمی کفریہ طاقتوں امریکہ و چین کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شیخ حسن مخدومؒ ۲۰۰۳ء میں وزیرستان میں کفر کی اتحادی ناپاک فوج کی شیلنگ سے شہید ہو گئے۔ آپؒ کی شہادت سے مجاہدین ایک مجاہد عالم اور مشفق دینی وعسکری استاد سے محروم ہو گئے۔ آپؒ نے مشرقی ترکستان کے جہاد کو ہر طرح کے غیر اسلامی نظریات (جمہوریت وقومیت) سے پاک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے بعد عالم ربانی شیخ عبدالحق [جو بعد میں شہادت کا رتبہ پا گئے] حزب کے نئے امیر مقرر ہوئے۔ ترکستانی مجاہدین افغانستان وآزاد قبائل میں عالمی کفری اتحاد کے خلاف کارروائیوں کے ساتھ ساتھ چین میں بھی جہاد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مشرقی ترکستان کی جغرافیائی اہمیّت، قدرتی وسائل اور اسلامی خطہ ہونے کے سبب چین ہرگز اس کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ لہٰذا وہ خطے سے بیدار ہونے والی اسلامی تحریکوں کو روکنے کے لیے فوجی قوت کے استعمال کے ساتھ ساتھ ایسی پالیسیاں بھی ترتیب دیتا ہے جو مجاہدین کی قوت کو زائل کرنے میں معاون ثابت ہوں۔ ۲۰۰۱ء میں جب اسلام کے خلاف عالمی جنگ کی حمایت کا بل اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں پیش کیا گیا تو چین نے چند تحفظات کے بعد اس کی حمایت کی کیونکہ امارت اسلامیہ افغانستان دنیا بھر کے مجاہدین کی نصرت کر رہی تھی۔ اس کے علاوہ خفیہ معلومات کے تبادلے کا معاہدہ بھی طے پایا جس کے تحت امریکی خفیہ ادارے ایف بی آئی کے دفتر کو چین میں کام کرنے کی اجازت بھی دی گئی۔ ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ میں پاکستان کا بیش بہا تعاون بھی چین کی خاموش حمایت ہی کا نتیجہ ہے۔ جنوری ۲۰۰۲ء میں سابق امریکی صدر بش نے کہا تھا'' ایک مشترکہ خطرہ پرانی عداوتوں کو زائل کر رہا ہے، امریکہ' روس، چین اور بھارت کے ساتھ مل کر امن اور ترقی کے حصول کے لیے کوشاں ہے، ایسا باہمی تعاون پہلے کبھی ممکن نہ ہو پایا تھا''۔ بالکل ایسے ہی چین' روس اور وسطی ایشیا کی ریاستوں سے اچھے تعلقات کو فروغ دے رہا ہے تاکہ قازقستان اور کرغزستان میں پناہ گزین ایغور مسلمان خطرہ نہ بن سکیں۔ ان ممالک نے آپس میں ''انسداد دہشت گردی'' کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں اور مشرقی ترکستان میں ان ممالک کی مشترکہ جنگی مشقیں بھی ہو چکی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کیمونسٹ تعلیمی اداروں میں ایغور مسلمانوں کو کم میرٹ پر داخلہ اور فراغت کے بعد ملازمت کی یقین دہانی کرائی جا رہی ہے تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل اسلام سے دور اور چینی افکار ونظریات کی حامل بن جائے۔ یقیناً کفریہ نظام تعلیم سے فارغ شدہ مسلمان طبقہ ہی آج کفر کا سب سے بڑا وکیل ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شر سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین

پوری دنیا بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ چین کے بارے میں اپنی سوچ ونظریات کی اصلاح کریں اور مشرقی ترکستان کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کے لیے ہر ممکنہ ذریعہ بروئے کار لائیں۔ عوام کے سامنے چین کی اسلام دشمنی کو واضح کیا جائے اور مالی وجانی لحاظ سے مشرقی ترکستان کے مجاہدین کا تعاون اور ان کے لیے دعا کی جائے۔ ان شاء اللہ کفر کے امام امریکہ کی شکست کے بعد مجاہدین بھی اس قابل ہوں گے کہ اپنی توجہ پوری طرح مشرقی ترکستان کی جانب مبذول کریں اور نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ظلم وسفاکیت کا بدلہ چکا سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مشرقی ترکستان کے مجاہدین کی حفاظت فرمائے، انہیں ثابت قدمی عطا فرمائے اور اپنی نصرت کے دروازے ان کے لیے کھول دے۔ آمین

☆☆☆☆☆

''آج اس امت کے پاس اصلاح کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یہ طاغوت کے انکار اور توحید کے اقرار کے تقاضوں کو پورا کرے، فکر وعمل میں کفار کی مشابہت سے بچے اور وقت کی جاہلی تہذیب کی اقدار اور اس کے مظاہر سے اپنی جان چھڑائے، ظاہر وباطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور شریعت مطہرہ سے چمٹ جائے، دنیا کی امامت وسیادت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے منہج کو اپنا اسوہ بنائے، کامیابی اور فلاح کے دجالی تصورات کو رد کرے اور جن وانس کو جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، اسی کو اپنا مقصودِ زندگی بنائے''۔

احسن عزیز رحمتہ اللہ علیہ

22 اپریل: صوبہ زابل.................صدر مقام قلات شہر.................مجاہدین کا افغان فوجیوں پر حملہ.................5 افغان فوجی ہلاک.................ایک رینجر گاڑی تباہ

(قسط سوم)

جہادِ شام...... ماضی، حال، مستقبل

حسان کوہستانی

ستمبر ۲۰۱۱ء میں پرتشدد مظاہرے، لڑائیاں اور شامی فوج میں بڑے پیمانے پر انحراف کا عمل جاری رہا۔ ایک ایکٹویسٹ نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر الجزیرہ کو دمشق میں ایک مظاہرے کے بارے میں بتایا کہ جب شامی فوجیوں کو نہتے مظاہرین پر گولی چلانے کا حکم دیا گیا تو کم از کم ۸ فوجیوں نے موقع پر ہی انکار کر دیا اور شامی سیکورٹی فورسز پر فائرنگ کر دی۔

۲ ر اکتوبر کو ہوگو شاویز نے لیبیا کے معمر قذافی اور شامی خون آشام بشار کو اپنا بھائی قرار دیتے ہوئے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ روسی بلاک، جس میں خاص طور پر ایران شامل ہے، کی مکمل حمایت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی بشار کسی نہ کسی حالت میں شام میں موجود ہے۔ جب شامی عوام تہہ تیغ کیے جا رہے تھے تو انہی طاقتوں نے بشار کی پیٹھ ٹھونکی اور مالی و افرادی ہر طرح کی مدد دی۔ دوسری طرف مغربی طاقتوں کی طرف سے تمام تر ثبوتوں اور شہادتوں کے باوجود بشار کی مخالفت صرف زبانی جمع خرچ تک ہی رہی۔

ماہ اکتوبر بھی بڑے مظاہروں میں ہی گزرا۔ ایک طرف شامی مزاحمت مضبوط ہو رہی تھی تو دوسری طرف اب بھی مظاہرے جاری تھے۔ ہر مظاہرے میں لاشیں اٹھائی جاتیں لیکن یہ مظاہرے کسی طرح کم ہوتے نظر نہیں آتے تھے۔ انہی مظاہروں میں ایک کردرہ نما کی شامی سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد کرد مظاہرین کی تعداد اور شدت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ ۲۱ اکتوبر کے مظاہروں میں لیبیا کے کرنل قذافی کی ہلاکت کی خوشی منائی گئی۔ مظاہرین کا نعرہ تھا ''بشار اب تمہاری باری ہے''......مظاہرین' بعث پارٹی کے ۴۸ برس پہلے شامی اقتدار پر قبضہ کرنے سے قبل کے پرانے شامی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ حمص کے مقام بابا امر میں ۲۷ اکتوبر کو ایک ساتھ ۹۰ فوجی بشاری حکومت سے تائب ہو گئے۔

نومبر کے شروع میں جیش الحر اور شامی فوج کے درمیان حمص یں لڑائی شروع ہو گئی۔ شامی فوج نے حمص کا محاصرہ کیا ہوا تھا (جو کہ تین سال تک جاری رہا)۔ شامی فوج نے درعاء اور حماء کی طرز پر حمص میں کریک ڈاؤن اور گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کیا لیکن شامی سیکورٹی ادارے حمص میں مزاحمت کو دبانے میں ناکام رہے۔ اس شہر میں فرقہ وارانہ عنصر بھی باقی علاقوں سے زیادہ پایا جاتا تھا۔ حمص کے بیش تر حصوں پر مزاحمت کاروں کا قبضہ تھا جنہوں نے گلیوں میں لڑائی سے آہستہ آہستہ شامی فوج کو پیچھے دھکیلا تھا۔ شامی فوج نے کئی مرتبہ مزاحمتی گروہوں کے علاقوں میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

حمص کے ضلع بابا امر میں لڑائی کی شدت بہت زیادہ تھی کیونکہ یہ علاقہ شامی فوج سے تائب ہو کر آنے والی کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ شامی فوج کا محاصرہ جاری رہا، اس دوران میں اس علاقے پر بشاری فوج کی بم باریاں اور شیلنگ جاری رہی جس کا نشانہ معصوم عام شہری ہی بنتے رہے۔

یکم دسمبر ۲۰۱۱ء کو اقوام متحدہ نے مقتول مظاہرین اور شامی فوج سے منحرفین (تائبین) کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے شام کی صورت حال کو باقاعدہ خانہ جنگی قرار دے دیا۔

۲ دسمبر کو لاتاکیہ/الاذقیہ میں بہت سے اہل کار تائب ہوئے۔ جیش الحر نے انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر پر بڑا حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۸ انٹیلی جنس افسران ہلاک ہو گئے۔ انٹیلی جنس کا ادارہ شام میں مضبوط ترین ادارہ ہے۔ یہ ادارہ بشار حکومت کے لیے سب سے بڑا ستون ہے۔ پہلی بار انٹیلی جنس کے کم از کم ۱۲/ اہل کار تائب ہو کر ادلب کے انٹیلی جنس کمپاؤنڈ سے فرار ہو گئے۔

۱۲ دسمبر کو اقوام متحدہ کے ہیومن رائٹس کمشنر کے مطابق پرتشدد مظاہروں اور کریک ڈاؤن کے نتیجے میں اب تک ۵۰۰۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ بشار کے مظالم کی ایک دفعہ پھر زبانی مذمت کی گئی جب کہ روس کے وزیر خارجہ نے بشار حکومت کا مکمل دفاع کیا۔

۱۹ دسمبر کو ادلب میں ۷۰ شامی فوجیوں نے اپنے افسران کا حکم ماننے سے انکار کر دیا، جس پر ان ۷۰ فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس دن ۱۰۰ سے زیادہ ہلاکتیں ہوئیں کہ کہ شام میں معمول کی بات بن چکی تھی۔ ۲۱ دسمبر کو شامی سیکورٹی فورسز نے ترکی کی سرحد سے ۳۰ میل دور ایک گاؤں کفراویدمیں اس وقت کا سب سے بڑا قتل عام کیا۔ پورا گاؤں تباہ ہو گیا، ۱۰۰ سے زیادہ نہتے لوگ قتل کیے گئے جب کہ باقی جان بچا کر بھاگ گئے۔

۲۳ دسمبر کو دمشق میں سیکورٹی دفاتر کے پاس ۲ بڑے کار بم دھماکے ہوئے جس میں ۴۴ افراد ہلاک اور ۱۶۳ زخمی ہوئے، جن میں زیادہ تعداد عام لوگوں کی تھی۔ شامی حکومت نے اس دھماکے کا الزام القاعدہ پر لگایا۔ دوسری جانب اخوان المسلمون سے منسوب ایک ویب سائٹ پر ان دھماکوں کی ذمہ داری قبول کی گئی۔ بعد میں یہ بات ثابت ہوئی کہ مذکورہ ویب سائٹ خود شامی حکومت نے ان بم دھماکوں سے پہلے بنائی تھی۔

23 اپریل: صوبہ پکتیا..........ضلع زرمت..........افغان فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ..........4 فوجی موقع پر ہلاک..........5 شدید زخمی

القاعدہ نے ان دھماکوں کی مذمت کی اوران سے مکمل لاتعلقی کا اظہار کیا۔

۲۷ دسمبر کو عرب لیگ کا وفد حمص شہر کے حالات کا جائزہ لینے اور مقامی لوگوں کے حالات دریافت کرنے حمص آیا۔عرب لیگ کے دورے کے پیش نظر شامی فوج نے اپنے بھاری ہتھیار اور ٹینک شہر کے اطراف سے ہٹا لیے جن سے وہ مسلسل حمص پر آگ برسا رہے تھے۔عرب لیگ وفد کی آمد کی اطلاع سن کر صرف حمص کے گھڑیال چوک میں ۷۰ ہزار لوگ جمع ہوئے، دوسرے علاقوں میں جمع ہونے والوں کی تعداد اس سے زیادہ تھی۔ یہاں بھی مظاہرین پر شامی سیکورٹی فورسز نے آنسو گیس پھینکی اور فائرنگ کی۔شامی حکام نے جان بوجھ کر حالات خراب کیے جس کی وجہ سے وفد زیادہ آگے نہ جاسکا نہ ہی زیادہ لوگوں کی بات سن سکا۔لوگ اصرار کرتے رہے کہ بابا امر ضلع کا دورہ کیا جائے لیکن حالات کی خرابی اور شامی سیکورٹی اداروں کی بدنیتی کی وجہ سے وفد وہاں نہ گیا۔ بابا امر شامی سیکورٹی فورسز کی گولہ باری کا بڑا نشانہ تھا۔

۲۸ دسمبر کو عرب لیگ کے وفد کے حماء کے دورے کے موقع پر بھی شامی فوجی مظاہرین پر فائرنگ کرتے تھے جس سے ۶ شہادتیں ہوئیں۔ ۳۰ دسمبر کو ارضِ شام کے لوگوں نے تاریخ کا سب سے بڑا احتجاج کیا جس میں پورے شام سے ۶۰ لاکھ لوگوں نے بشار حکومت کے خلاف بڑا مظاہرہ کیا۔اس روز عرب لیگ کے وفد نے درعاء میں اپنی آنکھوں سے شامی فوج کے سنائپروں کو لوگوں پر گولیاں چلاتے دیکھا۔اس بات کا اپنی زبان سے اقرار بھی کیا لیکن بات زبانی جمع خرچ اور مذمت سے آگے پھر بھی نہ بڑھ سکی۔ اور بشار حکومت نے ہمیشہ کی طرح اس الزام سے انکار کیا اور وفد کے ایک رکن کی گواہی کو ''آنکھوں کی غلطی'' قرار دیا۔ان حالات میں شامی عوام کی زندگیاں مذاق بن چکی تھیں۔

جنوری ۲۰۱۲ء میں بشار نے بڑے پیمانے پر فوجی آپریشن شروع کردیے جس سے شہری علاقوں میں بڑی بڑی عمارتیں کھنڈر بننا شروع ہوگئیں۔لڑائی کا دائرہ کار وسیع ہوگیا اور روزانہ ہونے والے مظاہرے لڑائی کی شدت کی وجہ سے ختم ہوتے چلے گئے۔جنوری میں دمشق کے گردونواح میں ہونے والی جھڑپیں بہت شدید ہوگئیں۔ یہاں جھڑپیں پہلی بار نومبر ۲۰۱۱ء میں شروع ہوئیں جو کہ مارچ ۲۰۱۲ء تک جاری رہیں۔ یہ لڑائیاں دمشق کے گردونواح سے شروع ہوکر دمشق کے مرکز تک پہنچ گئیں۔اس دوران میں دمشق کے بہت سے دیہات اور قصبے جیش الحر نے بشار سے آزاد کروالیے۔جنوری کے آخر میں شامی فوج نے جیش الحر کے آزاد کردہ علاقوں پر بڑی چڑھائی کی اور بہت سے علاقے دوبارہ اپنے قبضے میں لے لیے۔

شامی فوج کی یہ کارروائیاں وسط فروری تک جاری رہیں۔لیکن مارچ کے شروع میں دمشق کے مرکزی علاقوں میں ایک دفعہ پھر شامی فوج اور جیش الحر کے درمیان اُس وقت تک کی شدید جھڑپیں شروع ہوگئی۔ یہ لڑائیاں اپریل تک جاری رہیں جس کے بعد اقوام متحدہ کی مداخلت سے جنگ بندی کا اعلان ہوگیا۔دمشق کے ان معرکوں کی تفصیل اور اس جنگ بندی کے بعد لڑی جانے والی لڑائیوں کا مفصل حال ہم ان شاء اللہ بعد میں بیان کریں گے۔

جنوری کے آغاز میں شامی فوج نے زابدانی پر حملہ کیا۔ یہاں جیش الحر کا مکمل کنٹرول تھا۔شدید لڑائیوں کے بعد شامی فوج کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور مجبوراً اسے زابدانی میں جیش الحر سے معاہدہ کرکے یہاں سے نکلنا پڑا، قصبے پر جیش الحر کا قبضہ قائم رہا جو کہ ایک ماہ قائم رہا۔اس کے بعد جیش الحر نے دوما کے قصبے پر بڑا حملہ کرکے اس کے بیشتر حصے پر قبضہ کرلیا۔شامی افواج نے دوما اور زابدانی پر بڑے حملے کرکے دونوں جیش الحر سے آزاد کروالیے۔اس کے بعد جیش الحر کے مزاحمت کار پسپا ہوکر لبنان کی طرف کے ساحلی علاقوں میں چلے گئے۔ مارچ تک شامی فوج دوبارہ جیش الحر سے بیشتر علاقے واپس لینے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ مارچ کی ابتدا میں شامی فوج کو بڑی کامیابی حمص کے ضلع بابا امر پر قبضے کی شکل میں ملی جو کہ بشار مخالفین کا بڑا مرکز تھا۔

اس دوران میں شامی فوج سے انحراف کا سلسلہ تیزی سے جاری رہا۔جنوری میں جنرل مصطفی احمد جیش الحر سے جاملا جو اب تک تائب ہوانے والا سب سے بڑا افسر تھا۔حماء میں کرنل محمود سلیمہ اپنے ۵۰ ساتھیوں سمیت شامی فوج سے تائب ہوگیا۔اس نے اپنے بیان میں کہا کہ شامی حکومت اب تک مظاہروں کو دبانے پر ۴۰۰ ملین ڈالر خرچ کرچکی ہے۔ بشار نے ہزاروں غنڈے پالے ہوئے ہیں جن پر ماہانہ لاکھوں پاؤنڈ لگائے جارہے ہیں۔ان کو بنانے کا مقصد صرف اور صرف حکومت مخالفین اور مظاہرین کا قتلِ عام کرانا ہے۔

اس کا مزید کہنا تھا کہ شامی فوج کا ایک بہت بڑا حصہ تائب ہونا چاہتا ہے لیکن وہ لوگ اپنی جان اور اپنے خاندان کی جان کے خوف سے ایسا کرنے سے احتراز کررہے ہیں۔سلمان نے یہ انکشاف بھی کیا کہ ایران اور عراق دونوں بشار حکومت کو بچانے کے لیے اس کی مدد کررہے ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ شامی حکومت کی مدد کرنے میں باقاعدہ ایران اور عراق کا نام آیا تھا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''اللہ تعالیٰ تم سے ملا عمر سے غداری کے بارے میں ضرور سوال کرے گا جس کا کوئی گناہ نہیں تھا سوائے اس کے کہ اس نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور دنیا کے بدلے دین بیچنے سے انکار کردیا''

شیخ ابومصعب الزرقاوی رحمہ اللہ

مولوی دستگیر صاحب رحمہ اللہ: حیات وشہادت

عبدالرؤف حکمت

اِک ستارہ تھا میں ، کھکشاں ہو گیا: بادغیس گزشتہ تیرہ سالوں میں ملکی سطح پر ایک نمایاں اور جارحیت پر کاری ضرب کرنے والا محاذ رہا ہے۔ جس میں دشمن کو متعدد مرتبہ سخت نقصانات اٹھانا پڑے۔ باوجود اس کے کہ بادغیس کے جہادی امتیازات میں تمام مجاہدین اور مجاہد عوام کا حصّہ ہے، جنہوں نے گزشتہ دس سالوں میں بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ مگر ایک شخصیت ایسی ہے جو اس جہادی تحریک کی محرک اور موجد سمجھی جاتی ہے۔ جسے بادغیس کے عوام آج تک احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ مولوی دستگیر شہید رحمہ اللہ ہیں۔ انہوں نے اپنی جرأت، ایمان داری، اخلاص اور قربانی سے بادغیس میں نہ صرف علی الاعلان جہاد کی بنیاد رکھی، بلکہ جہاد کا پیغام اس صوبے کے ایک ایک کونے تک پہنچایا۔ عوام کو جہاد کی ہمہ پہلو حمایت پر تیار کیا۔ آج یہاں اس نامور مجاہد کے حالات زندگی کو تازہ کیا جاتا ہے۔

مولوی دستگیر رحمہ اللہ! ولوی دستگیر' حاجی اصل خان کے بیٹے اور حاجی فیض محمد کے پوتے تھے۔ نورزئی قبیلے سے تعلّق تھا۔ ۱۳۹۷ھ کو بادغیس ضلع ''بالا مرغاب'' کے گاؤں 'چلونک' میں ایک دین دار خاندان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بچپن ہی میں ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ اس کے بعد بالا مرغاب کے علاقے ''جہاندی ستی'' میں مولوی وزیر محمد صاحب نامی علاقے کے ایک معروف عالم سے دینی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں انہوں نے بادغیس کے مختلف علاقوں سمیت ہرات، فراہ، قندہار اور ہلمند کے مختلف علاقوں کے دینی مدارس میں اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا۔ امارت اسلامیہ کے دور اقتدار میں اپنی تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ بہت عرصے تک ہرات کے شہر ''چہار راہی مستوفیت'' کے قریب ایک مدرسے کے ناظم بھی رہے۔ ۱۴۲۷ھ میں پاکستان کے صوبے بلوچستان کے مرکزی میں شہر کوئٹہ کے مشہور مدرسے 'دارالعلوم شالدرہ' سے دینی علوم سے سند فراغت حاصل کی۔ اسی علاقے کے مشہور عالم اور شیخ الحدیث مولوی عبدالواحد صاحب سے احادیث کی اجازت حاصل کی۔

حق سے جو وعدہ کیا تھا وہ وفا ہوتا رہا! مولوی دستگیر نوجوانی ہی سے جہادی جذبہ رکھتے تھے۔ ان کے قریبی ساتھی مولوی حیات اللہ اکبر کہتے ہیں:

''امریکی جارحیت کے ابتدائی سالوں میں جب مولوی دستگیر صاحب ہلمند میں درس دے رہے تھے، وہ اسی دور سے جہادی کارروائیوں میں شرکت کرنے لگے تھے۔ انہوں نے اپنی جہادی زندگی کا آغاز ہلمند اور قندہار سے کیا۔ بادغیس میں باوجود اس کے کہ جہادی زندگی کا آغاز پہلے سے ہو چکا تھا اور دشمن پر جگہ جگہ حملے جاری تھے۔ مگر اس صوبے میں مولوی صاحب کی آمد سے قبل جہادی کام بہت کم اور خفیہ طریقے سے ہو رہا تھا۔ مجاہدین اسلحے، اہم وسائل اور تنظیمی تشکیلات کی کمی کا شکار تھے۔ جب ۲۰۰۷ء میں مولوی دستگیر صاحب دینی علوم سے فارغ ہوئے اور اپنے علاقے میں جہادی کارروائی شروع کی تو انہوں نے اپنی کوششوں سے ایک مکمل جہادی انقلاب برپا کر دیا''۔

ان کے ایک ساتھی بادغیس کے ضلع 'مقر' کے رہائشی مولوی عبدالقدوس واقعہ سناتے ہیں:

''مولوی دستگیر صاحب نے اپنے کام کا آغاز ابتدائی کوششوں سے کیا۔ پہلی بار وہ جہادی اقدام کرنے لگے تو نہتے تھے، اسلحہ پاس نہیں تھا۔ ان کے ہمراہ ہمارے کچھ اور ساتھی بھی تھے۔ پہلے اسلحہ ڈھونڈنے کے لیے بالا مرغاب کے گاؤں 'پنیرک' میں ایک سابق جہادی کمانڈر 'ملا گلاب الدین' کے پاس گئے اور ان سے اسلحہ کا تعاون چاہا۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے، انہوں نے دو کلاشنکوف کہیں سے ڈھونڈ کر دیے۔ پھر اسی علاقے کے 'غورتو' کے علاقے میں مولوی باز محمد نے ایک راکٹ لانچر دیا۔ اس طرح ہمارے کچھ اور ساتھی بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے ساتھ مل گئے۔ انہوں نے اس تین عدد اسلحے سے جہادی تحریک کا آغاز کیا۔ ایک وقت جب ہماری تعداد ۱۲ تھی، تو پہلی بار ہم نے دشمن کی ایک این جی او کے اہل کاروں پر حملہ کیا۔ دوسری رات انہوں نے ضلع بالا مرغاب کے ضلعی ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا۔ پھر مختلف پوسٹوں پر حملے شروع کر دیے۔ پہلے ہم صرف رات کو کام کرتے تھے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں مال غنیمت بھی ہاتھ آتا گیا۔ ہمارے ساتھی بھی بڑھ گئے اور اسلحہ بھی کافی مل گیا۔ بالا مرغاب کے قریب ایک پہاڑی علاقے 'حوض کبود' میں ہم نے مرکز قائم کیا۔ جب بادغیس میں ہمارے اس مضبوط جہادی مرکز کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تو مختلف اضلاع سے لوگ ہم سے رابطہ کرنے لگے۔ اس طرح مجاہدین کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی۔ ہم نے اپنی اعلانیہ کارروائیاں مقر، درہ بوم اور دیگر علاقوں تک بھی پھیلا دیں اور بہت سے وسیع علاقے فتح کر لیے''۔

مولوی حیات اللہ نے مزید کہا:

''ابتدا میں بادغیس کے مجاہدین کی قیادت مولوی عبدالرحمٰن کے ذمہ تھی۔ مولوی

24 اپریل: صوبہ فراہ......ضلع بالا بلوک......ضلعی مرکز اور سیکورٹی فورسز پر مجاہدین کے حملے......2 فوجی ٹینک تباہ......10 اہل کار ہلاک..........فوجی افسر نجیب سمیت 9 شدید زخمی

دستگیر صاحب ان کے عسکری ذمہ دار رہے۔ ان کے آنے کے ساتھ پورے بادغیس میں اعلانیہ جہاد شروع ہوگیا۔ مثلاً انہوں نے کم عرصے میں بالا مرغاب کے علاقے 'سالوچاؤ' کی ایک پوسٹ پر حملہ کیا۔ اس کے بعد بالا مرغاب اور ضلع مقر کے ضلعی ہیڈکوارٹرز اور بالا مرغاب کے علاقے 'اچکزو' میں دشمن کے کانوائے پر حملہ کیا۔ ان کارروائیوں نے دشمن کو ایک شدید ردعمل پر بھڑکایا۔ ہرات اور بادغیس کے مراکز سے ایک بڑا کانوائے بالا مرغاب پہنچا۔ مجاہدین نے یہیں پر دشمن کے خلاف دفاعی لائن بنالی اور مولوی دستگیر صاحب کی قیادت میں 'جوئی کاردنگ' کے علاقے میں اس کانوائے سے لڑائی کی۔ دشمن شکست کھا گیا اور پھر سے ضلعی مرکز کی جانب پسپا ہوگیا۔ اس کا پہلا سا رعب اور دبدبہ ختم ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی عوام میں جہادی جذبہ اٹھنے لگا اور جہاد مکمل طور پر اعلانیہ ہونے لگا...... مولوی دستگیر صاحب نے گنتی کے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر تب جہادی کام شروع کیا، جب ان کے پاس اسلحہ بھی نہیں تھا۔ مگر جب ان کی شہادت کے بعد مجاہدین کی گنتی کی گئی تو صرف ان کی کمان میں لڑنے والے مسلح اور فی الوقت فعال مجاہدین کی تعداد ۳ ہزار تھی''۔

گولیاں چلتی رہیں اور فرض ادا ہوتا رہا: اعلانیہ جہاد کے بعد بادغیس کے صوبہ بھر میں مولوی دستگیر صاحب کی عسکری قیادت میں جہادی کارروائیاں ہونے لگیں۔ صرف ۲۰۰۷ء میں دشمن پر ۵۲ انتہائی مہلک حملے کیے۔ اسی طرح ۲۰۰۸ء کی جہادی کارروائیاں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ ذیل میں ہم مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ان جہادی کارروائیوں کی جانب اشارہ کریں گے۔ جو مولوی دستگیر صاحب کی قیادت میں ہوئیں۔ 'جوی کار' کے علاقے میں جنگ کے بعد مرغاب کے علاقے 'بوکن' میں داخلی اور خارجی فوجیوں کے 'غورماچ' کی طرف جانے والے کانوائے پر مجاہدین نے حملہ کردیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن اپنی ۸ لاشیں میدان میں چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ مجاہدین نے ۵ رینجر گاڑیاں قبضے میں لے لیں۔ جارحیت پسندوں کا ایک ٹینک اور دو رینجر گاڑیاں بھی غنیمت میں پکڑ لیں، جن کو دشمن بھاگتے بھاگتے چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اس پر امریکیوں نے بم باری کردی۔ مجاہدین نے کئی داخلی فوجیوں کو زندہ گرفتار کرکے ان کا اسلحہ غنیمت میں پکڑ لیا۔ اس جنگ میں جتنے فوجی زندہ رہ گئے، امریکیوں نے انہیں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اٹھالیا۔ لیکن اس جنگ میں دشمن کی بم باری میں ۷ مجاہدین شہید ہوگئے۔

بالا مرغاب کے علاقے 'منگان' میں دشمن اپنی چیک پوسٹیں قائم کرنا چاہتا تھا۔ مولوی صاحب کی قیادت میں مجاہدین نے ان پر حملہ کردیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی نقصان سے دوچار کرنے کے علاوہ ۲ رینجر گاڑیاں اور دیگر مال غنیمت بھی مجاہدین کے ہاتھ آگیا۔ دشمن کے فوجی، علاقے سے بھاگ گئے اور ان کا پروگرام مکمل طور پر ناکام ہوگیا۔ بالا مرغاب کے مرکز کے آس پاس دشمن محاصرے کی حالت میں تھا۔ ایک بار انہوں نے آپریشن کرنا چاہا اور اسی مقصد کی خاطر ضلعی ہیڈکوارٹر سے نکل کھڑے ہوئے۔ مگر مجاہدین نے ان کے خلاف مزاحمت جاری رکھی۔ یہ جنگ ایک ہفتہ تک جاری رہی، جس کے آخر میں دشمن بالکل تھک ہار چکا تھا۔ وہ شکست کھا کر پسپا ہوگیا۔ مولوی دستگیر صاحب قندھار میں بھی دشمن کے ہاتھوں ایک مرتبہ گرفتار ہو چکے تھے اور مختصر سے عرصے کے لیے جیل میں رہ چکے تھے۔ وہ ۲۰۰۸ء کے اوائل میں ہرات میں پھر دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے اور کابل کے پل چرخی جیل منتقل کیے گئے۔ یہاں ۷ ماہ تک جیل میں رہے۔ چوں کہ بادغیس کے عوام میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص مقبولیت اور محبوبیت عطا کی تھی۔ اس لیے بادغیس کے علما اور قومی رہنماؤں نے ان کی رہائی کے لیے خصوصی کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ ۷۰ افراد کا ایک بڑا وفد کابل گیا اور بڑی شدت سے حکومت سے مولوی صاحب کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ چونکہ بادغیس کے سارے عوام ان کی رہائی کے لیے ان کی پشت پر کھڑے تھے، اس لیے حکومت نے مجبوراً انہیں جیل سے رہا کر دیا۔ جب رہائی کے بعد مولوی صاحب اپنے علاقے میں لوٹے تو عام لوگوں اور مجاہدین نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ عینی شاہدین کے مطابق ان کی رہائی اور استقبال کا منظر ایک بڑے عوامی جشن کا تھا۔ عام لوگوں نے شکرانے کے نوافل ادا کیے اور صدقات دیے۔ مولوی صاحب نے ایک مخلص مجاہد کی حیثیت سے ان کے دلوں میں اپنے لیے مقام بنایا تھا۔ علاقے کے لوگوں اور مجاہدین کے مطالبے پر امارت اسلامیہ کی جانب سے انہیں بادغیس کا عمومی جہادی ذمہ دار اور گورنر متعین کیا گیا۔ انہوں نے امارت اسلامیہ کے طریقے کے مطابق مختلف اضلاع کی عسکری اور عوامی تشکیلات، کمیشنز، عدالتی نظام اور دیگر اداروں کو پھر سے منظم کرنا شروع کیا۔ اس طرح بادغیس میں ایک منظم جہادی انتظامیہ سامنے آگئی۔ ضلع مقر کے رہائشی صدیق اللہ کہتے ہیں:

''اس وقت دشمن چاہتا تھا ضلع مقر کے علاقے 'سنجتک' میں، جو بادغیس کے مرکز قلعہ نو کے ۱۰ کلومیٹر میں واقع ہے وہاں اپنی پوسٹیں اور مورچے بنائیں۔ دشمن کی حرکت مجاہدین کے لیے قابلِ قبول نہیں تھی۔ اس وقت دشمن نے اپنی ملیشیا کے سابق اہل کاروں اور حکومت کے حامی عام لوگوں سے مل کر مجاہدین کے خلاف یورش کر ڈالی۔ نہ صرف یہ کہ علاقائی مجاہدین پر حملہ کیا، بلکہ مجاہدین اور ان کے حامیوں کے مال مویشی بھی لُوٹ کر لے گئے۔ گھروں کو آگ لگادی اور مجاہدین اور عام لوگوں کو ہجرت کر جانے پر مجبُور کر دیا۔ اس حملے میں حکومتی ملیشیا کے ہاتھوں ۲۰ عام مسلمان شہید ہوگئے اور بے انتہا مالی نقصان بھی اُٹھانا پڑا۔ اس وقت مولوی صاحب بالا مرغاب میں تھے۔ انہوں نے دفاع کے لیے مجاہدین کو اس علاقے کی جانب بھیج دیا اور دشمن کی ملیشیا کے خلاف جنگ شروع کردی۔ یہ جنگ ایک

24 اپریل: صوبہ لوگر......... ضلع چرخ......... مجاہدین کا کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ......... 4 فوجی ہلاک......... 2 زخمی

ہفتے تک جاری رہی جس کے نتیجے میں حکومتی ملیشیا کے سربراہ عثمان بیگ سمیت بہت سے ڈاکو ہلاک ہوئے۔حکومتی ملیشیا نے ایسی شکست کھائی کہ کبھی واپس یہاں کا رخ نہیں کیا۔ڈاکو راج ختم ہونے پر علاقے کے بے گھر ہونے والے لوگ پھر سے اپنے مکانوں میں لوٹ آئے۔اس واقعے میں مولوی دستگیر صاحب عام لوگوں کے حامی اور معاون کی حیثیت سے نمایاں ہو کر ابھرے اور لوگوں کو دشمن سے نجات دلائی۔علاقے میں مجاہدین کے حق میں عوامی اخلاص اور بھی بڑھ گیا''۔

مولوی دستگیر صاحب کے جہادی کارنامے بہت زیادہ ہیں مگر وہ کارنامہ بہت حیرت انگیز رہا ہے، جو ۷ نومبر ۲۰۰۸ء کو ضلع بالا مرغاب میں پیش آیا۔مولوی حیات اللہ کہتے ہیں:

''ہرات سے دشمن کا ایک بڑا کانوائے بادغیس مرکز پہنچ گیا۔ جس میں ۱۰۰ فوجی گاڑیاں شامل تھیں۔ وہ آپریشن کی نیت سے بالا مرغاب کی جانب بڑھنے لگا۔مجاہدین نے اس کانوائے کو توڑنے کے لیے پوری تیاری کر رکھی تھی۔ یہ کانوائے 'منگان' پہنچا تو وہیں اس پر حملہ ہو گیا۔آگے بڑھنے کے بعد 'اکازو' کے علاقے 'جوی نو' میں مجاہدین نے سڑک کے دونوں جانب مورچہ بندی کر رکھی تھی۔ جب یہ کانوائے مجاہدین کی پہنچ میں آیا تو مجاہدین نے ان پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی دوپہر کو شروع ہوئی اور عصر تک جاری رہی۔ اس میں دشمن کی درجنوں گاڑیوں میں سے ۲۱ رینجر گاڑیاں اور ۶ رسد فراہمی کی گاڑیاں صحیح سالم حالت میں مجاہدین کے ہاتھ لگیں۔اس آپریشن میں ۴۵ فوجی ہلاک اور ۲۰ سے زیادہ زندہ گرفتار کیے گئے۔اس جنگ میں مجاہدین نے اتنا اسلحہ اور اہم وسائل مالِ غنیمت میں حاصل کیے کہ آئندہ ۲ سالوں تک مجاہدین اسے استعمال کرتے رہے۔اس آپریشن میں مجاہدین کو درجنوں کی تعداد میں ہلکا اسلحہ ہاوان، دشکے، ثقیل مشین گن، ۶۲ مشین گن اور دیگر طرح طرح کا اسلحہ مالِ غنیمت میں ملا''۔

ان کارروائیوں نے نہ صرف عالمی میڈیا میں بھرپور کوریج حاصل کی، بلکہ کابل حکومت کی بھی سخت مخالفت اور ان پر اعتراضات ہونے لگے۔ ذرائع ابلاغ نے لکھا: ''یہ گزشتہ چند سالوں میں حکومت کو پہنچنے والا سب سے بڑا نقصان ہے''۔اس کارروائی کے بعد عالمی میڈیا میں مولوی دستگیر صاحب کا نام بہت مشہور ہوا۔ اس لیے خارجی اور داخلی دشمن مولوی صاحب کو شہید کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔مولوی حیات اللہ کہتے ہیں: اس کارروائی کے بعد کرزئی حکومت کے انٹیلی جنس سیکرٹری ڈاکٹر عبداللہ لغمانی نے مولوی صاحب کو فون کیا اور باقاعدہ موت کی دھمکی دی۔مولوی صاحب نے کہا: ''تم سے جو ہو سکے کر لو۔میں ان لوگوں میں سے نہیں جو موت سے ڈرتے ہیں''۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن: دشمن کی جانب سے مولوی صاحب کی سخت نگرانی کی جا رہی تھی۔۱۶ فروری ۲۰۰۹ء بمطابق ۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ کو وہ دشمن کی بمباری میں شہید ہو گئے۔مولوی حیات اللہ اکبری کہتے ہیں:

''مولوی صاحب عام لوگوں کے مسائل اور شکایات سننے، درخواستیں وصول کرنے اور ضروری امور نمٹانے کے بعد شام کو ہمارے گھر آئے۔ کچھ دیگر مجاہدین کے ساتھ مہمان خانے میں رہے۔اس رات کو طیاروں کی گردش بہت زیادہ تھی۔چوں کہ مولوی صاحب تھکے ہوئے تھے۔اس لیے عشا کی نماز کے فوراً بعد سو گئے۔میں بھی گھر چلا گیا۔رات کو ساڑھے دس بجے کا وقت تھا، جب اچانک بھاری اور دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا امریکی طیارے مہمان خانے پر تین بڑے بم گرا کر جا چکے تھے۔جن میں سے ایک مہمان خانے کے کمرے پر اور دو کچھ فاصلے پر گرے تھے۔اس بمباری میں صرف ایک آدمی زخمی حالت میں زندہ بچ گیا تھا۔ جب کہ مولوی صاحب سمیت ۷ افراد شہید ہو گئے تھے۔شہدا میں بادغیس کے ایک معروف مجاہد 'باز محمد' بھی شامل تھے۔مولوی دستگیر صاحب کے سینے پر امریکی بم کے پرزے لگ گئے تھے۔ان کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔جس کے بعد انہیں اپنے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ان کے پسماندگان میں صرف ایک بیٹا ہے، جس کی عمر اُن کی شہادت کے وقت ۸ سال تھی''۔

تمہاری یادیں بسی ہیں دل میں: مولوی دستگیر صاحب ایک مخلص اور بہادر مجاہد ہونے کے ساتھ ساتھ علاقے کی سطح پر مجاہدین کے درمیان ایک محبوب رہ نما کی حیثیت سے رہے۔یہی ان کی کامیابی کا بڑا راز تھا۔ملا یار محمد اخند اُن کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔وہ کہتے ہیں:

''مولوی دستگیر صاحب کو بادغیس میں اللہ تعالیٰ نے عوام میں بہت زیادہ مقبولیت اور محبوبیت عطا کی تھی۔ان سے عام لوگوں کی محبت کی وجہ یہ تھی وہ ہر طرح کے تعصّبات سے پاک تھے۔قوم پرستی، گروہ بندی اور دیگر حد بندیوں سے بالاتر تھے۔ہر کسی سے شریعت کے مطابق سلوک کرتے۔اپنے جہادی مشن کے بہت زیادہ وفادار تھے۔ہمیشہ اپنے عوام کے درمیان رہنا پسند کرتے۔ ہمیشہ ان سے رابطے میں رہتے۔خود کو عام لوگوں سے بڑا نہ سمجھتے۔اسی قریبی تعلّق کی بنا پر عوام کا ان پر اعتماد بہت پختہ تھا۔جیل سے رہائی کے بعد بادغیس کے عوام میں خوشی کا وہ سماں بندھا جیسے گھر کے اپنے کسی فرد نے رہائی پائی ہو''۔

مولوی حیات اللہ نے مزید بتایا:

24 اپریل: صوبہ نیمروز..................ضلع خاشرود..................پولیس ہیڈکوارٹر پر حملہ..................3 پولیس اہل کار ہلاک..................2 زخمی

’’میں نے ان دنوں ایک عام آدمی کو یہ کہتے سنا‘‘ میں نے اپنے مرحوم رشتہ داروں کے لیے اتنے صدقے خیرات نہیں کیے جتنے مولوی صاحب کی رہائی کے لیے کیے ہیں‘‘۔

اکبری صاحب مزید بتاتے ہیں:

’’جب مولوی دستگیر صاحب قید میں تھے، تو میں اور مولوی اسماعیل صاحب ایک صحرا کی جانب نکلے، جہاں مال مویشی چرانے والے لوگ رہتے ہیں۔ وہاں ایک کھلی مسجد کے قریب ایک ایک جھونپڑی تھی۔ ہم اس کے پاس بیٹھ کر عام لوگوں سے باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں ایک بڑھیا نے پوچھا: مولوی دستگیر کو جیل سے رہائی نہیں ملی؟ ہم نے کہا: نہیں، اب تک رہا نہیں ہوئے۔ یہ سنتے ہی وہ بڑھیا سسکیاں بھرنے لگی اور مولوی صاحب کی رہائی کے لیے سجدہ ریز ہوگئی۔ ہم اس کی آواز سن رہے تھے وہ اتنی عاجزی سے دعائیں مانگ رہی تھیں کہ ہمیں بھی رونا آ گیا‘‘۔

مولوی حیات اللہ صاحب کہتے ہیں:

’’مولوی دستگیر کا جہادی خاندان تھا۔ ان کے والد صاحب روس کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ ان کا انتقال بہت پہلے ہو چکا تھا۔ صرف ایک والدہ زندہ تھیں۔ مولوی صاحب کی والدہ انتہائی دین دار اور غیور خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے یتیم بچوں کی جہادی فکر کے ساتھ پرورش کی تھی۔ مولوی دستگیر صاحب کی شہادت کے بعد ان کے ایک اور بھائی بھی جہاد میں شہید ہوگئے۔ جب ہم تعزیت کے لیے ان کے گھر گئے، تو ان کی اماں جان ہمارے پاس آئیں اور بولیں: میرے دو بیٹے شہید ہوگئے ہیں۔ مگر اب تک میں نے ان پر ایک آنسو بھی نہیں بہایا۔ اس دوران میں مولوی دستگیر صاحب کا کم سن بیٹا بھی آ گیا۔ دادی نے اپنے پوتے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: میں اپنے بچوں اور پوتوں کو جہاد کا نظریہ دے کے جوان کرتی ہوں۔ میں انہیں جہاد کا جذبہ دے کر پالتی ہوں۔ میں نے انہیں جہاد کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ اگر یہ سب شہید ہو جائیں تو میں خود لڑنے کے لیے نکل آؤں گی‘‘۔

ان کے دیگر ساتھی اور وہ مجاہدین جنہوں نے مولوی صاحب کے ساتھ وقت گزارا تھا، اس بات پر متفق ہیں کہ وہ ایک مخلص مجاہد اور باا‌ثر رہنما تھے۔ جنہوں نے اپنا جہادی کردار بہت اچھے طریقے سے نبھایا۔

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

☆☆☆☆☆

بقیہ موجِ دود

ہم نوحے پڑھتے پڑھتے بوسنیا، کشمیر تا برما ہانپ ہانپ گئے ہیں۔ پنبہ کجا کجا نہم! ساری المناک تصاویر ہماری ہیں۔ ملائیشیا کے کارندے ہاتھوں میں تھیلے اٹھائے ہیں۔ ان تھیلوں میں کیا ہے؟ سمندروں میں بھٹکتے، انکاری ساحلوں پر اجتماعی/انفرادی قبروں میں جا سونے والے بے نام ونشان روہنگیا مسلمان۔ اجتماعی قبریں ہم نے سب سے پہلے بوسینا میں دیکھی تھیں۔ پھر افغانستان میں انسانی حقوق کے شہرہ آفاق عالمی تاجروں (امریکہ نیٹو) کے ہاتھوں کنٹینروں میں دم گھٹ کر مر جانے والوں کی اجتماعی قبریں۔ اسی پر بس نہیں، اگر زندگی میسر ہے تو پھر وہ مہاجر کیمپوں کی زندگی ہے۔ دنیا بھر میں کیمپوں میں بھوک پیاس گرم سرد موسم کے تھپیڑے، ذلت دربدری برداشت کرتے مظلوم کون ہیں؟ غالب ترین تعداد مسلمانوں کی ہے۔ شام کی مہاجر آبادی ہو، وسطی افریقہ غزہ، آپریشنوں کے مارے ۳۰ لاکھ پاکستانی یا برمی!

دنیا میں دو ہی اقسام پائی جاتی ہیں۔ انسان اور مسلمان۔ انسانوں کے لیے حقوق ہیں، قوانین، ادارے، کنونشنز ہیں۔ کانفرنسیں، مظاہرے، ہڑتالیں ہیں۔ مسلمان کا استعارہ، اس کی دنیا، بے رحم سمندر کی موجوں کے تھپیڑے سہتی کشتیوں میں نیم جان عورتیں بچے بوڑھے ہیں۔ جوان، قومِ فرعون کے دور کے مسلمانوں کی طرح یا قتل گاہوں کی زینت یا عقوبت خانوں میں۔ اس دجالی دور میں ایمان کا درجہ جوں جوں بڑھتا ہے انسان ہونے کا پیمانہ گرتا جاتا ہے۔ ایمان ڈاڑھی کی صورت منہ پر اُگ آئے۔ پیشانی پر نشانِ سجود کی صورت ابھر آئے۔ حیا بن کر عورت کے سراپے پر صورتِ حجاب لپٹ جائے تو دائرہ انسانیت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

پھر بھری عدالت میں خنجر گھونپ کر قتل کی جاتی مروہ شربینی ہے۔ مصر کی جیلوں، بنگلہ دیش، مصر اور دیگر مسلم ممالک کے پھانسی گھاٹوں کی نذر کیے جانے والے ہیں۔ عالمِ دین ہوں تو ۹۵ سال کی عمر کے یوسف القرضاوی کی طرح السیسی کے پھانسی گھاٹ خون چاٹنے کو بے تاب ہیں۔ معیارِ مسلمانیت گرتا جائے تو معیارِ انسانیت بڑھتا جاتا ہے۔ سو یہ اکیسویں صدی کا فارمولۂ حقوق ہے۔ مصر و برما تو ہوگا۔ شام وغزہ بھی رہے گا۔ بے رحم سناٹوں اور لاپتگی کے سیاہ بادلوں کے پیچھے کھوئے گئے اسیر بھی ہوں گے۔ عافیہ بھی ہوگی! تاہم:

جو اک چراغِ حقیقت کو گل کیا تم نے

تو موجِ دود سے صد آفتاب ابھریں گے!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

24 اپریل: صوبہ نیمروز.......................شیشاوہ........................بارودی سرنگ دھماکہ.......................فوجی ٹینک تباہ.....................7 اہل کار ہلاک

(قسط ششم)

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابو محمد

جدید صلیبی ٹیکنالوجی کو نا قابل تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدان جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد...... یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بند کی!

صلیبی طاقت ریت کی دیوار ثابت ہوئی:

امریکی حملے کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط کو تقریباً دو سال ہو چکے تھے......ایک آگ جو کہ بارود کی تھی اب نفرت میں ڈھل گئی تھی......امریکی مظالم اور جارحیت سے زخمی افغانوں نے اپنے زخم بھرنے کی امیدیں اور انتظار ختم کر کے دشمن کو سبق سکھانے کے لیے اپنی اولادوں کے سروں پر کفن باندھ دیے تھے......امارت اسلامیہ افغانستان کے باشندے آگ و بارود کے اس طوفان میں ذرا نہ ڈگمگائے اور آتش و آہن کے آگے سینہ سپر ہو جانے کا درس دے کر اپنی اولاد کو میدانِ کارزار کی راہ دکھانے لگے......اور ان کے دلوں میں کلمۃ اللہ کی سربلندی کے عزم کا نور بھر دیا......

غیور والدین کی غیور اولادیں آتش وخوں کی اس وادی کو جذبہ جہاد سے سیراب کرنے میں جت گئیں......انہوں نے پامردی سے دشمن افواج اور جدید ٹیکنالوجی کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا اور نصرت الٰہی سے wks کارروائیوں، فدائی حملوں، کمین حملوں کے ذریعے سپلائی لائنوں، بیس کیمپوں اور چیک پوسٹوں کو اُڑانا شروع کر دیا......جس سے دشمن کی دجالی طاقت ریت کی دیوار ثابت ہونے لگی اور سقوط امارت اسلامیہ کے تقریباً دو سال بعد ہی غیور مجاہدین جو جنگی حکمت عملی کے تحت عقب نشینی اختیار کیے ہوئے تھے......ڈٹ کر میدانوں، کھیتوں اور کھلیانوں، شاہراہوں، پہاڑوں، دروں اور وادیوں میں جدید ٹیکنالوجی کے پرخچے اڑانے لگ پڑے......ابھی اس خطے کے مسلمانوں کے گھروں سے بارود کی بو بھی نہ نکلی تھی کہ جارح صلیبیوں نے عراق کے نہتے مسلمانوں پر بھرپور حملہ کر دیا......معصوم عراقیوں کو اس حملہ کی توقع بھی نہ تھی......ان کے وجود کو توڑنے اور ختم کرنے کے لیے امریکہ نے ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے تھے......

کوئی زخم میرے سینے پر بھی:

آہ..................!

دل سے جو آہ نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

میرے پاس ایک ہی زندگی اور جسم جو کہ ابھی افغانستان کے سانحہ سے چور ہوا پڑا ہے........اب عراق کے مسلمانوں کا سنا کہ کیسی کیسی ہولناک قیامتیں ان پر ٹوٹی ہیں اور ان کی زندگی کے لمحات کس کس طرح کے کرب و بلا کا مظہر بنے ہوئے ہیں......جب کہ عرب ممالک اور امت مسلمہ خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے......شدت کے ساتھ دل چاہتا تھا کہ کاش میرے دو جسم ہوتے، ایک افغانستان میں تو دوسرا عراق میں اپنے مسلمان بھائیوں کو سنبھالتا......اپنے عراقی بھائیوں کو ہمت دلاتا......اور کوئی زخم تو میرے سینے پر بھی ہوتا جو عراق کے مسلمان بھائیوں کی حفاظت کرنے پر لگا ہوتا، دل تھا کہ بے کل ہوا جا رہا تھا......سوچ بس یہی تھی عراق کے مسلمان جلد از جلد سنبھل جائیں اور کفار عالم کو لگام ڈالیں......دوسری طرف اپنے پاس جو صلاحیت نظر آئی کہ اللہ رب العزت نے wks بنانے کی جو طاقت ہماری ٹیم کو عطا کی ہے وہ کسی طرح اپنے عراقی مجاہدین تک پہنچائی جائے......

اس کی دو ہی صورتیں تھیں، اول تو یہ کہ میں خود عراق چلا جاؤں اور اپنی اس کاوش کو ان مجاہدین تک پہنچا دوں......دوسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ کوئی قابل شخص ایسا مل جائے جو عراقی مجاہدین سے تعلّق رکھتا ہو اور کام کو جلد از جلد سمجھ کر دوسرے مجاہدین کو تیار کر سکے تاکہ امریکی افواج کو ان مظالم کا مزہ چکھایا جا سکے......دل سے بڑی تڑپ اور بے چارگی کے ملے جلے جذبات سے دعا نکلی اور اللہ تعالیٰ نے اسے فوراً شرفِ قبولیت بخش دیا......سبحان اللہ

افغان تو بہت سادہ ہوتے ہیں!

اللہ پاک کی مہربانی دیکھئے کہ چند ہی دنوں میں یونہی عراقی مجاہدین کے ایک گروپ نے رابطہ کر کے wks ڈیوائس بنانے کے لیے اس کو سمجھنے اور سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا......اللہ اکبر!!!

ہماری طرف سے مثبت جواب مل جانے کے بعد اگلے ہی روز ایک عراقی مجاہد بھائی میرے سامنے کھڑا تھا......میں حیران ہوا کہ کیا ماجرا ہو گیا، اُدھر اللہ تعالیٰ کے حضور دل کی گہرائیوں سے دعا کی اور اِدھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرماتے ہوئے ایک مجاہد عراقی بھائی کو سامنے لا کھڑا کیا......میں اس مجاہد بھائی جن کا نام ابا ہاجر تھا' کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ اب بہت جلد عراق کی سرزمین سے صلیبیوں صفایا ہو جائے گا......

عراقی مجاہد لگن، جستجو اور تڑپ جیسے جذبات سے لبریز تھا اور کچھ پا لینے کی خواہش کے ساتھ پہنچ چکا تھا، عراقی مجاہد بھائی ابو ہاجر نے خود ہی اپنا تعلّق پرانے عرب کمانڈانوں جیسے ابو مصعب الزرقاوی شہید رح وغیرہ کے ساتھ ظاہر کیا جو افغانستان صوبہ ہیرات اور صوبہ قندھار میں عربوں کے معسکر جہاد وال میں رہے تھے اور افغانستان میں عملی کارروائیوں میں شرکت کر چکے تھے......جب وہ واپس عراق گئے تو انہوں نے وہاں

25 اپریل: صوبہ لوگر..................ضلع چرخ..................مجاہدین کا سیکورٹی اہل کاروں کی چوکیوں حملہ..................9 اہل کار ہلاک..................3 زخمی

wks ڈیوائس کا تذکرہ کیا اور wks کے حصول کے لیے باہم مشاورت کر کے اس عراقی مجاہد کو منتخب کیا اور ہمارے پاس روانہ کر دیا......

خیر ہم نے اپنا کام شروع کر دیا......میری تو گویا قسمت ہی کھل گئی کہ اگر یہ ساتھی مکمل تربیت حاصل کر لیتا ہے تو پھر عراق میں بھی wks کی پرزور کارروائیوں کا آغاز ہو جائے گا اور امریکیوں کے لیے عراق کے محاذ پر بھی wks وبال جان بن جائے گی ان شاء اللہ......عراقی مجاہد کو ساتھ لے کر ہم ورکشاپ پہنچے تو ورکشاپ میں موجود سہولیات کو دیکھ کر وہ ایک لمحہ کے لیے مبہوت ہو کر رہ گیا......مگر پھر اس نے اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کہا کہ!

''میرے خیال میں تو افغان لوگ بالکل سادہ سے ہوتے ہیں......مگر یہاں تو انجینئرنگ کی پوری لیب کی سہولت موجود ہے......الحمدللہ''

عراقی مجاہد wks کا ماہر:

عراقی مجاہد بھائی خود بھی بے حد ذہین اور محنتی تھا......اور پھر ہم لوگ بھی wks ڈیوائس تیار کر کر کے ماہر ہو چکے تھے اور اسے مزید بہتر اور موثر بنانے کی دھن میں لگے ہوئے تھے، ہم لوگ wks کی رگ رگ سے آشنا ہو چکے تھے......اسی لیے عراقی مجاہد ساتھی کو ان مشکلات اور کٹھن تجربات سے دوچار نہ ہونا پڑا جو مشکلات ہمیں شروع شروع میں پیش آئی تھیں......صرف ۲۰ دنوں کے قلیل عرصہ میں ہی عراقی مجاہد ساتھی اس لیب میں اپنا گوہرِ مقصود حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا......وہ اب wks تیار کرنے کا مکمل ماہر اور لیب انسٹرومنٹس سے مکمل طور پر آشنا ہو چکا تھا......

ہم لوگوں نے اس کی مہارت، دلچسپی اور لگن کو سراہتے ہوئے اس بات پر غور کیا کہ کیوں نہ عراقی مجاہد ساتھی کا کام مزید آسان کر دیا جائے تاکہ اسے عراق جا کر کسی بھی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے......اور ابتدائی سامان تیار کرنا مزید آسان اور سہل ہو جائے......جس کے لیے ایک ٹیوننگ مشین کا حصول ممکن بنا کر عراقی مجاہد بھائی کو مکمل تیاری کے ساتھ رخصت کیا جائے......خیال دشوار اور مہنگا ضرور تھا لیکن ازحد ناگزیر تھا......ہم نے مارکیٹ کا رخ کیا لیکن چیزوں کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی تھیں......ہم تمام ضروری سامان کا تخمینہ لگواتے تو وہ ۵ لاکھ روپے سے کسی طرح کم ہوتا دکھائی نہ دے رہا تھا......ہم لوگ بھی مارکیٹ میں اب نئے نہ تھے اس لیے بازار کو خوب سمجھتے تھے......بھاؤ تاؤ کر کے ہم لوگ کم قیمت پر سامان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے......یوں پہلی قسط میں wks 500 ریموٹ کنٹرول ڈیوائسز کے لیے پلاننگ مکمل ہو گئی اور سامان کی ترسیل بھی براستہ ایران سمگلروں کے ذریعے ممکن ہو گئی......اس طرح ہماری دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے تمام سامان اور مشینری مکمل ٹیکنیکس کے ساتھ بحفاظت عراق پہنچوا دیں......

wks پینٹاگون کی نظر میں:

اب ہم تھے اور ہمارے خواب، دن رات دھیان خبروں کی طرف لگا رہتا، دل ہر وقت بے قراری کی حالت میں اٹکا رہتا، جیسے ماضی میں افغانستان میں wks کو طالبان مجاہدین کے حوالے کرنے کے بعد شدت سے نتائج کے منتظر رہتے تھے......اب بھی یہی دھڑکا اور انتظار ہمیں پھر سے الجھائے ہوئے تھا......ہماری ٹیم صبح شام بھانت بھانت کے تبصرے کرتی رہتی تھی کہ عین انہی دنوں عراق کے شہر فلوجہ میں امریکی کانوائے پر اس وقت حملہ ہوا جب امریکی تھرڈ انفنٹری ڈویژن کے اہل کار اپنے ساز و سامان سمیت ایک ٹریفک چیک پوسٹ کے قریب سے گزر رہے تھے تو وہاں قریب کھڑی ایک ٹیکسی میں نصب شدہ بم پھٹ گیا جس سے ۱۶ امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے......یہ عراق کی سرزمین پر عراقی مجاہدین کی طرف سے امریکی جارحیت پر پہلا wks حملہ تھا......

اس واقعہ کے بعد امریکی بٹالین کمانڈر ''اسکاروٹ روٹر'' نے جائے وقوعہ کے دورہ کے دوران جو ریمارکس دیے تھے وہ مجاہدین عراق کی کامیابی کا بین ثبوت تھے......مستقبل میں درپیش خطرات کو بھانپنے والے اس امریکی کمانڈر کا کہنا تھا:

''عراق میں ہمیں یکسر مختلف ماحول میں معرکہ درپیش ہوگا''

پھر وقت نے ثابت کر دیا کہ امریکی بٹالین کمانڈر اسکاروٹ روٹر کا کہنا سچ تھا......یہاں تک کہ اس کے بعد اس کی تصدیق عالم کفر کے شیطان دماغ پینٹاگون نے آئی ای ڈی (wks) کو افغانستان کے بعد عراق میں بھی امریکی فوج کے لیے سب سے زیادہ تباہ کن اور مضر ہتھیار قرار دیا۔

منزل بہ منزل تعبیریں:

عراق میں مجاہدین اسلام نے بھرپور wks کی کارروائیاں کیں اور امریکی سورماؤں کی ٹیکنالوجی کو روند ڈالا......افغانستان اور عراق کے محاذ سے جب ہم لوگوں کو دشمن افواج کی تباہیوں اور ہلاکتوں کی خبریں پڑھنے، سننے اور تصاویر دیکھنے کو ملتیں تو روحانی سکون مل جاتا تھا......اور ہماری ٹیم کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے اور ہم خدا کے حضور شکرانہ ادا کرنے لگے......ہر خبر کے بعد نعرہ تکبیر بلند ہوتا اور خدائے بزرگ و برتر کی عالی شان کو سربلند کرنے کا جذبہ اور بڑھ جاتا اور ہمیں اپنے خوابوں کی تعبیر منزل بہ منزل قریب ہوتی ہوئی دکھائی دینے لگتی......

۲۰۰۴ء کے شروع میں عراقی مجاہدین نے اتنے بڑے پیمانے پر کارروائیاں اتنی تیزی سے کر ڈالیں کہ نہ غیر انگشت بدنداں ہوئے بنا رہ سکا اور نہ اپنے نام کے مسلمانوں کو ان کی امید تھی......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

25 اپریل: صوبہ لوگر...............ضلع برکی برک...............مجاہدین کا افغان فوجی چوکیوں پر حملہ...............5 اہل کار ہلاک

تم ہی تو غم ہمارا ہو

ضرار خان

جب مجھے پکڑا گیا تو میرا وزن ۷۵ یا ۶۰ کلوگرام کے لگ بھگ تھا......اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ میں صحت مند وتنومند جسم کا مالک تھا...... جب میں کپڑے بدل چکا تو ایک کارندے نے اسی بیت الخلا کے دورازے سے اندر جھانکا، دروازے پر ایک چھوٹا سا جنگلا لگا ہوا تھا جس سے اندر دیکھا جاسکتا تھا اور مجھے بیت الخلا سے باہر نکال کر سیل کی جانب لے کر بڑھا......اب میرے ہاتھ اور پاؤں تو آزاد تھے مگر سر پر وہی ٹوپی نما غلاف چڑھا کر ایک زندان میں ڈال دیا گیا......اس کی لمبائی اور چوڑائی دس فٹ ہوگی یعنی ۱۰*۱۰ کا سیل تھا، اس کمرے میں ایک ساتھی پہلے سے موجود تھا جو بیٹھا قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، سرخی مائل سیاہ داڑھی، نورانی چہرہ، قدرے لمبا قد......اُن بھائی کا (رمزی) نام توقیر تھا......

اُنہوں نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور پھر تلاوت شروع کر دی، میں بھی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ مجھ سے بات کریں، میرے ذہن میں بہت سی باتیں اور واہمے گردش کر رہے تھے کہ ہوسکتا ہے یہ انہی کا اپنا بندہ ہو، دوسرا یہ کہ یہاں ایسے آلات لگائے گئے ہوں جن کے ذریعے دوسری طرف بیٹھے لوگ اس کمرے کی ہر بات سن رہے ہوں یا سب کچھ دیکھا جارہا ہو......لہٰذا میں خاموشی سے ایک طرف ہو کر لیٹ گیا اور جانے کب سو گیا...... جب دوپہر کا کھانا آیا تو کسی نے محبت بھرے انداز میں کہا '' بھائی کھانا کھالیں ''! یہ توقیر بھائی تھے......میں اٹھا گیا اور ایک پانی کی بوتل جو میرے لیے لائی گئی تھی اُس میں سے پانی پیا، اس کمرے میں دو پانی کی بوتلیں تھی، ایک نئی اور ایک توقیر بھائی کے لیے پہلے سے موجود تھی...........کھانا شاید کوئی سبزی تھی، بھوک تو بہت تھی مگر جانے کیوں کھایا نہیں جارہا تھا اور مار کی وجہ سے جسم کا جوڑ جوڑ دُکھ رہا تھا......بس چند ہی لقمے لیے اور پیچھے ہو کر بیٹھ گیا تو بھائی توقیر نے کہا کہ بھائی کھانا تو صحیح طریقے سے کھاؤ! مگر مجھ سے بالکل نہیں کھایا جا رہا تھا، اس لیے معذرت کرلی، پھر میں بستر لیٹا اور سو گیا...... کیونکہ میں شدید تھکن اور مار سے بری طرح بوکھلایا ہوا تھا، اس لیے آرام کرنا چاہتا تھا تاکہ پیش آمدہ مراحل میں دوران پوچھ گچھ اپنے حواس پر قابو پاسکوں......بس ایک بات ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ دو دن مزید گزر جائیں تو ساتھی نکل جائیں گے جن کے پکڑے جانے کا ڈر ہے......اللہ سے دُعا کرتا رہا کہ جانے کب آنکھ لگ گئی، جب توقیر بھائی نے نماز کے لیے اٹھایا تو ہی آنکھ کھلی!

اس زندان میں نیچے سونے کے لیے ہی انتظام تھا، ایک بستر میرا ایک دوسرے ساتھی کا......گرمیوں کا موسم تھا تو پنکھا موجود تھا مگر کمرے سے بار سلاخوں کے باہر لگا ہوا تھا اور بلب سفید لائٹ والا وہ بھی اوپر روشن دان کی جگہ پر جو سلاخیں تھیں وہاں روشن دان کے باہر تھا......وہی کالا غلاف منہ پر چڑھا کر ہاتھ پیچھے بندھ کر بیت الخلا لے جایا جاتا یہ روٹین ہر ایجنسی کے سیل میں رہی...... جب وضو کر چکا تو دروازہ کھٹکایا تو پھر غلاف چڑھا کر واپس زندان میں لایا گیا......نماز ادا کی، اللہ تعالیٰ سے بھر پور دُعا کی...... میری مسلسل نظر میرے ساتھ موجود بھائی اور چھت پر لگے بلب پر تھی جسے میں کیمرہ سمجھ رہا تھا......توقیر بھائی نے مجھے کہا: بھائی ہمت کرنا اور کسی ساتھی کا گھر نہیں بتانا اور نہ ہی مزید کسی کو پکڑوانا...... میں نے یہ سن کر کہا: بھائی میں کسی کو نہیں جانتا میں تو کالج میں پڑھتا تھا بس اِنہوں نے غلط فہمی میں پکڑا ہے...... وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور بولے: بس اس بات پر قائم رہنا، میں نے کہا: بھائی بات ہے ہی یہی قائم کیسے نہ رہوں! توقیر بھائی نے کہا : بس اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہو اور ہمت سے کام لینا، کم سے کم بولو اور ایک ہی بات کو بار بار دوہراؤ، آپ اب آ ہی گئے ہو مگر باقی ساتھیوں کو بچاؤ...... بات تو اُن کی بالکل ٹھیک تھی مگر میں اُن کو یہ تاثر نہیں دینا چاہتا تھا کہ مجھے آپ کی بات ٹھیک لگی ہے، بس خاموش رہا......دل ہی دل میں دُعا کرنے لگا یا اللہ! باقی ساتھی محفوظ رہیں......اب ذہن میں بہت خوف ناک منصوبہ آیا، یہ ایسا تھا کہ اس پر عمل سے شہید بھی ہوسکتا تھا لیکن اس تشدد و تعذیب والی آزمائش کو دیکھتا تو شہادت بہت ہی آسان اور نفع بخش سودا محسوس ہوتی......

عصر کی نماز ادا کی تو ہتھکڑیوں کی جھنکار آنی شروع ہوگئی، میں سمجھ گیا کہ '' خوراک '' کا وقت ہوگیا ہے......تالا کھولا گیا اور مجھے کھڑے ہونے کو کہا گیا، جب کھڑا ہوگیا تو ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ کر ہتھکڑی لگا دی گئی اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں، پہلے آنکھوں پر کالی پٹی اور پھر اس کے اوپر اوپر کالا غلاف جو گردن تک آجاتا تھا' چڑھا دیا گیا......اب مجھے لے جایا گیا، لے جانے کے انداز سے ہی معلوم ہوجاتا تھا کہ ان کے ارادے کیا ہیں...... جب سیڑھیاں چڑھ لیں تو دورازے پر تحقیق کرنے والا عملہ کھڑا تھا، انہوں نے چھوٹتے ہی دو تین ضربیں کان کے نیچے لگائیاں اور تیزی سے چلانے لگے جس سے بیڑی میرے پنڈلی کے گوشت میں گھسنے لگی مگر سفر کم ہی تھا اس لیے دورازے کھولتے گئے اور میں داخل ہوتا گیا...... بالآخر اُسی موٹی آنکھوں والے کے سامنے میرے چہرے سے کپڑا اور آنکھوں سے پٹی اتار دی گئی...... یہ وہی تھا جس کا ذکر میں کر چکا ہوں اسے لیے لوگ 'شاہ جی' کے نام سے پکارتے تھے، یہ اُن کا افسر معلوم ہوتا تھا......بس دیکھتے ہی کہنے لگا: دیکھ اوئے اگر جان پیاری ہے تو جو پوچھوں سب کچھ سچ سچ بتا تا جا...... میں نے کہا جی آپ جو بھی پوچھیں سب کچھ بتاؤں گا، میری گرفتاری سے پہلے میرے رابطے میں موجود

25 اپریل: صوبہ لغمان...........ضلع نہر سراج...........مجاہدین اور افغان فوج کے مابین جھڑپیں...........پانچ فوجی ٹینک تباہ...........متعدد فوجی ہلاک

ساتھی بھی گرفتار کر لیے گئے تھے......اُن بے چاروں کا قصور صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ ایک مجاہد سے محبت کرتے تھے اور مجاہدین کی نصرت کرنا چاہتے تھے......ان میں ایک عبدالخالق بھی تھا جس سے میری اچھی سلام دُعا تھی اور جہاد کشمیر کی وجہ سے ہم ملے تھے......مگر اُس بے چارے کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا......عبدالخالق اپنا کام کر رہا تھا کبھی کبھار مجھے مل لیتا تھا......اُسے معلوم تھا کہ میں جہاد میں پوری طرح مجاہدین کے ساتھ ہوں اور مجاہدین میرے پاس آتے بھی ہیں اور میں بھی اُن کے پاس جاتا ہوں......اس لیے اُسے میرے موبائل ٹریس کرنے کے بعد رابطوں کی وجہ سے پکڑ لیا گیا تھا......

عبدالخالق اور میرے درمیان ایک ساتھی کا ذکر ہوا تھا کہ وہ آتا 'کام' کے سلسلے میں آتا ہے اور میرے ذریعے ہی کہیں نہ کہیں ٹھہرتا ہے اور یہ کہ میں بہت سے معاملات میں اُس کی معاونت کرتا ہوں، بس اِنہی معلومات کے لیے میری تفتیش ہو رہی تھی، وہ پوچھ رہے تھے کہ چلو اب بتاؤ کہاں ہے وہ تمہارا ساتھی؟ اُس کا (رمزی) نام علی تھا......میں کہا جی وہ میرے پاس آتا ہے، ٹھہرتا بھی ہے اور میں اُس کو پیسے بھی جمع کر کے دیتا ہوں......اب یہ بات چھپانا فضول تھا کہ مجھے نہیں پتہ علی کون ہے وغیرہ وغیرہ......بس یہ بات ابھی چل ہی رہی تھی کہ ایک دم اُس افسر کے فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے ریسیور کان پر لگایا اور میرے پیچھے کھڑے اہل کار کو اشارہ کیا کہ اس کو لے جاؤ، مجھے ساتھ والے ایک اور کمرے میں لے جایا گیا......تھوڑی دیر بعد ایک اہل کار آیا اور پوچھا: اسداللہ کے پاس کون کونسا اسلحہ ہے؟ میں نے کہا اُس کے پاس ایک پسٹل ہے جس کا لائسنس ہے، مجھے یقین تھا کہ یہ صرف مجھ تصدیق کر رہے ہیں اور یہ اسداللہ کو پکڑ چکے تھے، اُن کے ساتھ اُن کی بیمار اہلیہ کو بھی......اسداللہ بھائی اپنی اہلیہ کا علاج کروانے کی غرض سے عمران بھائی کے پاس آ رہے تھے جو کہ گجرات میں نوکری کرتے تھے، یہ دونوں صرف اس لیے ستائے جا رہے تھے کہ میرے لیے محبت کے جذبات رکھتے تھے......

اب مجھے دوبارہ سے ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی کے علاوہ آنکھوں پر پٹی اور منہ پر غلاف چڑھا کر گاڑی میں بیٹھا دیا گیا تھا......سوچ رہا تھا کہ اب شاید کہانی ختم ہونی والی ہے، مگر ابھی تو آغاز تھا......شام کو جہاں عمران بھائی جاب کے بعد اکثر آیا کرتے تھے اور میں پہلے سے اُس پارک میں ملا کرتے تھے اُس پارک کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے، میری آنکھوں سے پردہ اٹھایا گیا اور کہا کہ عمران اور تم کہاں ملا کرتے ہو؟ اب میں عمران بھائی کو اب کیسے بچا سکتا تھا کیونکہ نمبر اُن کے پاس تھا وہ عمران بھائی کو دیکھ رہے تھے بس وہ اُن کو لوگوں سے الگ کرنا چاہتے تھے، اس لیے مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کس کونے میں تم اُس کو ملتے ہو میں نے بتایا کہ اس کونے میں، اس کے بعد میری آنکھوں کو بند کر دیا گیا اور پھر واپس ٹارچر سیل لایا گیا......مجھے ایک کمرے میں لے جایا گیا جہاں میری دائیں بائیں اور سامنے سے تصاویر بنائی گئیں......عمران بھائی کے چیخیں آ رہی تھیں اُن پر شدید تشدد کیا جا رہا تھا......اُن کی چیخوں سے میرا دل بہت زیادہ رنجیدہ تھا......مگر قیدی انتہائی بے بس ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو قید کے آزمائش سے بچائیں (آمین)......

اس کے بعد مجھ سے عمران بھائی کے بارے میں سوالات کیے گئے......چونکہ عمران بھائی کا عملی کام سے کوئی تعلّق ہی نہیں تھا، اُن سے میری سلام دعا وجہ بس اتنی سی تھی کہ جب میں کشمیر سے غازی بن کر لوٹا تو کسی محفل میں اِن سے تعارف ہوا تھا......اب عمران بھائی کو مزید مارا پیٹا نہیں گیا کیونکہ عمران بھائی اور میری بتائی گئی باتیں ایک ہی جیسی تھیں، اُنہیں وہاں سے سائیڈ پر دیا گیا تھا......اور اسداللہ بھائی کو لایا گیا تھا، اسداللہ بھائی کا تعارف بھی جہاد کشمیر کے حوالے سے تھا اور یہ دونوں ایک دوسرے کو بھی جہاد کشمیر کے حوالے سے جانتے تھے، اس طرح اسداللہ بھائی کا معاملہ بھی کلیئر ہوتا نظر آ رہا تھا......ان دونوں کے بعد مجھے پھر سے اُسی دفتر میں لایا گیا، اب اس کمرے میں پھر ۴ افسر موجود تھے......ایک ''شاہ جی''، دوسرا وہ جس کے منحوس چہرے پر داغ تھے اور جو غالبًا تجربے کے اعتبار سے اُن میں سب سے سینئر تھا، ایک شاہ کا جونیئر ذاکر اور چوتھا ایم آئی کا عینک والا افسر، رات کے ۱۱ بجے ہوں گے......کہ عبدالخالق کی دی گئی معلومات کے مطابق پھر سارا معاملہ علی پر آ گیا......یہاں میں ایک اور ساتھی کا ذکر کرتا چلوں جس کو پکڑنے کے بعد ہی یہ لوگ مجھ تک پہنچے تھے، اُس بھائی کا (رمزی) نام عبدالرحمٰن تھا......عبدالرحمٰن بھائی نے گرفتار ہوتے ہی سب کچھ بول دیا تھا اپنے بارے میں......عبدالرحمٰن بھائی کی فراہم کی گئی معلومات میرے لیے زیادہ پریشانی کا سبب بنیں، مجھے اب تک مجھے یہ معلوم نہیں تھا عبدالرحمٰن بھائی اپنے بارے میں سب کچھ بتا چکے ہیں......

اب سارے تفتیشی اکٹھے تھے جو مجھ سے معلومات لینا چاہتے تھے، سارے سوالوں کا محور علی تھا......تمہاری علی سے کب کب کہاں اور کیسے ملاقات ہوئی؟ میری کوشش یہی تھی کہ میں وہی کچھ بتاؤں جو عبدالخالق بھائی کو معلوم تھا، اُن کی کوشش تھی کہ میں کچھ نیا بتاؤں اور میرے لیے ایک طریقے سے پلس پوائنٹ تھا......وہ اس لیے کہ تشدد تو ان لوگوں نے ہر صورت کرنا ہی تھا اور مجھے ہر صورت ایمان کی سلامتی کے لیے یہ برداشت کرنا ہی تھا......سوال یہی تھا علی تک وہ کیسے پہنچ سکتے ہیں، اب یہاں ایک اور جھانسہ دیا گیا......میرے پاس ایک اہل کار آیا یہ وہی تھا جو ہاتھ میں تشدد کا خاص آلہ جسے عام طور ہے ''چھتر'' کہا جاتا ہے لیے کھڑا تھا......جب میں نے یہ کہا مجھے یہ معلوم نہیں اس وقت علی کہاں ہے تو اُنہوں آپس میں باتیں شروع کی اور اشارہ کیا کہ اس کو لٹا دو اور مارنا شروع کرو......اُسی طریقے کے مطابق مجھے اُلٹا لٹایا گیا اور ہاتھوں کی جانب ایک آدمی نے جو کرسی پر بیٹھا تھا کرسی کے پائے میری ہتھکڑی کی زنجیر پر رکھ دیئے اور پاؤں میرے چہرے پر اسی طرح میرے پاؤں کی جانب بھی ایسا ہی کیا گیا تھا...... (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

25 اپریل: صوبہ قندوز......ضلع امام صاحب......فوجی بیس پر مارٹر توپ کے 16 گولے داغے گئے......7 فوجی ہلاک......3 زخمی

کفر کی جانب سے چھیڑی گئی عالمی جنگ کے اہداف ومقاصد

طارق حسن

کچھ عسکری تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ: تیسری عالمی جنگ کی شروعات تو اسی دن ہوگئی تھیں جب ۱۹۸۸ء میں جنیوا میں روس نے معاہدے پر دستخط کر کے چالیس سالہ سرد جنگ میں اپنی شکست اور امریکہ کی کامیابی کا اعلان کر دیا تھا۔ روس کے اس اعتراف شکست کے ساتھ ہی دنیا 'دوخدائی کے دعوی دار' طاقتی نظام کے توازن سے محروم ہو کر محض امریکہ کے انگوٹھے تلے آ گئی تھی۔

امریکہ کو عالمی سپر پاور کے طور پر نئی استعماری حکمت عملی مرتب کرنے کی ضرورت تھی، جو تین امریکی اداروں (نیشنل سیکورٹی کونسل، پینٹا گون اور سی آئی اے) نے مل کر مرتب کی اور اکتوبر ۱۹۹۰ء میں صدر جارج بش نے اپنے خطاب میں اس کا اعلان بھی کیا۔ اس اعلان میں امریکی صدر نے پوری دنیا کے لیے نئی فوجی، سیاسی اور اقتصادی حکمت عملی کے خطوط کا تعیّن کیا۔ نیوورلڈ آرڈر نامی اس اعلان کو بظاہر تو اعلان قیام امن، اقتصادی ترقی اور جمہوری حکومتوں کے قیام جیسے خوش نما الفاظ پر مشتمل قرار دیا گیا تھا مگر ہاتھی کے یہ دانت محض دکھانے کے تھے۔ بعد ازاں مارچ ۱۹۹۱ء میں امریکن نیشنل سیکورٹی کونسل کی سفارشات سامنے آئیں، جسے دنیا کے کئی اخبارات نے شائع کیا۔ ان تفصیلی سفارشات میں واضح طور پر امریکہ نے اپنے اتحادیوں اور حریفوں کی نشان دہی کر دی تھی۔

نیوورلڈ آرڈر کی ان سفارشات میں دوٹوک الفاظ میں اعلان کیا گیا تھا کہ خلیجی ریاستوں میں وہ ہی خاندان منصبِ حکومت پر فائز رہیں گے، جو امریکی مفادات کا دفاع کریں گے نیز مشرق وسطیٰ کی ثقافت کو خاطر خواہ تبدیل کر کے مغربی سانچے میں ڈھالنے کا عندیہ دیا گیا اور اس اعلان میں اسلامی ممالک کے نام لے کر قابل قبول تبدیلیوں کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ یہ تبدیلیاں سیاسی اور ثقافتی سطح پر کی جانی قرار پائی تھیں اور اصل میں ان تبدیلیوں کے ذریعے اسرائیل کے لیے خطے میں نرم گوشہ تلاش کرنے اور اس کی چودھراہٹ کا اعلان مقصود تھا، یہ ہی گریٹر اسرائیل کا منصوبہ بھی ہے۔ گریٹر اسرائیل کے دیرینہ نقشے میں سعودی عرب سمیت اکثر مسلم خلیجی ریاستیں شامل ہیں۔ اس منصوبے کو کامیاب کرنے کے لیے جو روڈ میپ طے کیا تھا، اس میں ''شدت پسند'' اسلامی تحریکوں کا خاتمہ اور ان کے درمیان پھوٹ ڈالنا بھی شامل تھا۔ اس روڈ میپ پر عمل درامد بش دورِ حکومت میں عملی طور پر کیا گیا۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کی امارت پر بظاہر تو شیخ اُسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو پناہ دینے کے باعث ننگی جارحیت کی گئی۔ جب کہ عراق میں صدام حسین پر بغیر کوئی وجہ محض امریکی مخالف جذبات رکھنے کے باعث اعلان جنگ کر دیا گیا۔ اسی طرح مصر کی مثال سب کے سامنے ہے، جہاں نئے جمہوری صدر مرسی نے امریکی توقعات کے برعکس اسرائیل اور امریکہ کی کچھ پالیسیوں کو ملک کی حکومتی پالیسیوں سے خارج کرنا شروع کر دیا تھا۔

آیئے! دیکھتے ہیں۔ یہ کھیل کیسے اور کن کے ذریعے کھیلا جاتا ہے؟ ہم فی الوقت اپنی بات کا محور صرف افغانستان تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے، افغانستان پر بظاہر تو شیخ اُسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی موجودگی کے باعث حملہ کیا گیا مگر حقیقت میں یہ جنگ اس ہی روڈ میپ کا حصّہ تھی، جس کا مقصد اسلامی تحریکوں کا خاتمہ ہے۔ افغانستان پر حملہ کرنا اور امارتِ اسلامیہ پر روایتی انداز میں جنگ مسلط کر دینا عالم اسلام میں جہادی روح کی بیداری کا بڑے پیمانے پر سبب بن سکتی تھی۔ جس سے نمٹنے کے لیے استعماری قوتوں نے اپنی منظورِ نظر حکومتوں کو استعمال کیا۔ سب سے زیادہ امریکہ کی قابلِ بھروسہ حکومت سعودیہ کی ہے، جس نے عالمی صلیبی صہیونی استعماری قوتوں کو ہر طرح کی حمایت، مدد اور تعاون اپنی دین فروش مفتیوں کے ذریعے بہم پہنچایا۔ جب کہ زمینی اور براست جنگی معاونت انہی کے عسکری اداروں سے تربیت یافتہ پاکستانی فوج نے فراہم کی۔ دوسری طرف بھارت نے صلیبی صہیونی اتحاد کی معاونت کے لیے امارتِ اسلامیہ پر ثقافتی یلغار کر دی۔

بھارت اگرچہ افغانستان کا براہ راست پڑوسی ملک نہیں ہے لیکن اس کا افغانستان کے ساتھ طویل تاریخی، سماجی، سیاسی و معاشی تعلّق رہا ہے۔ اس لیے وہ اس کو اپنی توسیع ہمسایہ (Extended Neighbourhood) قرار دیتا ہے۔ مشرک بھارتی قیادت نے مہاتما گاندھی سے لے کر من موہن سنگھ تک افغانستان کے ساتھ ہر دور میں اپنا تعلّق برقرار رکھا ہے، چونکہ بھارت کا زمینی خدا روس ہے اسی لیے وسطی ایشیا تک اپنے زمینی خدا تک پہنچنے کے لیے اس کو راہ داری درکار ہے۔ افغانستان پر روسی قبضے کے بعد ببرک کارمل کی کٹھ پتلی حکومت قائم تھی، تو بھارت غیر کمیونسٹ ممالک میں واحد ملک تھا جس نے اس کی حکومت کو سفارتی سطح پر قبول کیا تھا۔ اس کے لیے صرف امارتِ اسلامیہ کا دور ایسا وقت تھا جب وہ افغان امور سے بے دخل ہو گیا تھا۔ اس لیے امریکی مداخلت کے بعد اس نے سب سے پہلے اپنا سفارت خانہ فعال کیا۔ اس وقت وہ کرزئی حکومت کے حامیوں میں ایک اہم طاقت کا کردار ادا کر رہا ہے۔ افغان کٹھ پتلی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے اس نے ایک خطیر رقم ۲/ارب امریکی ڈالر بڑے بڑے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی ہے۔ بڑے منصوبوں میں زارنج سے دلارام تک ۲۱۸ کلومیٹر سڑک (جو افغانستان کو ایرانی بندرگاہ سے ملاتی ہے)، پل خمری سے کابل تک ۲۲۰ کے وی کی برقی ٹرانسمیشن

لائن، ہرات میں سلمہ ڈیم، افغان پارلیمنٹ کی عمارت، افغان ٹی وی نیٹ ورک (اپنی) اور کئی تعلیمی منصوبے شامل ہیں۔ جن کا مقصد افغانستان کی ثقافت، تاریخ، دینی حمیت کو مسخ کرنے کے ساتھ ساتھ وسطی ایشیا اور روس تک رسائی کو یقینی بنانا ہے...... بھارت ماضی کی طرح مستقبل میں بھی افغانستان میں اپنی موجودگی برقرار رکھنا چاہتا ہے اور اس کے لیے ایک ملحد کٹھ پتلی حکومت درکار ہے جسے مضبوط رکھنے کے لیے ہر قیمت ادا کرنے کو تیار ہے۔

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کا ایک اہم سنگ میل ۱۹۶۵ء کی پاکستان اور ہند کے مابین جنگ ہے۔ اس موقعے پر ظاہر شاہ نے پاکستان کو یقین دہانی کرائی کہ آپ اپنی مغربی سرحدوں سے بے فکر ہو جائیں۔ اسی طرح ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بھی افغان حکومت نے پاکستان کی درپردہ حمایت کی۔ سردار محمد داؤد خان جب برسر اقتدار آیا تو اس نے بھی پاکستان کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیے اور غالباً یہی اس پر روسی عتاب کی ایک وجہ بنی۔ نور محمد ترکئی اور حفیظ اللہ امین کے ادوار میں پاکستان کے ساتھ تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوا اور بالآخر ۱۹۷۹ء میں روسی جارحیت کے بعد سفارتی تعلقات منقطع ہو گئے۔ لیکن یہی وقت تھا جب نظامِ پاکستان کو روسی جارحیت سے خود کو محفوظ بنانے کے لیے عوامی سطح پر ایک بڑے پیمانے پر تعلقات قائم کرنا پڑے۔ اس وقت چونکہ نظام پاکستان کو براہ راست اپنے بقا کی جنگ لڑنا مقصود تھا اس لیے تمام مجاہدین گروپوں کی حمایت اُس کی مجبُوری ٹھہری۔ لیکن جیسے ہی مجاہدین نے 'سرخ آندھی' کا منہ موڑا اور روس کی کٹھ پتلی نجیب حکومت کا خاتمہ ہوا تو افغانستان کے جہاد کو اپنے نظام کے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے نظام پاکستان کی مکار ایجنسی آئی ایس آئی نے مجاہدین کے درمیان پھوٹ ڈلوانے اور خانہ جنگی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ پھر جب ۱۹۹۶ء میں افغانستان میں امارت اسلامیہ قائم ہوئی تو پاکستان نے طوعاً و کرہاً اس کو رسمی طور پر تسلیم تو کر لیا مگر اپنے ہاتھوں سے نکلتے اثر و رسوخ سے شدید برہم ہی رہا۔ ۲۰۰۱ء کے آخر میں جب امریکہ کی قیادت میں صلیبی اور صہیونی افواج نے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے تعاقب میں افغانستان پر چڑھائی کی تو پرویز مرتد نے امریکی وزیر دفاع کولن پاول کی ایک فون کال پر امارتِ اسلامیہ کے خلاف صلیبیوں صہیونیوں کے مشترکہ اتحاد کا ساتھ دیتے ہوئے ہوئے خود کو ان کے ہراول دستے کے طور پر متعارف کروایا۔ نظام پاکستان ہی کی خیانت اور کی غداری کے باعث اور خفیہ معلومات امریکہ کے حوالے کرنے کے بدولت امارتِ اسلامیہ کا سقوط ہوا۔ ۲۰۰۲ء میں پاکستان نے امارتِ اسلامیہ افغانستان کے اسلام آباد میں موجود سفیر مُلّا عبدالسلام ضعیف کو امریکہ کے حوالے کیا، اس کے ساتھ ہی امارتِ اسلامیہ کے کئی ایک ذمہ داران گرفتار کیے گئے، کچھ کو بدترین تشدید کا نشانہ بنا کر خفیہ جیلوں میں ہی شہید کر دیا گیا۔ حکومتِ پاکستان کی جانب سے درپردہ لڑی جانے والی صلیبی جنگ جس میں فرنٹ لائن (صفِ اول) کا کردار ادا کرتا رہا اس میں ڈرامائی تبدیلی نیٹو کے اعترافِ شکست کے بعد آئی۔

ایک سوال ذہنوں میں گردش کرتا ہے کہ بھارت اور پاکستان تو بظاہر روایتی حریف ہیں، ایک دوسرے کو مات دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے...... یہ کیسے ایک ہی مقصد پر یک جا ہو سکتے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں ہمیں واقعات پر نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان اور بھارت کو اس عالمی صلیبی صہیونی جنگ میں شامل کرنے والا امریکہ ہی ہے۔ دونوں ممالک کے مفادات افغانستان سے جڑے ہوئے ہیں۔ بظاہر دونوں ایک ہی پیج پر نظر آ رہے ہیں۔ مگر اللہ سبحان وتعالی کا ارشاد ہے:

تحسبهم جميعا وقلوبهم شتى

''تم انہیں متحد سمجھتے ہو جب کہ ان کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہیں''۔

نظامِ پاکستان کا اپنے شمالی علاقوں میں ڈرون حملوں کا تسلسل، فوج اور طالبان کے درمیان جنگ جو کہ افغانستان پر صلیبی صہیونی جارحیت کا تسلسل ہی ہے۔ اس کے علاوہ پورے عالم اسلام میں بدامنی کی صورت حال بھی اسی عالمی جنگ کی شروعات کا ایک حصّہ ہیں۔ مختلف علاقوں کی صورت حال گو کہ کچھ حد تک بظاہر مختلف نظر آتی ہے مگر ان جنگوں میں واحد مشترک چیز یعنی ہدف اسلامی اور جہادی تحریکیں ہی ہیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تیسری عالم گیر جنگ کے بجائے چوتھی عالم گیر جنگ کی چاپ سنائی دے رہی ہے۔ اگر وہ حالات پر نظر رکھتے ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تیسری عالمی جنگ تو روس کے ٹوٹ جانے کے بعد ختم بھی ہو چکی، جسے امریکی سربراہی میں مغرب نے روس پر فتح حاصل کر کے جیت لیا تھا، اس فتح میں اسے تین مرکزی کردار افغانستان پاکستان اور ایران کے لوگوں کی مدد حاصل رہی اور روس اپنے خطرناک ہتھیاروں کے باوجود شکست سے دوچار ہو گیا، جسے اس نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس پر خوشی سے دستخط کرتے ہوئے صہیونی بالادستی کو تسلیم بھی کر لیا گیا تھا۔ اس قوت کے خاتمے کے فوری بعد مغرب نے امریکی سربراہی میں اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر چوتھی جنگ شروع کر دی، جو دراصل مسلمان قوت کے خاتمے کے لیے ہے، جو اب شروع ہو چکی ہے اور اس میں وقت کے ساتھ ساتھ وسعت آتی جا رہی ہے، اس جنگ کے خفیہ عزائم کی تکمیل بھی جاری ہے۔

اب ذہنوں میں سوال اُٹھتا ہے کہ نئی عالمی جنگ کے ممکنہ مقاصد کیا ہیں۔ اس کا سیدھا سا جواب ایک ہی ہے کہ سوشلسٹ قوت کے خاتمے کے بعد اب ان استعماری عالمی قوتوں کا ہدف مسلم امہ ہیں اور ان کے نزدیک یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کے پاس ایک مکمل اور بہترین ضابطہ حیات / روڈ میپ قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے۔ ماضی میں مسلمانوں کو صرف جذبہ جہاد ہی کی بدولت نا صرف دنیا کی امامت ملی اور انہوں نے ہی یہ حکومت نا صرف احسن انداز میں قائم کئے رکھی بلکہ دنیا کی سب سے طویل ترین سپر پاور انہی کے پاس رہی۔ جب تک ان میں موجود جہاد فی سبیل اللہ سے مزین اسلامی تحریکوں کو ختم نہیں کیا جا سکتا دنیا پر صلیبی صہیونی گٹھ جوڑ کی مکمل اجارہ داری قائم نہیں کی جا سکتی۔

فمنهم من قضى نحبه

عامرعبدالباری

چند دن بعد پھر ایک تعارض (حملے) پر جانا تھا۔امیر صاحب نے باقاعدہ حسن بھائی کو دوسرے مرکز سے بلوایا کہ شیروں کو پھر اپنی کچھاروں سے شکار کے لیے نکل کر اپنی بندوقوں کی دھاڑوں سے دشمن کے دلوں کو دہلانا تھا۔حسن بھائی کو کارروائی پر نکلتے ہوئے پیکا دی گئی مگر حسن بھائی کو تو راکٹ چلانا ہی پسند تھا۔امیر صاحب سے کہنے لگے کہ امیر صاحب یہ پیکا آپ خود ہی سنبھالیں اور راکٹ لانچر اور چار راکٹ میرے حوالے کریں کہ راکٹ چلانے کا تو اپنا ہی مزا ہے۔کارروائی کے منصوبے کے مطابق حسن بھائی اور امیر صاحب نے حملے کا آغاز کرنا تھا۔پہلے راکٹ چلے گا پھر پیکا کے برسٹ اور پھر دائیں جانب موجود ساتھی کلاشن سے فائر کریں گے اور اس دوران امیر صاحب اپنی پیکا سے فائر کرتے رہیں گے اور حسن بھائی بھی وقفے وقفے سے راکٹ چلائیں گے۔

امیر صاحب اور حسن بھائی رات کے اندھیرے میں چاند کی ہلکی ہلکی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیمپ کے مرکزی دروازے سے صرف تین سو میٹر کے فاصلے پر پہنچ گئے۔جیسے ہی رات کے گیارہ بجے کارروائی کا آغاز تکبیر کے نعرے اور راکٹ کے زور دار دھماکے سے ہوا اور ساتھ ہی امیر صاحب کی پیکا بھی شعلے اگلنے لگی۔راکٹ اور پیکا کی آواز سن کر دائیں جانب موجود ساتھیوں نے بھی فائرنگ کا آغاز کر دیا تھا۔پھر تو جیسے حسن بھائی کو ڈالر کے پجاری امریکی غلاموں کو سبق سکھانے کا موقع میسر آ گیا۔ایک ہی کارروائی میں ساری کسر نکال دینا چاہتے تھے۔پہلا راکٹ، پھر دوسرا راکٹ اور پھر تیسرا راکٹ۔اسی دوران کیمپ سے بھی بڑا شدید فائر آنا شروع ہو گیا اور گولیاں دائیں بائیں گرنے لگی۔اب یہاں سے نکل جانا ہی مناسب تھا کہ دشمن کی جوابی فائرنگ میں شدت آ گئی تھی اور یہ دونوں لوگ تو بالکل کیمپ کے گیٹ کے ہی سامنے تھے۔

امیر صاحب نے کہا کہ بس اب واپس چلیں مگر اس دم واپسیں پر حسن بھائی نے اپنی کمر کے ساتھ بندھا آخری راکٹ بھی فائر کرنے کا پروگرام بنایا۔مگر جیسے ہی آخری راکٹ فائر کیا اور پیچھے ہٹے تو پتھر سے پاؤں ٹکرایا اور حسن بھائی کمر کے بل گرے۔اسی لمحے کیمپ سے سیدھا برسٹ آیا اور حسن بھائی کے سر سے پانچ گز کے فاصلے پر زمین میں جذب ہو گیا۔حسن بھائی کے گرنے اور گولیوں کی بوچھاڑ کے درمیان سیکنڈ کے ہزارویں حصّے کا سا فاصلہ تھا۔ادھر حسن بھائی زمین پر گرے اور ادھر ان کے پیٹ کی اونچائی پر سے گولیوں کی باڑ گزر گئی۔امیر صاحب انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے حسن بھائی کی طرف بڑھے کہ شاید گولیاں ان کے سینے میں اتر گئی ہیں۔مگر اسی دوران حسن بھائی ہنستے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: ''بھیا شہید نہیں ہوا! پتھر سے پاؤں اس بری طرح اٹکا کہ بے قابو ہو کر گر گیا تھا۔باقی آج ان گولیوں پر تو میرا نام ہی نہیں لکھا ہوا تھا۔ گرنے کی وجہ سے پنڈلی پر کچھ چوٹ آئی تھی''......اس کے بعد حسن بھائی نے ایک ہفتہ خوب آرام کیا۔دن بھر ہم کام کرتے تھے اور حسن بھائی آرام۔حسن بھائی، عارف بھائی، حسین بھائی اور دیگر چار ساتھی ۱۱ دسمبر ۲۰۰۸ء کو ایک تربیتی دورے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے کہ وہاں بم باری ہو گئی، جس میں یہ سب شہید ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

سات ساتھیوں کے جسد کھلے میدان میں رکھے ہوئے ہیں۔اس صف شہدا میں شامل مجاہدین میں یہ پہلا جسد حسن (نعیم الحق گھمن) شہید کا ہے۔اس طرف سے چوتھا جسد حسین (زہیر قدوائی) شہید کا اور یہ پانچواں جسد عارف (حسن مصطفیٰ) شہید کا ہے۔مقامی لوگ اور مجاہدین بڑی تعداد میں اکٹھے ہیں۔حاجی مزمل صاحب بھی اپنے چھوٹے بیٹے تیرہ سالہ نعمان کو ساتھ لیے شہدا کے پاس موجود ہیں۔

نعمان نے آگے بڑھ کر ایک شہید کے چادر سے باہر نکلے ہوئے پاؤں پر بوسا دینا چاہا تو شہید کا پاؤں پیچھے کی طرف کھنچ گیا۔وہ فوراً اپنے والد صاحب کو متوجہ کر کے کہنے لگا میں ان کا پاؤں چومنے لگا تو انہوں نے اپنا پاؤں پیچھے کھینچ لیا ہے۔اور اس شہید کی ٹانگ واقعی پیچھے کھنچی ہوئی تھی۔نعمان حیرت سے پوچھ رہا تھا کہ ابو ان کی ٹانگ خود بخود کیسے پیچھے ہو گئی ہے؟؟ حاجی صاحب متذبذب تھے کہ بیٹے کو کیسے مطمئن کریں۔کہنے لگے کہ بیٹا! اللہ میاں لوگوں کو شہدا کی عظمت اور ان کے بلند مقام کا اندازہ کروانے کے لیے اس طرح کے معجزات دکھاتا ہے اور اللہ میاں نے کہا ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔نعمان حیرت کے سمندر میں ڈوبا کسی اور ہی دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔اتنے میں جنازے کے لیے تکبیر بلند ہوئی اور جنازے کے بعد شہدا کو دفنانے کے مراحلے کے دوران میں نعمان اپنے ابو کی قمیض پکڑ کر معصومیت سے کہنے لگا کہ ابو شہید تو زندہ ہوتے ہیں پھر ان کو کیوں دفنانے لگے ہیں۔مگر اب کہ حاجی صاحب اس بچے کو کیسے سمجھائیں کہ شہید کا زندہ ہونے کا مطلب کیا ہے۔اپنے والد صاحب کو خاموش پا کر نعمان معصومیت سے پشتو زبان میں کہنے لگا ''ابو! زہ بہ شہید شو'' (ابو میں بھی شہید بنوں گا)۔

حاجی صاحب اس وقت ہمارے درمیان موجود ہیں مگر نعمان اس دنیا میں نہیں ہے۔ابھی چند روز پہلے حاجی صاحب نے بتایا کہ نعمان کی والدہ کا فون آیا تھا کہ نعمان کافی دن بخار میں مبتلا رہنے کے بعد فوت ہو گیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۴ پر)

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے!!!

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۱۹ اپریل: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۱ اپریل: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقہ مندتو کوتی میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ایک خاصہ دار اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱ اپریل: مہمند ایجنسی میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے زخمی ہونے کی خبر سرکاری ذرائع نے جاری کی۔

۲۱ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی میں کھجوری چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ۷ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی خبر سرکاری ذرائع نے جاری کی۔

۲۲ اپریل: جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے میزائل حملے میں ۲ فوجیوں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴ اپریل: پشاور کے علاقے ارباب سکندر خان فلائی اوور کے قریب بارودی سرنگ دھماکہ میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ۸ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶ اپریل: جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں ۳ فوجیوں کے زخمی ہونے کی خبر سیکورٹی ذرائع نے جاری کی۔

۲۸ اپریل: ڈیرہ اسماعیل خان میں کلاچی روڈ پر بارودی سرنگ دھماکہ میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی تباہ ہوگئی جب کہ ایک صوبے دار کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۳۰ اپریل: خیبر ایجنسی میں مجاہدین کے حملوں میں کیپٹن سمیت ۵ فوجیوں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳ مئی: جنوبی وزیرستان کے علاقے جنتہ میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے یں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۴ مئی: سوات میں وی ڈی سی ممبر اکبر علی ناچار کو مجاہدین نے ہدفی کارروائی میں ہلاک کر دیا۔

۴ مئی: شمالی وزیرستان کے علاقے اسپین وام میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۷ مئی: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے علینگار میں بارودی سرنگ دھماکہ میں امن کمیٹی کا رضا کار زروار حسین مارا گیا۔

۸ مئی: ہری پور کے علاقے سرائے سالہہ میں مجاہدین کی فائرنگ سے ن لیگ کا ضلعی رہ نما اور ضلع کونسل کا امیدوار قاضی سجاد ہلاک ہوگیا۔

۸ مئی: تحریک طالبان پاکستان کے خصوصی دستے ایس ٹی ایف (سپیشل ٹاسک فورس) اور ٹی آئی اے (طالبان انٹیلی جنس ایجنسی) نے نواز شریف کے گلگت کے دورہ کے وقع پر اسے ٹارگٹ کرنے کا خصوصی منصوبہ بنایا۔ لیکن نواز شریف دوسرے ہیلی کاپٹر میں ہونے کی وجہ سے بچ گیا۔ طالبان نے اینٹی ایئر کرافٹ سے پاکستانی فوج کے ایم آئی ۱۷ ہیلی کاپٹر کو مار گرایا۔ جس میں سوار ۲ میجروں سمیت ۸ افراد ہلاک ہوگئے۔ ہلاک شدگان میں غیر ملکی سفیر بھی شامل تھے۔

۹ مئی: ٹانک کے علاقے گاؤں لکی مچل خیل میں مجاہدین نے پولیس اہل کار کو ہدفی کارروائی میں قتل کر دیا۔

۹ مئی: سوات کے علاقے چارباغ میں امن کمیٹی کے جنرل سیکرٹری عبدالرحمٰن اسد کو مجاہدین نے ہدفی کارروائی میں قتل کر دیا۔

۱۱ مئی: جابوڑا ایجنسی کی تحصیل ماموند میں بارودی سرنگ دھماکہ میں حکومتی حمایت یافتہ قبائلی سردار ملک جان محمد ۶ ساتھیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

۱۲ مئی: ٹانک میں گومل زام نہر کے قریب سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر مجاہدین کے حملے میں ۴ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۳ مئی: جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکئی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۴ مئی: پشاور کے علاقے یکہ توت میں مجاہدین کے حملے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے:

۱۹ مارچ: کرم ایجنسی کے علاقے شابک میں امریکی ڈرون میزائل حملے میں ۱۳ افراد شہید ہوئے۔

۲۴مارچ: خیبر ایجنسی کے علاقے نازیان میں امریکی ڈرون طیاروں نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۱۹ افراد شہید ہوگئے۔

۱۲اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں امریکی ڈرون طیارے سے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ۴ افراد شہید ہوگئے۔

۱۶مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں امریکی ڈرون طیارے نے ایک گھر پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۱۵ افراد شہید اور ۲ زخمی ہوگئے۔

۱۸مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک گھر پر ۴ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں گھر اور ایک گاڑی تباہ ہوگئی جب کہ ۱۶ افراد شہید اور ۲ زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: فمنهم من قضی نحبه

نعمان کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے حاجی صاحب کی آنکھیں بھیگی ہوئیں تھیں کہ نعمان کہتا تھا کہ ''ابوزہ بہ شہید شو'' (ابو میں شہید بنوں گا)۔

بہت سے منظر بدل چکے ہیں۔ مجاہدین کو اپنے اسلحے اور ٹیکنالوجی کے بل پر دیوار سے لگانے کا خواب دیکھنے والوں کی کمر خود زمین پر لگ چکی ہے، اور وہ زمین پر چار شانے چت پڑے مذاکرات مذاکرات کی دہائی دے رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادی فوجیوں کی وردیاں، جوتے، ٹوپیاں اور ہموی گاڑیوں، ٹینکوں، ہیلی کاپٹروں کا سکریپ بازاروں میں کوڑیوں کے بھاؤ بک رہا ہے۔

یہاں اب برطانیہ اور روس کی قبروں کے ساتھ تین تازہ قبریں اور کھدی ہوئی ہیں۔ جن میں دفنائے جانے والے مردے کوئی عام مردے نہیں ہیں بلکہ ایک قبر دنیا کے واحد تھانے دار یونائیڈ سٹیٹ آف امریکہ کی، دوسری صلیبی اتحادیوں المعروف نیٹو کی، اور تیسری قبر سرمایہ داری نظام کی ہے۔ اور ان مُردوں کی تدفین آخری مراحل میں ہے۔ روس سے امت مسلمہ کے جہاد کے دوران روس کی شکست کا سبب امریکی اسٹنگر میزائلوں کو قرار دینے والے غیر دانش مند ''دانش وروں'' کی نگاہیں پھر سے کسی بیرونی امداد کے مفروضے کی تلاش میں سرگرداں ہیں، کہ کسی طرح ایک بار پھر قوتِ ایمان ویقین، صبر واستقامت اور شہادت وقربانی کے آفتاب کو ٹیکنالوجی کی کالی گھٹاؤں میں چھپایا جاسکے۔ مگر اب کی بار اس آفتاب کے سامنے مغرب زدہ تبصرہ نگاروں اور عسکری ماہرین کے چراغ گل ہیں۔ ان کی نگاہیں افغانستان کی سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرا کر نامراد لوٹ رہی ہیں۔ سچّائی قندھار اور تورہ بورہ کے راکھ بنے چٹیل پہاڑوں سے دنیا پرستوں اور اسباب کے بندوں پر ہنس رہی ہے۔ جھوٹوں کے تراشے ہوئے امریکی طاقت وہیبت کے بت حقیقت کے کنویں میں اوندھے منہ پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آج خطہ خراسان کی فضائیں شہدا کے خون کی خوشبو سے مہک رہی ہیں۔ اس سارے منظر نامے کی بنیادوں میں اپنے گوشت، خون اور ہڈیوں کو بنیاد کے پتھر بنانے والے شہدا اس خاک کی تہہ میں آرام فرمارہے ہیں۔ مگر اسلام کا علم سربلند اور صلیبیوں اور تہذیبوں کے تصادم کے علم برداروں کی تہذیب شکست خوردہ ہے۔

والحمدللہ رب العالمین!

☆☆☆☆☆

''میرے عزیز مجاہد بھائیو!

یقیناً ان سب جرائم کی بنیادی ذمہ داری حکومت اور فوجی جرنیلوں پر عائد ہوتی ہے......اور اُنہیں ان جرائم کی قیمت چُکانی ہوگی! جان لیجیے! کہ ڈالروں کے پجاری یہ حکمران اور فوجی جرنیل قوت کے سوا کوئی زبان نہیں سمجھتے! یہ تبھی امن وسلامتی کی راہ لینے پر آمادہ ہوں گے جب ان کے سروں پر خوف مسلط رکھا جائے گا، ان کی اکڑی ہوئی متکبر گردنوں پر ضرب لگائی جائے گی اور ان کے پیروں تلے ایسی آگ بھڑکائی جائے گی جو اِن کا سکون برباد کردے اور ان کے ہوش ٹھکانے لگادے! پس ہمارا یہ اعلان ہے کہ الآن الآن جاء القتال......ابھی ابھی تو قتال کو وقت آیا ہے!......

امریکہ اور اُس کی آلۂ کار پاکستانی فوج اور حکومت نے تو جو کرنا تھا وہ کرلیا! جو جہاز، ٹینک، گولہ بارود ہم پر آزمانا تھا وہ آزمالیا! اپنے آخری پتے بھی استعمال کرلیے! اللہ تعالیٰ کے اذن سے اب ہماری باری ہے! ان کا خیال تھا کہ یہ اسلحے کے زور سے ہمیں ہمارے برحق شرعی مطالبات سے پیچھے ہٹالیں گے...... ہرگز نہیں! الحمدللہ! ہمارے عزائم اور بھی بڑھ گئے ہیں! بس اللہ تعالیٰ پر توکل کیجیے اور نفاذِ شریعت کی خاطر جہاد وقتال کے عمل کو پوری قوت سے جاری رکھیے! اللہ تعالیٰ پر توکل کیجیے اور امریکہ اور اُس کے مقامی آلۂ کاروں پر پاکستان کی زمین تنگ کردیجیے! اہلِ ایمان کی اس سرزمین پر نہ تو امریکی کافروں کو جگہ دیجیے نہ ان کے خائن حواریوں کو سکون کا موقع دیجیے! آگے بڑھیے! اور ظلم کی چکی میں پستے مظلوم عوام کے لیے نجات دہندہ بن کر میدان میں اتریئے اور اُنہیں اس ظالمانہ کفریہ فرنگی نظام سے نجات دلایئے! اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال میں برکت دیں!''

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

پھولوں کی طلب ہے نہ گلستاں کے لیے ہے

(انجینئر احسن عزیز شہید رحمہ اللہ)

پھولوں کی طلب ہے نہ گلستاں کے لیے ہے
افغان سے محبت مری ایماں کے لیے ہے

اس دشت میں آباد مرے دل کی ہے دنیا
صحرائی یہ اِس خانۂ ویراں کے لیے ہے

خوں ہو نہ جو ارمانوں کا، منزل کا مزا کیا
کانٹوں سے ڈھکی راہ گلستاں کے لیے ہے

کیوں پرورشِ جسم کے سامان میں گُم ہوں
خود جسم بھی جب قبر کے ساماں کے لیے ہے

پامال کر اِس نفس کو تُو خانقھوں میں
ہاں جان تری شورشِ میداں کے لیے ہے

جس جنگ میں تمیز نہ ہو ناحق وحق کی
شایاں وہ کہاں مردِ مسلماں کے لیے ہے

اے جادۂ طیبہ سے مجھے روکنے والو!
اب میرا قصد محفلِ جاناںؐ کے لیے ہے

اس غم کدۂ زیست میں تنہا تو نہیں میں
خلوت کدۂ دِل کسی مہماں کے لیے ہے

یہ جان عطا جس کی ہے، قربان اُسی پر
جینا مرا، مرنا مرا رَحماں کے لیے ہے!

کفار سے دوستی اور اتحاد...... چہ معنی دارد؟

''ایک ملک کے باشندے اور ایک زبان بولنے والے عرف زمانہ میں اگر چہ ایک قوم کہلاتے ہیں مگر شریعت مطہرہ کی نظر میں قومیت اور اخوت کا دارومدار ایمان اور کفر پر ہے...... شریعت نے کافروں سے جہاد کو فرض کیا اور عند الضرورت بقدر ضرورت و مصلحت کافروں سے صلح کی اجازت دی اور صلح کے معنی ترک جنگ کے ہیں نہ کہ اتحاد کے، اس لیے فقہائے کرام نے صلح کا نام موادعت رکھا ہے جو ودع عدع بمعنی ترک یترک سے مشتق ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس سے لڑائی نہ کی جائے۔ قرآن کریم نے کفار کو اللہ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسلام اور مسلمانوں کا دشمن بتایا ہے اور ان سے موالات اور دوستی کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اگر چہ وہ کافر اپنے قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔ پس ان احکام کے ہوتے ہوئے کافروں سے اتحاد کب جائز ہو سکتا ہے۔ اور قرآن اور حدیث میں جو کافروں سے ترک موالات کا حکم آیا ہے سو اس کی علت کفر ہے نہ کہ غیر ملکی اور پردیسی ہونا''۔

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ

